

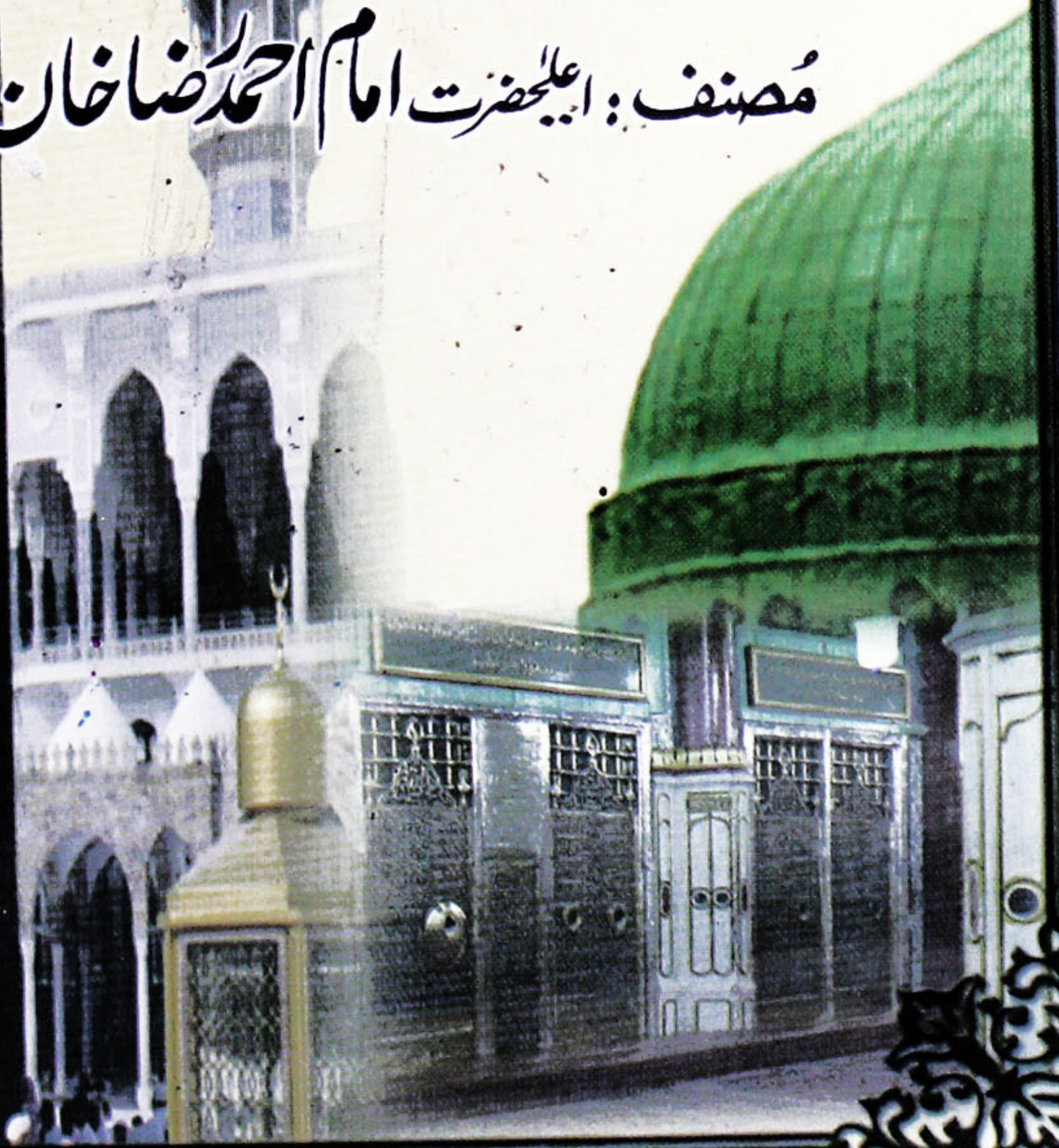
# ایمان کی پہچان

حاشیہ

سید الایمان

مع وضاحت و تسہیل

مصنف: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ



المَدِیْنَةُ الْعِلْمِيَّةُ



جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : تمہید ایمان 84418

مصنف : امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

حاشیہ : ایمان کی پہچان

بخش : مولانا محمد یوسف العطارى المنہج

سن طباعت : صفر المظفر ۱۴۲۵ھ، اپریل ۲۰۰۴ء

ناشر : المدينة العلمية

ہماری مطبوعات طلب کیجئے

۱- مکتبۃ المدینۃ فیضان مدینہ محلہ سوداگراں پرانی سبزی منڈی کراچی 4921389

۲- مکتبۃ المدینۃ شہید مسجد کھارادر کراچی 2203311

۳- مکتبۃ المدینۃ امین پور بازار سردار آباد (فیصل آباد) 632625

۴- مکتبۃ المدینۃ دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ، لاہور 7311679

۵- مکتبۃ المدینۃ چھوٹی گھٹی، حیدرآباد 641926

۶- مکتبۃ المدینۃ نزدیکی والی مسجد اندرون بوہڑ گیٹ ملتان 785192

۷- مکتبۃ المدینۃ اصغر مال روڈ نزدیکی گاہ راوہ پنڈی 4411665



الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ  
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## المدینة العلمیة

از: بانی دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد  
الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد لله على احسانه وبفضل رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم  
تبليغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”دعوتِ اسلامی“ نیکی کی دعوت، احیائے سنت اور  
اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مصمم رکھتی ہے، ان تمام امور کو بحسنِ خوبی سرانجام  
دینے کے لئے متعدد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ”المدینة  
العلمیة“ بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے علماء و مفتیانِ کرام کثرہم اللہ تعالیٰ پر مشتمل  
ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

- (۱) شعبہ کتبِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۲) شعبہ درسی کتب
- (۳) شعبہ اصلاحی کتب (۴) شعبہ تراجم کتب
- (۵) شعبہ تفتیش کتب (۶) شعبہ تخریج

”المدینة العلمیة“ کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت، عظیم

البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مجذوب دین و ملت، حامی سنت، ماحی بدعت، عالم شریعت، پیر  
طریقت، باعث خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام احمد رضا خان علیہ

رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ كِي رِگراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حَتَّى الْوُسْعِ سَهْلِ اُسْلُوبِ  
میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اس علمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن  
تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کتب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی  
اس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل ”دعوتِ اسلامی“ کی تمام مجالس بشمول ”المدینة العلمية“ کو دن گیارہویں  
اور رات بارہویں ترقی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عمل خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں  
کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ کعبہ خضرا شہادت، جنت البقیع میں مدفن اور جنت الفردوس میں جگہ  
نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم



رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

## ”عرض محشی“

مجدد اعظم امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کی ذات والاعنات محتاج تعارف نہیں بلکہ باعث تعارف ہے۔ ”تمہید الایمان“ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی شہرہ آفاق تصنیف ہے جسے پڑھنا قاسم جام عشق رسالت محی سنت امیر اہلسنت مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ نے ہر اسلامی بھائی اور اسلامی بہن کیلئے ضروری قرار دیا ہے۔

لیکن بعد زمانی کے باعث آج کے عوام، امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فصیح و بلیغ کلام کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں چنانچہ پیغام رضا علیہ الرحمۃ کی تبلیغ کیلئے ”المدینۃ العلمیۃ“ نے انکی گراں قدر تصنیفات کو حواشی اور تسمیل سے مزین کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے اس مقصد کیلئے زیر نظر کتاب ”تمہید الایمان“ کے حاشیے میں مندرجہ ذیل امور کا اہتمام کیا گیا ہے۔

- ۱) قدیم الاستعمال طرز بیان کو ”آج“ کے طرز بیان میں ڈھالت کی روشنی کی گئی ہے۔
- ۲) متن ”تمہید ایمان“ میں جن عربی عبارات کا ترجمہ نہیں کیا گیا تھا انکا ترجمہ کر دیا ہے۔
- ۳) متن ”تمہید ایمان“ میں ”کوما“، سوالیہ نشان اور اسی طرح کے دیگر نشانات کا اضافہ غرض مصنف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا گیا ہے۔
- ۴) متن ”تمہید ایمان“ میں جو ترجمہ خود امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے اسے تبدیل نہیں کیا گیا البتہ وہ آیتیں جن کا ترجمہ نہیں فرمایا تھا ہم نے انکا ترجمہ کنز الایمان شریف سے لکھ دیا ہے۔

غرض مصنف علیہ الرحمۃ کو آسان الفاظ میں ”مقدمے“ میں بیان کرنے کی کوشش  
 کی گئی ہے جس میں کفریہ عبارتوں کا کفر آسان الفاظ اور عوامی انداز میں ظاہر کر دیا گیا ہے۔  
 کتاب کے آخر میں عرب و عجم کے اُن علماء کرام علیہم الرحمۃ کے اسماء کی فہرست دی  
 گئی ہے جنہوں نے امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے تکفیری فتوے کی تصدیق فرمائی۔  
 اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہماری اس کوشش کو قبول فرما کر نجاتِ آخرت کا سامان

بنائے۔

محمد یوسف عطاری

## مقدمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ  
وَالْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

واجب الاحترام قارئین کرام: ہم جس خطے میں رہتے ہیں یہ خطہ صدیوں سے اللہ ﷻ کے پیارے دین یعنی اسلام کی دولت سے مالا مال ہے صحابہ کرام ﷺ کے دور میں ہی مبلغین اسلام کی کوششوں سے اس خطے میں نور اسلام اس وقت چمکا جب یہ سارا خطہ کفر و شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں گہرا ہوا تھا۔

اس خطے میں اسلام کی پہلی کرن اس وقت چمکی جب عرب تاجروں کی تبلیغ سے متاثر ہو کر اس کے ساحلی علاقوں کے کچھ قبائل مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد مجاہد اسلام محمد بن قاسم کی آمد ہوئی اور دیبل سے ملتان شریف تک کے علاقے میں اسلام کی کرنیں نور بار ہوئیں۔ پھر اسلام کے بطل جلیل محمود غزنوی کے حملوں سے کفر و شرک کے ایوان تاراج ہوئے۔ ان کے ساتھ آنے والے علماء اور خاص طور پر صوفیاء کرام ﷺ کی کوششوں سے ہندوستان کے عوام بڑی تعداد میں مسلمان ہونے لگے۔

الغرض ہندوستان میں تبلیغ دین کا سہرا اولیاء کرام اور علمائے اہلسنت رحمۃ

اللہ علیہم کے سر ہے۔ جنہوں نے اسلام کی خاطر اپنے گھر بار کو چھوڑ کر ہندوستان کے کفرستان کو دارالاسلام بنا دیا۔ مثال کے طور پر خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری، حضور داتا علی ہجویری، سید میاں میر قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہم وغیر ہم۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہم ہمارے محسن ہیں اور انہیں کی وجہ سے آج ہم مسلمان ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے مزارات کی طرف آج بھی ہمارے دل کھنچتے اور سینوں میں ان کی عقیدت و محبت کے چراغ جلتے ہیں۔

پھر جب ہمارے حکمرانوں کی آپس کی ناچاقیوں کی وجہ سے انگریزوں نے اقتدار پر قبضہ کیا تو اس وقت یہاں صرف وہ لوگ مسلمان کہلاتے تھے جو انہیں بزرگان دین ﷺ کے فیض سے فیضیاب تھے۔ اور دلی طور پر انہی اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم سے وابستہ تھے (یعنی اہلسنت و جماعت) گویا اس وقت سوائے بروافض (شیعہ) کے کہ جن کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر تھی مسلمانوں کا کوئی مد مقابل نہ تھا۔ چنانچہ انگریزوں نے چاہا کہ کسی طرح اس اکثریتی جماعت اہل سنت و جماعت کی طاقت کو پارہ پارہ کر دیا جائے۔ تاکہ اس کی حکومت کو دوام حاصل ہو۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے انگریزوں نے مسلمانوں کے مقابل ایسے لوگوں کو کھڑا کیا۔ جو اپنے آپ کو نہ صرف مسلمان کہلاتے، بلکہ پیر بن کر بیعت وغیرہ کا سلسلہ بھی کرتے۔ لیکن اس کیساتھ ساتھ اللہ ﷻ، اسکے حبیب ﷺ اور اولیاء کرام ﷺ کی شان میں وہ گستاخیاں کرتے تھے کہ بڑے سے بڑا کافر بھی اسکی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ ان کی تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں (برطانوی مظالم کی کہانی عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری کی زبانی)۔

چنانچہ انگریز مکار کا مقصد پورا ہوا اور اس وقت سے لیکر آج تک پاک و ہند کی



سرزمین باطل فرقوں کی آماجگاہ بن کر رہ گئی۔ ان فرقوں نے انگریز کی دی ہوئی امداد سے اپنے مدارس اور کالج بنائے جہاں یہ لوگ مسلمانوں کو فرقوں میں بانٹ کر انگریزوں کی حکومت کو مستحکم کرتے رہے، اور آج بھی یہی فرقے اپنے فرنگی آقاؤں کی مدد سے اقتدار میں شامل ہیں۔ اور تقریباً ۹۵ فیصد مسلمان آج بھی کسمپرسی کا شکار، مظلومیت کی جیتی جاگتی تصویر نظر آتے ہیں۔ غرض مکار انگریز نے اپنا مقصد حاصل کر لیا اور مسلمان کہلوانے والے چند نام نہاد مولویوں کو خرید کر مسلمانوں میں بد عقیدگی اور بد عملی پھیلا کر شروع کر دی۔

ان بد عقیدہ لوگوں کے عقائد جو خود انہوں نے اپنی کتابوں میں شائع کئے کچھ اس طرح سے ہیں۔

## بد عقیدہ لوگوں کے عقائد کا خلاصہ

- ۱۔ اللہ عزوجل جھوٹ بول سکتا ہے۔ (براین قاطعہ صفحہ ۶)
- ۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم، آخری نبی نہیں ہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبی کے آنے کا امکان ہے۔ (تحذیر الناس ص ۳، ۲۳، ۱۱۳)
- ۳۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا علم، شیطان لعین کے علم سے کم ہے۔ (براین قاطعہ ص ۵۵)
- ۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ایسا ہی ہے جیسا بچوں، پاگلوں، بلکہ جانوروں کو ہوتا ہے۔ (حفظ الایمان ص ۸)

۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔

(براہین قاطعہ ص ۵۵)

معاذ اللہ۔ معاذ اللہ۔ ثم معاذ اللہ۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

نوٹ:- اصل کتب سے ان اقوال کی نقول اسی کتاب کے آخری صفحات پر ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

ان عقائد کا براہونا تو ہر کسی کو معلوم ہی ہے جب یہ عقائد عوام نے سنے تو علماء کرام سے ان کے بارے میں فتویٰ پوچھا۔ علمائے اہل سنت نے ان عقائد کا جواب دیا اور بد عقیدہ لوگوں سے توبہ کا مطالبہ کیا لیکن یہ توبہ کرنے پر راضی نہ ہوئے بلکہ اپنی بد عقیدگی کو چھپانے کیلئے ان عقائد کی ایسی تشریح کرنے لگے جو عقل و شریعت کے بالکل خلاف تھی۔ کئی سال یہی حالت رہی، کتنی ہی مرتبہ ان بد عقیدہ لوگوں کو مناظرے کیلئے دعوت دی گئی۔ لیکن یہ ہمیشہ بھاگ جاتے، آخر کار مجددِ عظیم امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ان کی کفریہ عبارتوں کی وجہ سے، کافر قرار دیا اور آپ ﷺ کے اس فتوے کی تصدیق عرب و عجم کے سینکڑوں علماء نے بھی کی۔ دیکھئے حسام الحرمین، الصوارم الہندیہ وغیرہا۔

اسکے جواب میں ان بد عقیدہ لوگوں نے بہت سے مکرو فریب کے جال پھینکے اور شور مچایا کہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے ہمیں خواہ مخواہ کافر قرار دیا ہے۔ چنانچہ ان بد عقیدہ لوگوں کے مکرو فریب کا پول کھولنے کیلئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ﷺ نے کتاب ”تمہید ایمان“ تصنیف فرمائی۔ جس میں عوام کو ان کے دھوکے سے بچنے کی تاکید فرمائی اور بد عقیدہ لوگوں کے اعتراضات کے جوابات دیئے۔



## جائزہ

اب آئیے اپنے عقیدے کو ان بد عقیدہ مولویوں سے محفوظ رکھنے کیلئے ”تمہید ایمان“ کا جائزہ لیں۔ مجدد اعظم امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے تمہید ایمان میں چار مرحلوں کا ذکر کیا ہے۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ جو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اللہ ﷻ کو گالی دے، عیب لگائے یا ان کی شان میں کمی کرے وہ قطعاً کافر ہے۔

۲۔ جو کوئی ان کے کفریہ کلام کو دیکھ کر، سن کر بھی انہیں کافر نہ مانے اور بہانے بنائے۔ ان کی دوستی، استاڈی، شاگردی کا لحاظ کرے وہ بھی کافر ہے۔

۳۔ ان گستاخوں نے جو کچھ اللہ عزوجل اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لکھا ہے اس کے گستاخانہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

۴۔ جو مکرو فریب اور بہانے بازی یہ لوگ کرتے ہیں اس کا کوئی اعتبار نہیں وہ بہانے بازی ان کے کفر کو نہیں مٹا سکتی۔

اب ہم ان چار مراحل کو علمائے اسلام رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال کی روشنی میں مختصراً بیان کرتے ہیں۔

## مرحلہ نمبر ۱ اور ۲

۱۔ علمائے احناف رحمۃ اللہ علیہم کا فتویٰ

وَالْكَافِرُ بِسَبِّ نَبِيٍّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِنَّهُ يُقْتَلُ وَلَا يُقْبَلُ  
تَوْبَتُهُ مُطْلَقًا وَلَوْ سَبَّ اللَّهَ تَعَالَى قَبْلَتْ لِأَنَّهُ حَقُّ اللَّهِ تَعَالَى

وَالْأَوَّلُ حَقٌّ عَبْدٌ وَمَنْ شَكَّ فِي عَذَابِهِ وَكَفَّرَهُ كَفَرَ-

(علامہ علاؤ الدین ہسکفی "در مختار" جلد ۳ ص ۲۰۰ مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول)

ترجمہ: انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی بھی نبی علیہ السلام کو گالی دینے کے سبب سے کافر ہونے والے کو قتل کیا جائے گا اور اسکی توبہ کسی بھی طرح قبول نہیں کی جائے گی اور اگر اس نے اللہ عزوجل کو گالی دی ہوتی (اور توبہ کرتا تو) قبول کر لی جاتی اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے (جو توبہ سے معاف ہو جاتا ہے) او پہلی بات (کہ کسی نبی کو گالی دینا) حق العبد ہے (یعنی بغیر بندے کے معاف کیئے حق العبد معاف نہ ہوگا) اور جو اسکے (یعنی گالی دینے والے کے) کفر اور عذاب میں شک کرے خود کافر ہے۔

۲۔ علمائے مالکیہ رحمۃ اللہ علیہم کا فتویٰ

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْنُونٍ أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّ شَأْنَهُ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُنْقِصَ لَهُ كَافِرٌ وَالْوَعِيدُ جَارٍ  
عَلَيْهِ بِعَذَابِ اللَّهِ لَهُ وَحُكْمُهُ عِنْدَ الْأُمَّةِ الْقَتْلُ وَمَنْ شَكَّ فِي  
كُفْرِهِ وَعَذَابِهِ كَفَرَ-

علامہ عیاض بن سخون موسیٰ اندلسی مالکی ("الشفاء" جلد ۲ ص ۱۹۰ مطبوعہ

عبدالقواب اکیڈمی ملتان)۔

سیدنا محمد بن سخون رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اجماع ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والا، توہین کرنے والا کافر ہے اور اس پر اللہ عزوجل کے عذاب کی وعید جاری ہے اور اسکی سزا تمام امت کے نزدیک قتل ہے اور جو اسکے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔



### ۳۔ علمائے شوافع رحمۃ اللہ علیہم کا فتویٰ

وَقَدْ نَقَلَ ابْنُ الْمُنْذِرِ الْإِتِّفَاقَ عَلَى أَنَّ مَنْ سَبَّ النَّبِيَّ  
عَلَيْهِ السَّلَامَ صَرِيحًا وَجَبَ قَتْلُهُ وَنَقَلَ أَبُو بَكْرٍ الْفَارِسِيُّ  
أَحَدُ أَيْمَةِ الشَّافِعِيَّةِ فِي كِتَابِ الْإِجْمَاعِ أَنَّ مَنْ سَبَّ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا هُوَ صَرِيحٌ كُفْرٌ بِإِتِّفَاقِ  
الْعُلَمَاءِ فَلَوْ تَابَ لَمْ يَسْقُطْ عَنْهُ الْقَتْلُ لِأَنَّ حَدَّ قَذْفِهِ الْقَتْلُ وَ  
حَدُّ الْقَذْفِ لَا يَسْقُطُ بِالتَّوْبَةِ (فتح الباري ج ۱۲ ص ۲۸۱

دار نشر الكتب الإسلاميه لاهور)

ترجمہ: اور سیدنا ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ اس پر اتفاق ہے کہ  
جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلے الفاظ میں گالی دی اسے قتل کرنا واجب ہے اور  
شافعیہ کے ایک امام سیدنا ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ نے ”کتاب الاجماع“ میں نقل فرمایا کہ  
جس نے کھلے الفاظ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی تو اسکے کفر پر علماء کرام رحمہم اللہ کا  
اتفاق ہے اور اگر وہ توبہ کرے تو پھر بھی قتل اس پر سے ساقط نہ ہوگا (قتل کیا جائے گا)  
اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر تہمت کی سزا قتل ہے اور شہمت کی سزا توبہ سے  
ساقط نہیں ہوتی۔

### ۴۔ علمائے حنابلہ رحمۃ اللہ علیہم کا فتویٰ

وَمَنْ سَبَّ اللَّهَ تَعَالَى كُفْرٌ سِوَاكَ كَانَ مَارِحًا أَوْ جَادًا  
كَذَلِكَ مَنْ اسْتَهْزَى بِاللَّهِ تَعَالَى أَوْ بِآيَاتِهِ أَوْ بِرُسُلِهِ أَوْ  
بِكُتُبِهِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ

و نَلْعَبُ قُلُوبَ بِاللَّهِ وَ آيَاتِهِ وَ رَسُولِهِ كُنْتُمْ قَسْتَهْزِءٌ وَنَ لَا  
تَعْتَدِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ۔

ترجمہ: اور جس نے اللہ عزوجل کو گالی دی وہ کافر ہے خواہ گالی مذاق میں دی ہو  
اور اسی طرح جس نے اللہ عزوجل کا مذاق اڑایا، یا اسکی آیتوں کا یا اسکے رسولوں کا علیہم  
السلام یا اسکی کتابوں کا، جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ان منافقوں کے بارے میں ہے،  
جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مقدس کا مذاق اڑایا ”اور اگر تم ان سے پوچھو کہ  
انہوں نے کیا کفر کیا ہے، تو یہ ضرور کہیں گے کہ ہم تو محض مذاق کر رہے تھے۔ تم فرماؤ کہ!  
اللہ عزوجل اور اسکی آیتوں اور اسکے رسول کا مذاق اڑا رہے تھے؟ یہاں مت بناؤ تم  
یقیناً ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔“ (المغنی ج ۹ ص ۳۳ دار الفکر بیروت)

### ابن تیمیہ کی گواہی

یہاں تک تو علمائے اسلام رحمہم اللہ کے فتاویٰ آپ نے پڑھے۔ اب وہابیہ  
کے شیخ کبیر ابن تیمیہ کی گواہی بھی ملاحظہ فرمائیں۔

وَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَخْنُونٍ أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّ شَاتِمَ النَّبِيِّ  
عَلَيْهِ السَّلَامِ وَ الْمُتَقِصَّ لَهُ كَافِرٌ وَ الْوَعِيدُ جَارٍ عَلَيْهِ بِعَذَابِ  
اللَّهِ لَهُ وَ حُكْمُهُ عِنْدَ الْأُمَّةِ الْقَتْلُ وَ مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهِ وَ  
عَذَابِهِ كَفَرَ وَ تَحْرِيرُ الْقَوْلِ فِيهِ أَنَّ السَّمَابَ إِنْ كَانَ مُسَلِّمًا  
فَإِنَّهُ يُكْفَرُ وَ يُقْتَلُ بِغَيْرِ خِلَافٍ وَ هُوَ مَذْهَبُ الْأَيْمَةِ الْأَرْبَعَةِ  
وَ غَيْرِهِمْ۔

ترجمہ: محمد بن سخون رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی



دینے والا اور توہین کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الہی عزوجل کی وعید آئی ہے اور اس مسئلہ میں تحقیق یہ ہے کہ اگر گالی دینے والا مسلمان ہے تو بالاتفاق اسے کافر قرار دیا جائے گا اور قتل کیا جائے گا اور یہی چاروں آئمہ وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم کا مذہب ہے۔  
(ص ۴۲۔ الصارم المسلمول مطبوعہ نثر السنتہ ملتان)

### توہین کے الفاظ میں نیت کا اعتبار

پیارے بھائیو! بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو ٹھیک ہے کہ توہین خدا اور توہین رسول ﷺ کرنا کفر ہی ہے لیکن ان علمائے دیوبند کی نیت توہین کرنا نہیں تھی بلکہ ان کی نیت امت کی اصلاح کرنا تھی وغیرہ وغیرہ۔

پیارے بھائیو! اگر کوئی شخص توہین خدا ﷻ اور توہین رسول ﷺ کرے یعنی ایسی بات کہے جس سے توہین ہوتی ہو تو ظاہری معنی کا اعتبار کیا جاتا ہے اسکی نیت کو نہیں دیکھا جاتا۔ کیونکہ ادب و توہین کا اعتبار عرف عام پر ہوتا ہے۔ بتائیے کیا آپ اپنے والد صاحب یا استاد صاحب کو تعریف کی نیت سے گدھا کہہ سکتے ہیں، ہرگز نہیں کیونکہ گدھا، کہنا ہماری بول چال میں توہین کا لفظ ہے۔ ہاں لفظ شیر کہنے سے توہین نہیں ہوتی کیونکہ ”شیر“ عرف عام میں تعریف کیلئے بولا جاتا ہے۔ بہر حال اگر آپ کہیں کہ گدھے سے میری مراد تو والد صاحب یا استاد صاحب کو شریف آدمی کہنا تھا۔ کیونکہ گدھا ایک شریف جانور ہے یعنی میری نیت توہین کرنا نہیں بلکہ تعریف کرنا تھی تو آپ کا قول نہیں مانا جائے گا۔

پتہ چلا کہ اچھی نیت سے بھی توہین کا کلمہ کہنا توہین ہی ہے چنانچہ اچھی نیت سے بھی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو شیطان کے علم سے کم بتانا، یا اچھی نیت سے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کو جانوروں، پانگلوں اور بچوں کے برابر بتانا، یا اچھی نیت سے اللہ عزوجل کو جھوٹا کہنا یقیناً اللہ عزوجل اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔ ہم اس پر علمائے اسلام رحمۃ اللہ علیہم کے فتاویٰ نقل کیے دیتے ہیں۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

إِنْ مَا كَانَ دَلِيلَ الْإِسْتِخْفَافِ يُكْفَرُ بِهِ وَإِنْ لَمْ يَقْصِدِ  
الْإِسْتِخْفَافَ -

(علامہ ابن عابدین شامی رد المحتار جلد ۳، ص ۲۹۲، مطبع عثمانیہ استنبول)

ترجمہ:- ”اگر کسی لفظ میں توہین کی دلیل ہو تو اسے کافر کہا جائے گا اگرچہ کہنے

والا توہین کا ارادہ نہ کرنے۔“

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

أَنْ يَكُونَ الْقَائِلُ لِمَا قَالَ فِي جِهَتِهِ أَيْ غَيْرَ قَاصِدٍ لِلسَّبِّ وَ  
الْإِزْدِرَاءِ وَلَا مُعْتَقِدَ لَهُ وَلَكِنَّهُ كَلَّمَ فِي جِهَتِهِ بِكَلِمَةِ الْكُفْرِ  
مِنْ لَعْنِهِ أَوْ سَبِّهِ أَوْ تَكْذِيبِهِ أَوْ إِضَافَةِ مَا لَا يَجُوزُ عَلَيْهِ أَوْ نَفْيِ  
مَا يَجِبُ لَهُ بِمَا هُوَ فِي حَقِّهِ تَقِيصَةً بِمَثَلِ نَسْبِ إِلَيْهِ إِتْيَانِ  
كَبِيرَةٍ أَوْ مُدَاهَنَةٍ فِي تَبْلِيغِ الرِّسَالَةِ أَوْ فِي حُكْمِ بَيْنِ النَّاسِ  
أَوْ يَعْضُ مِنْ مَّرْتَبَتِهِ أَوْ شَرَفِ نَسَبِهِ أَوْ وَفُورِ عِلْمِهِ أَوْ زُهْدِهِ  
أَوْ يَكْذِبُ بِمَا اشْتَهَرَ مِنْ أُمُورٍ أَخْبَرَ بِهَا تَوَاتُرَ الْخَبَرِ بِهَا عَنْ  
قَصْدِ رَدِّ خَبَرِهِ أَوْ يَأْتِي بِسَفْهِ بَيْنِ الْقَوْلِ أَوْ قَبِيحِ بَيْنِ الْكَلَامِ وَ  
نَوْعِ مِنَ السَّبِّ فِي جِهَتِهِ وَإِنْ ظَهَرَ بِدَلِيلِ خَالِهِ أَنَّهُ لَمْ



يَتَعَمَّدُ ذَمَّهُ وَ لَمْ يَقْصُدْ سَبَّهُ أَمَّا لِجَهَالَةٍ حَمَلَتْهُ عَلَى مَا قَالَهُ  
 أَوْ لِفَجْرٍ أَوْ سُكْرِ اضْطِرَّةٍ إِلَيْهِ أَوْ قِلَّةِ مُرَاقَبَةٍ أَوْ ضَعْفِ لِسَانِهِ وَ  
 عَجْرَفَةٍ وَ تَهَوُّرٍ فِي كَلَامِهِ فَحُكْمٌ هَذَا الْوَجْهِ حُكْمٌ الْأَوَّلِ  
 لِقَتْلِ دُونَ تَلْعُثِمٍ إِذْ لَا يُعْذَرُ أَحَدٌ فِي الْكُفْرِ بِالْجَهَالَةِ وَ  
 لَا بَدْعُوِي زَلَلِ اللِّسَانِ وَ لَا بِشَيْءٍ بِمِثْلِ مَا ذَكَرْنَا هَذَا إِذَا كَانَ  
 عَقْلُهُ سَلِيمًا إِلَّا مَنْ أَكْرَهَ وَ قَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ -

(الشفاء جلد ۲، ص ۲۰۲، ۲۰۳ مطبوعہ عبدالقواب اکیڈمی ملتان)

ترجمہ:- جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی بات کرے  
 اور اس کا ارادہ نہ گالی دینے کا ہو نہ آپ کی توہین کا، اور نہ وہ اس کا یقین کرتا ہو لیکن وہ نبی  
 ﷺ کی شان میں ایسا کفریہ کلمہ کہے جس میں لعنت یا گالی ہو، یا آپ کی تکذیب ہو،  
 یا آپ کی طرف کسی ایسی چیز کی نسبت کرے جو ناجائز ہو، یا اس چیز کی نفی کرے جو آپ  
 کیلئے واجب (ضروری) ہو، یا وہ بات کہے جو آپ کے لئے نقص (عیب) ہو یا آپ کی  
 طرف گناہ بئیرہ کی نسبت کرے، یا تبلیغ رسالت میں کچھ چھپانے کی نسبت کرے یا آپ کا  
 مرتبہ و شرف نسب یا آپ کے علم کی عظمت یا آپ کے جہد میں کمی بتائے یا آپ کے جو اوصاف  
 مشہورہ اور متواترہ ہیں انہیں جھٹلائے، یا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں کوئی نازیبا  
 بات کہے جو گالی کی قسم سے ہو، اگرچہ اسکے حال سے یہ ظاہر ہو کہ وہ آپ کی توہین نہیں کرتا  
 نہ اس پر اعتماد کرتا ہے، یا اس نے جہالت کی وجہ سے کہا ہو، یا رنج و غم کی بناء پر یا نشے کی  
 وجہ سے کہا ہو، یا زبان کی تیزی کی وجہ سے منہ سے نکل گیا ہو، یا غصے میں ایسا کہا، تو ایسے  
 شخص کا بے شک یہ حکم ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے کیونکہ جہالت کا بہانہ کفر بکنے میں نہیں

مانا جائے گا، نہ زبان کی تیزی کی وجہ سے کفر نکلنے کا دعویٰ نہ کوئی اور سبب جو بیان ہوئے  
(مثلاً۔ غصہ، رنج و غم، وغیرہ) جبکہ اسکی عقل درست ہو سوائے اس شخص کے جس کو یہ  
کہنے پر مجبور کر دیا گیا ہو (جان سے مار دینے کی دھمکی وغیرہ ہو) البتہ اسکا دل ایمان پر  
مطمئن ہو۔

### علامہ خفاجی حنفی اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہما

نے اس عبارت کو درست قرار دیا اور یہی فتویٰ دیا۔

دیکھئے (نسیم الریاض جلد ۴، ص ۳۸۷، ۳۸۸، دار الفکر بیروت) نیز ملا علی قاری  
ہر وی شرح شفاء علی ہاشم نسیم الریاض جلد ۴، ص ۳۸۷، ۳۸۸، دار الفکر

اب ذرا انور کشمیری کی سنیفہ - موصوف دارالعلوم دیوبند کے اکابر علماء میں

سے ہیں۔

۱۔ الْمَدَارُ فِي الْحُكْمِ بِالْكَفْرِ عَلَى الظَّوَاهِرِ وَلَا نَظَرَ لِلْمَقْصُودِ وَ  
النِّيَّاتِ وَلَا نَظَرَ لِقَرَائِنِ حَالِهِ (اکفار الملحدین ص ۷۳)  
ترجمہ :- کفر کا حکم لگانے کا دار و مدار ظاہری (لفظ وغیرہ) پر ہے کہنے والے کے  
مقصد و نیت اور اسکے حال و قرائن کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

۲۔ اسی میں ہے وَقَدْ ذَكَرَ الْعُلَمَاءُ أَنَّ التَّهْوُرَ فِي عَرَضِ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنْ لَمْ  
يَقْصُدْ كُفْرًا (ص ۸۶)

ترجمہ :- ”علماء بیان فرماتے ہیں کہ انبیاء (علیہم السلام) کی شان میں گستاخی کفر ہے  
خواہ کہنے والا گستاخی کا ارادہ نہ کرے۔“

## فتویٰ گنگوہی

کچھ اسی طرح کا فتویٰ گنگوہی صاحب نے بھی صادر فرمایا ہے موصوف، اپنی کتاب فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوب (ص ۷۱-۷۲ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی) پر رقمطراز ہیں۔

کسی نے سوال کیا:.....سوال:- ”جو شاعر اپنے اشعار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صنم یا بت یا آشوب ترک (بمعنی ترک محبوب) فتنہ عرب (بمعنی عربی محبوب) باندھتے ہیں (کہتے ہیں) اسکا کیا حکم ہے۔ (بینوا و تو جروا)

جواب:- ”یہ الفاظ قبیح بولنے والا اگرچہ معنی حقیقیہ بمعانی ظاہرہ، خود مراد نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی مراد لیتا ہے تعریف کر رہا ہے مگر تاہم ایہام اہانت (گستاخی کے وہم) و اذیت ذات پاک حق تعالیٰ اور جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی نہیں۔ یہی سبب ہے کہ رب حق تعالیٰ نے لفظ ”راعنا“ بولنے سے صحابہ کو منع فرمایا ”انظرننا“ کا لفظ عرض کرنا ارشاد فرمایا۔ حالانکہ مقصود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہرگز وہ معنی کہ جو یہود مراد لیتے تھے نہ تھا، مگر ذریعہ شوخی یہود کا اور موہم اذیت و گستاخی جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا لہذا حکم ہوا ”لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظرننا....“

اور علی ہذا حضرات صحابہ کا پکار کر بولنا مجلس شریف آنحضرت میں بوجہ اذیت و گستاخی (معاذ اللہ) نہ تھا بلکہ حسب عادت و طبع تھا مگر چونکہ اذیت و بے اعتنائی شان والا اس میں ابہام تھا، یہ حکم ہوا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ  
لَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ



أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ۔ (الحجرات، ۲۶/۲)

ترجمہ:- ”اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچا مت کرو اور ان سے ایسے چیخ کے بات مت کرو جیسے تم آپس میں کرتے ہو، کہیں تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں شعور تک نہ ہو۔“

کیا صاف حکم ہے کہ اگرچہ تمہارا قصد گستاخی نہیں مگر اس فعل سے جبط (یعنی برباد) اعمال تمہارے ہو جائیں گے۔ اور تم کو خبر بھی نہ ہوگی اور ایسا ہی حدیث میں ”تکتی بکنیۃ ابی القاسم (ابی قاسم، کنیت رکھنا)“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات شریفہ میں منع ہوگئی تھی بوجہ اذیت ذات سرور عالم کے، کوئی کسی دوسرے شخص کو پکارے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سمجھ کر کہ کوئی مجھ کو (بلانے کا) ارادہ کرتا ہے التفات (توجہ) فرمائیں گے (”ابوالقاسم“ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ہے)۔ حالانکہ نادى (پکارنے والا) ہرگز نیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں رکھتا.....

الحاصل ان الفاظ میں گستاخی اور اذیت ظاہر ہے، پس ان الفاظ کا بلنا کفر ہوگا۔ ان کلمات کفر کے لکھنے والے کو منع کرنا شدید چاہیے، اور مقدر ہو (قدرت ہو) اگر باز نہ آوے تو قتل کرنا چاہیے“

گنگوہی صاحب کا فتویٰ ختم ہوا۔ اس فتوے سے پتہ چلا کہ اسی کلام میں اگر گستاخی کا ہلکا سا وہم بھی ہو تب بھی وہ کفر ہوگا۔ لیکن یہ عجب تماشہ ہے کہ جب خود گنگوہی صاحب نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تو چاہیے تو یہ تھا کہ فوراً توبہ کر لیتے مگر افسوس! کہ توبہ تو نہیں کی البتہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کرنے لگے کہ میرا کلام گستاخی نہیں۔ حالانکہ انکے کلام میں گستاخی کا وہم نہیں بلکہ کھلم کھلا گستاخی موجود ہے جیسا

کہ آئندہ ہم ثابت کریں گے۔ پس ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص ایسا کلمہ کہے جس میں اللہ عزوجل یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی ہو، کافر کہا جائے گا اور اسکی نیت و ارادہ نہ دیکھا جائے گا۔

### مرحلہ ۳

#### ان گستاخوں کی عبارتیں گستاخانہ ہیں

اب آئیے ان خبیث، ناپاک و ملعون عبارتوں کی طرف جنکی وجہ سے عرب و عجم کے سینکڑوں علماء رحمۃ اللہ علیہم نے ان کے کہنے والوں کو کافر قرار دیا۔ اگر آپ ایمان کی آنکھوں سے دیکھیں گے تو آپ کو ان کی عبارتوں کے گستاخانہ ہونے کے بارے میں کوئی شک نہیں رہے گا۔

ہمیں معلوم ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے رب تعالیٰ نے تمام قرآن کا علم سکھا دیا، اور قرآن پاک میں ہر چھوٹی بڑی، چھپی و ظاہر شے کا علم ہے اب ذرا بتائیے کہ کیا کسی ایسی مخلوق، جس پر قرآن نازل نہیں ہوا اس کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے برابر ہو سکتا ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں۔

تو اب جو شخص کسی ”دوسرے“ کو حضور ﷺ سے زیادہ علم والا بتائے اس کے بارے میں فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

مَنْ قَالَ فَلَانَ أَعْلَمُ مِنْهُ فَقَدْ عَابَهُ فَحُكْمُهُ حُكْمُ

النَّبِیِّ (نسیم الریاض)

ترجمہ:- جس نے کہا ”فلاں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ علم ہے“ تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب لگایا اور اسکی وہی سزا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں بکنے

والے کے بارے میں ہے۔“

یعنی وہ کافر ہے، قتل کیا جائے گا۔ جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ ”معاذ اللہ“ شیطان کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے تو اس کے کافر ہونے میں کسی کو کوئی شک نہیں ہو سکتا، لیکن آپ حیرت کریں گے کہ یہی بات ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۷ء میں مولوی خلیل احمد انپٹھوی نے اپنی کتاب ”براہین قاطعہ“ (جو کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کی تصدیق کے ساتھ شائع ہوئی) کے ص ۵۵ پر تحریر کی۔ ذرا اس ناپاک عبارت کو ایمان کی آنکھوں سے پڑھیے۔

### عبارت نمبر ۱

”شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت، نص ہے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے؟“ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

(براہین قاطعہ ص ۵۵ مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ دیوبند یوپی انڈیا)

ہمارے ذہن قاری اس ناپاک عبارت میں بیان کردہ کفریات کو سمجھ گئے ہوں گے لیکن ہم طلباء و عوام کی آسانی کیلئے اس عبارت کے مشکل الفاظ کی وضاحت کر رہے ہیں۔

|                  |      |                             |
|------------------|------|-----------------------------|
| علم محیط زمین کا | یعنی | ساری زمین کے ذرے ذرے کا علم |
| فخر عالم         | یعنی | حضور صلی اللہ علیہ وسلم     |

84418



خلاف نصوص قطعیہ کے یعنی قرآن و حدیث کے واضح احکامات کے خلاف

قیاسِ فاسدہ یعنی غلط اندازہ۔ غلط قیاس  
نص یعنی قرآن و حدیث کی عبارت یا حکم

ذرا ان الفاظ کو اس ناپاک عبارت میں رکھ کر پڑھیں۔

”شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر ساری زمین کے ذرے ذرے کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بغیر کسی دلیل کے محض غلط قیاس سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے؟۔ شیطان و ملک الموت کو (علم کی) یہ وسعت قرآن و حدیث سے ثابت ہوئی حضور ﷺ کے علم کی اتنی وسعت پر قرآن و حدیث کی کونسی عبارت ہے۔“

یعنی کہنے کا مطلب یہ کہ۔

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ کہنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین کے ذرے ذرے کا علم ہے شرک ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ ط  
(۲) شیطان و ملک الموت کو زمین کے ذرے ذرے کا علم حاصل ہے، اور یہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے، (اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس گستاخ کو شیطان کے بارے میں اتنے علم کی نص قطعی کہاں نظر آئی۔)

(۳) گنگوہی کا کہنا ہے کہ قرآن و حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے وسیع ہونے کے بارے میں کوئی دلیل موجود نہیں۔ اس لیے یہ کہنا ”کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شیطان و ملک الموت سے افضل ہیں تو شیطان اور ملک الموت کو چونکہ زمین کے

ذرے ذرے کا علم ہے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہے“ یہ بات قیاس فاسد یعنی غلط قیاس ہے۔

(۴) ثابت ہوا کہ ملک الموت و شیطان کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔ معاذ اللہ (ان اللہ و اتا الیہ راجعون)۔

پیارے بھائیو، آپ پڑھ چکے ہیں کہ جو کسی کو علم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کہے وہ کافر ہے۔ دیکھئے! اس شخص نے اللہ عزوجل کے محبوب و انائے غیوب ﷺ کے علم سے زیادہ شیطان کے علم کا اقرار کیا اور یہ ایسا شدید کفر ہے نہ جو اسے نہ مانے وہ بھی کافر ہے۔ کیوں کہ اس عظیم بارگاہ میں کوئی ایسا کلمہ بولنا جس سے توہین کا وہم ہی ہوتا ہو اللہ عزوجل کے ہاں قابل قبول نہیں جبکہ یہاں تو اللہ کے دشمن شیطان لعین کو آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ علم والا بتایا جا رہا ہے۔ نیز ذرا تماشہ دیکھئے کہ (بقول گستاخ) اگر زمین کے ذرے ذرے کا علم شیطان کیلئے مانو تو یہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور اگر اتنا ہی علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مانا جائے تو شرک حالانکہ علم کی اتنی وسعت جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ماننا شرک ہے تو شیطان کیلئے بھی ماننا شرک ہونا چاہیے۔ کہ جو چیز مخلوق میں کسی ایک کے لئے ماننا شرک ہو وہ دوسرے کے لیے ماننا بھی یقیناً شرک ہی ہے کیونکہ اللہ کے ساتھ شرک کے معاملے میں تمام مخلوقات برابر ہیں کسی کی کوئی تخصیص نہیں کہ فلاں کو ملاؤ تو شرک ہے اور فلاں کو ملاؤ تو شرک نہیں۔ ایسا ہرگز نہیں۔ اور پھر جب ان حضرات سے توبہ کا مطالبہ کیا گیا تو راہ فرار اختیار کر لی اور اس کا جواب نہ دیا۔ افسوس! کہ موصوف اپنے کفر سے توبہ کیے بغیر ہی دارقانی سے کوچ کر گئے لیکن آج ان کے پیروکاروں کو غیر جانبدار رہ کر سوچنا چاہیے اور موصوف

کی حمایت میں اپنے ایمان کو داؤ پر نہیں لگانا چاہیے۔

پیارے بھائیو! مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور ﷺ کو اپنے لامحدود علم غیب سے بعض علم غیب عطا فرمایا۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے:-

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ (سورة التکویر آیت ۲۴)

ترجمہ: ”اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب بتانے میں بخل نہیں فرماتے۔“

البتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس بعض علم غیب کے جاننے میں اللہ عزوجل کے محتاج ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بعض علم غیب، اللہ عزوجل کے علم کے برابر ہرگز ہرگز نہیں! بلکہ یہ ”بعض علم غیب“، اللہ عزوجل کے علم کے مقابلے میں اتنا بھی نہیں جتنا کہ کروڑوں سمندروں کے مقابلے میں ایک قطرہ۔ ہاں! اللہ عزوجل کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تمام مخلوق میں سب سے زیادہ ہے اور مخلوقات میں شیطان و ملک الموت بھی شامل ہیں لہذا حضور ﷺ ان سے بھی زیادہ علم والے ہیں۔ یہاں تک کہ دیگر مخلوق کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں ایسا ہے جیسے سمندروں کے مقابلے میں ایک قطرہ۔

پیارے بھائیو! ان گستاخوں کی گستاخیاں بڑھتی ہی چلی گئیں یہاں تک کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس بعض علم غیب پر طعن کیا گیا بلکہ ایک گستاخ نے تو ایسی شدید ناپاک عبارت حضور ﷺ کی توہین میں لکھی جسے پڑھ کر آپ کا دل شدتِ غضب سے خون کے آنسو رونے لگے گا۔

اس گستاخ کی عبارت کے مشکل الفاظ کا ترجمہ قوسین میں درج کر رہے ہیں، لکھتا ہے۔

عبارت نمبر ۲



”آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو (یعنی حضور ﷺ کے بارے میں یہ عقیدہ کہ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا ہے) اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ (غیبی علوم) مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید، عمرو بلکہ ہر صبی (بچے)، مجنون (پاگل) بلکہ جمیع (تمام) حیوانات و بہائم (جانوروں) کیلئے بھی حاصل ہے۔“ (حفظ الایمان، ص ۸، مصنف اشرف علی تھانوی)

اس ملعون کلام کو سمجھنا بالکل دشوار نہیں عام سمجھ بوجھ رکھنے والا بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ اس گستاخ کے کہنے کے مطابق بعض علم غیب صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو نہیں بلکہ ایسا کچھ علم تو (معاذ اللہ) بچوں، پاگلوں اور جانوروں کو بھی حاصل ہے۔ گویا بقول گستاخ تمام جانور، جن میں گدھے، کتے اور خنزیر بھی شامل ہیں، اور پاگل بھی علم کی بعضیت میں حضور ﷺ کے برابر ہو گئے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر بعض علم غیب ملا بھی ہے تو اس میں حضور ﷺ کا کیا کمال و خصوصیت، کیونکہ اسی طرح ”کچھ نہ کچھ علم غیب“ تو۔۔۔ کو بھی حاصل ہے۔ (معاذ اللہ)۔

حالانکہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جو بعض علم غیب عطا فرمایا اس کا اندازہ لگانا انسان کے بس سے باہر ہے، اس بعض علم غیب کی وسعت کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔

### علم غیب کے متعلق چند دلائل

پیارے بھائیو! اس بات کو ہر مسلمان جانتا اور مانتا ہے کہ اللہ عزوجل کی آخری کتاب قرآن مجید ہے اور قرآن پاک میں ہر شے کا بیان ہے۔ خود اللہ عزوجل قرآن پاک کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔

”وَلَا رَطْبٌ وَلَا يَابِسٌ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ“

اور کوئی خشک و تر چیز ایسی نہیں جو قرآن میں نہ ہو۔ (الانعام/۵۹)

پتہ چلا کہ قرآن عظیم میں ہر شے کا بیان موجود ہے۔ اور یہ بات بھی ہر مسلمان جانتا اور مانتا ہے کہ اللہ عزوجل نے سارا قرآن پاک اپنے پیارے حبیب ﷺ کو سکھایا۔

چنانچہ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پورے قرآن پاک کا علم حاصل

ہے اور قرآن میں چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی بات کا بیان موجود ہے پس

ثابت ہوا حضور ﷺ کو ہر چھوٹی و بڑی بات کا علم اللہ عزوجل نے عطا فرمایا یہ بات ہم

اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ خود صاحب قرآن پاک محمد مصطفیٰ ﷺ ارشاد

فرما رہے ہیں دیکھئے بخاری شریف کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة۔

قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَ ذَكَرَ أَنَّ بَيْنَ يَدَيْهَا أُمُورٌ

عِظَامٌ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ رَجُلٍ يُحِبُّ أَنْ يُسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ

فَلْيَسْأَلْ عَنْهُ فَوَاللَّهِ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ مَا

دُسْتُ فِي مَقَامِي هَذَا فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ أَيْنَ مَدْخَلِي قَالَ النَّارُ

فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ مَنْ أَبِي قَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ ثُمَّ

كَثُرَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي سَلُونِي.....

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور قیامت کا ذکر فرمایا، اور بتایا

کہ اس سے پہلے بڑے بڑے امور ہونگے، پھر فرمایا جو شخص مجھ سے جو بات بھی پوچھنا

چاہے پوچھ لے خدا کی قسم! جب تک میں یہاں کھڑا ہوں تم مجھ سے جس چیز کے بارے

میں بھی پوچھو گے میں تمہیں اس کا جواب ضرور دوں گا، چنانچہ ایک (منافق) شخص کھڑا ہوا

اور پوچھا میرا ٹھکانہ کہاں ہے، فرمایا، جہنم میں۔۔۔ پھر عبداللہ بن حذافہ کھڑے ہوئے عرض کیا، ”میرا (اصلی) باپ کون ہے“ فرمایا، حذافہ پھر بار بار فرماتے رہے ”پوچھو پوچھو“۔ اس کی مثل حدیث امام مسلم نے اپنی کتاب (مسلم شریف) میں نقل فرمائی ہے۔

دیکھئے جنت میں ٹھکانہ ہوگا کہ جہنم میں، اس کا پتہ تو قیامت کے دن چلے گا، آج یہ بات غیب ہے، لیکن ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی خبر دی اور کیوں نہ ہو کہ بذات خود ارشاد فرماتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ رَفَعَ لِي الدُّنْيَا فَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى كَفِّي هَذِهِ۔

ترجمہ:- بے شک اللہ عزوجل نے میرے سامنے دنیا کو رکھ دیا ہے پس میں اسکی طرف اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اسے ایسے دیکھ رہا ہوں جیسا اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو۔ (مجمع الزوائد کتاب علامات النبوة / الباب ۳۳)

بے شک ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے جو بعض علم غیب عطا فرمایا ہے اسکی حدود متعین کرنا قوت بشری سے باہر ہے دیکھئے ”بخاری شریف کتاب بدء الخلق“ میں کیسا صاف بیان موجود ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدءِ الْخَلْقِ حَتَّى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَ مَنْ نَسِيَهِ



ترجمہ:- ”ہمارے درمیان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ہمیں مخلوقات کی پیدائش (ابتداء) کے بارے میں بتایا۔ یہاں تک کہ جنتی اپنے ٹھکانوں پر اور دوزخی اپنے ٹھکانوں پر پہنچ گئے اسے جس نے یاد رکھا سو یاد رکھا اور جو بھول گیا سو بھول گیا۔“ (صحیح البخاری کتاب بدء الخلق)

پتہ چلا کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جب سے مخلوق بنی اس وقت سے لیکر آئندہ قیامت تک کے واقعات کی خبر دے دی یہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کردہ ”بعض علم غیب“ کی ایک جھلک ہے۔ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین ﷺ میں امام مسلم رضی اللہ عنہ سے بروایت ثوبان رضی اللہ عنہ ہے إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِي الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا۔

ترجمہ:- بے شک اللہ عزوجل نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا ہے میں نے اسکے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔ (مشکوٰۃ المصابیح باب فضائل سید المرسلین ﷺ) اب ذرا آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ”بعض علم غیب“ کی وسعتوں پر ایک اور گواہی، جلیل القدر صحابی ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے سنئے:-

لَقَدْ تَرَكْنَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا يُحَرِّكُ طَائِرٌ جَنَاحِيهِ إِلَّا ذَكَرْنَا مِنْهُ عِلْمًا۔ ترجمہ: ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال پر چھوڑا کہ کوئی پرندہ اپنے پر بھی نہیں ہلاتا مگر ہمیں اس کا علم بتا دیا۔ (مسند امام احمد بن حنبل مسند الأنصار، براویت أبي ذر الغفاري)

اسی بعض علم غیب کی وسعت کا بیان کرتے ہوئے سیدنا امام بوسیری رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ بردہ شریف میں عرض کرتے ہیں:-

فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتْهَا وَ مِنْ عُلُوبِكَ عِلْمَ اللُّوحِ وَالْقَلَمِ  
 ”اور بے شک دنیا و آخرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے کرم سے ہے اور لوح و قلم کا علم  
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم میں سے ایک حصہ ہے۔“  
 اس شعر کی شرح میں سیدنا ابراہیم ہجوری فرماتے ہیں:-

فَإِنَّ قِيلَ إِذَا كَانَ عِلْمُ اللُّوحِ وَالْقَلَمِ بَعْضَ عُلُوبِهِ عَلَيْهِ  
 السَّلَامُ فَمَا الْبَعْضُ الْآخِرُ أَجِيبَ بَانَ الْبَعْضُ الْآخِرَ هُوَ مَا أَخْبَرَهُ  
 اللَّهُ تَعَالَى مِنْ أَحْوَالِ الْآخِرَةِ لِأَنَّ الْقَلَمَ أَمَّا كَتَبَ فِي اللُّوحِ مَا هُوَ  
 كَاتِبٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ ترجمہ: اگر کہا جائے کہ جب لوح و قلم کا علم حضور صلی  
 اللہ علیہ وسلم کے علم کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا باقی علم کس کے  
 بارے میں ہے ( کیونکہ لوح و قلم میں پوری دنیا کے اولین و آخرین کے حالات لکھ  
 دیئے ہیں تو اب باقی کیا بچا) اس کا جواب یہ دیا جائیگا کہ وہ باقی علوم آخرت کے بعض  
 حالات سے متعلق ہیں جسکی خبر اللہ عزوجل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دی ہے کیونکہ لوح  
 و قلم نے تو صرف قیامت تک کا علم ہی لکھا ہے (اسکے بعد آخرت کے معاملات لوح میں  
 نہیں ہیں، لیکن انکے بعض معاملات کا علم بھی حضور ﷺ کو عطا ہوا)۔

پیارے بھائیو! یہ جو کچھ لکھا بطور نمونہ ہے اور ان دلائل کا ایک فیصد بھی نہیں جو  
 شرق و غرب کے علمائے متقدمین و متاخرین نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب  
 شریف کی وسعت پر تحریر فرمائے تفصیل کیلئے دیکھیں جاء الحق، خالص الاعتقاد اور  
 الدولة المکیہ۔ وغیرھا

پیارے بھائیو! اگر انصاف سے دیکھیں تو اتنا کچھ اطمینان قلب کیلئے کافی ہے

اور یہ تو اہل ایمان کی گواہیاں تھیں، حالانکہ یہ گستاخ جن کا تذکرہ ہو رہا ہے، جب تک انگریز کے ہاتھوں بکے نہ تھے اس وقت یہی کچھ مانتے تھے بلکہ کتابوں میں لکھتے تھے۔ مثلاً رشید احمد گنگوہی ”لطائف رشیدیہ“ میں ص ۲۷ پر لکھتا ہے۔ ”انبیاء علیہم السلام کو ہر دم (ہر وقت) مشاہدہ امور غیبیہ (غیبی امور کا مشاہدہ) اور تیقظ (اللہ کے دربار میں حاضر ہونا) میسر رہتا ہے۔ کَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَ لَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا (ترجمہ: اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنستے اور زیادہ روتے) اور فرمایا اِنِّي اَرَى مَا لَا تَرَوْنَ۔ (میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے)“ (انوار غیبیہ ص ۳۲)۔

نیز دیوبندیوں کے ”مایہ ناز امام“ اشرف علی تھانوی تکمیل الیقین (مطبوعہ ہندوستان پرنٹنگ پریس ص ۱۳۵) پر لکھتے ہیں۔

”شریعت میں وارد ہوا ہے کہ رسل علیہم السلام و اولیاء رحمہم اللہ غیب اور آئندہ کی خبر دیا کرتے ہیں کیونکہ جب خدا غیب، اور آئندہ کے حوادث کو جانتا ہے اس لئے کہ ہر حادثہ اسکے علم سے، اسی کے ارادے کے متعلق ہونے سے، اسی کے فعل سے پیدا ہوتا ہے، تو پھر اس سے کون امر مانع ہو سکتا ہے کہ یہی خدا ان رسل علیہم السلام و اولیاء میں سے چاہے اسے غیب یا آئندہ کی خبر دے دے اگرچہ ہم اسکے قائل ہیں کہ فطرت انسانی کا یہ مقتضی (تقاضہ) نہیں کہ وہ بذاتہ (خود بخود) اور خود معنیات (غیبوں) میں سے کسی شے کو جان سکے، لیکن اگر خدا ہی کسی کو بتادے تو اسے کون روک سکتا ہے اور پھر وہ لوگ اوروں کو خبر دے دیتے ہیں ان میں سے کوئی ایسا نہیں، جو بذاتہ علم غیب کا دعویٰ کرتا ہو چنانچہ شریعت محمدیہ بالذات علم غیب کے دعویٰ کرنے کو اعلیٰ

درجے کے ممنوعات میں شمار کرتی ہے اور جو اس کا دعویٰ کرے اسے کافر بتاتی ہے۔“

اکابرین دیوبند کے مربی قاسم نانوتوی ”تخذیر الناس ص ۴۳“ پر لکھتے ہیں ”علومِ اولین مثلاً اور ہیں، اور علومِ آخرین اوز، لیکن وہ سب علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مجتمع (جمع) ہیں اس طرح سے کہ عالمِ حقیقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور انبیاء باقی اور اولیاء بالعرض ہیں۔“ ان حضرت نے تو امت مسلمہ کے مسلمہ عقیدے کے خلاف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ”عالمِ حقیقی“ قرار دیدیا ہے حالانکہ عالمِ حقیقی صرف اور صرف اللہ عزوجل ہے اور بقیہ سب اسی کی عطا اور کرم سے فیض یاب ہوتے ہیں۔

پیارے بھائیو عالمِ حقیقی، اللہ عزوجل ہے بہر حال! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ”بعض علم غیب“ کی ایک ادنی جھلک بھی کس قدر وسیع ہے اب اگر کوئی ایسے ”عظیم الشان علم غیب“ کو معاذ اللہ جانوروں یا پانگلوں یا شیطان کے علم کی مثل یا ان کے علم جتنا قرار دے وہ کس قدر ظالم ہے وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْكَرِيمِ

اے غیور مسلمانو! تم نے دیکھا کتنی تو ہیں آمیز اور ایمان سوز عبارت ہے۔ کیا جو علم میں نبی اور جانور دونوں کو برابر سمجھے وہ مسلمان ہو سکتا ہے واللہ! ہرگز نہیں اور جو اس کفریہ عبارت کے ماننے والے کو کافر زمانے بلکہ اس کے ظاہری علم و فن یا استاذی و شاگردی کا لحاظ کرے وہ بھی مسلمان نہیں رہ سکتا ہے ابھی آپ نے ساری امت کے علماء کا فتویٰ سنا کہ مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهِ وَعَذَابِهِ فَقَدْ كَفَرَ ترجمہ:- ”جو اس کے کافر ہونے اور عذاب کا مستحق ہونے میں شک کرے وہ کافر ہے۔“

پیارے بھائیو! کیا آپ تصور کر سکتے ہیں کہ کوئی شخص آپ کا کلمہ پڑھے اور آپ کو ”رسول اللہ“ کہے، کیا آپ اپنے آپ کو ”رسول اللہ“ کہلو کر خوش ہونگے یا اس



کلمہ پڑھنے والے کو جو تار سید کریں گے، اسے شاباش دیں گے یا بُرا بھلا کہیں گے؟ یقیناً کوئی بھی امتی اپنے آپ کو ”رسول“ کہلوانے کا سوچ بھی نہیں سکتا اور جو بد بخت ایسی خواہش کرے اسکے ایمان کی حقیقت کے بارے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

لیکن بد قسمتی سے تبلیغی جماعت کی گستاخیوں کے اس سلسلے کی ایک کڑی یہ بھی ہے کہ ”جناب“ اشرف علی صاحب نے اپنے مرید کو ”اشرف علی رسول اللہ“ کہنے پر تسلی دی اور اس پر مسرت کا اظہار فرمایا۔ دیکھئے (رسالہ الامداد: ص ۳۴، ۳۵، بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۳۶ھ، ج ۳، از مطبع امداد المطابع تھانہ بھون)۔۔۔۔

مرید کا بیان ہے..... لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشرف علی رسول اللہ نکل جاتا ہے..... معاذ اللہ (تفصیل کے لئے عکس ملاحظہ فرمائیں)۔

پیارے بھائیو! اب ذرا آگے چلئے اور دیکھئے کہ اس تبلیغی جماعت کے رہنما و اکابر کیا کیا گل کھلاتے ہیں۔ کیا آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں شک کر سکتے ہیں۔ مجھے یقین ہے آپ کا جواب نفی میں ہوگا۔ یعنی ہرگز نہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے آخری نبی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہرگز نہیں آ سکتا۔

آئیے اب ہم آپ کا تعارف ایک ایسی شخصیت سے کرواتے ہیں جس نے یہ دعویٰ کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کسی نئے نبی بلکہ ہزاروں انبیاء کے آنے کی گنجائش ہے اور نئے نبیوں کے آنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ (حالانکہ ایک معمولی سمجھ بوجھ والا بھی یہ بات آسانی سے

سمجھ سکتا ہے کہ آخری نبی ہونے کا مطلب ہی یہی ہے کہ ان کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا البتہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے نہ کہ نئے نبی کی حیثیت سے، کیونکہ نبوت تو انہیں پہلے ہی مل چکی ہے۔ اس شخصیت کا تعلق بھی فرقہ وہابی دیوبندی سے ہے اور یہ بھی تبلیغی جماعت کے اکابر میں سے ہے۔ اس کا نام محمد قاسم نانوتوی ہے اسکی بدنام زمانہ کتاب جس کا نام تحذیر الناس ہے یہ کتاب ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء میں چھپی، اس کے صفحہ نمبر ۲۴ پر یہ صاحب لکھتے ہیں:-

### عبارت نمبر ۳

”اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا“

اس عبارت کے مشکل الفاظ کا ترجمہ:

بعد زمانہ، نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

زمانہ کے بعد خاتمیت محمدی یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا اب

ذرا اس ترجمے کو عبارت میں رکھ کر پڑھیے۔

”اگر بالفرض حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانے کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے پھر بھی حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں کوئی فرق نہ آئے گا۔“

اس گستاخ کی بات کا مطلب یہ ہے کہ!

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے کے بعد اگر کوئی نیا نبی آئے تو یہ

جائز و ممکن ہے اور اس طرح سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں کوئی فرق

نہیں آئے گا۔“

پیارے بھائیو! ساری امت جانتی ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے آخری نبی ہیں اور اب کوئی نیا نبی ہرگز ہرگز نہیں آ سکتا۔ جو کسی نئے نبی کے آنے کو جائز مانے کا فر ہے۔

### چند دلائل ختم نبوت

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر قرآن پاک سے دلائل:  
مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ ترجمہ: ”محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور اور سب نبیوں کے آخر۔ (احزاب/۴۰)

پتہ چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ عزوجل کے آخری نبی ہیں نیز۔

(۲) الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيْتُ لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِينًا ترجمہ: ”آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔“  
(کنز الایمان، آیت نمبر ۳ رکوع ۵ مائدہ پارہ ۶)

پتہ چلا کہ دین مکمل ہو گیا نعمت تمام ہو گئی اب نہ کسی نئے دین کی گنجائش باقی ہے نہ کسی نئے نبی کی۔

(۳) وَ مَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَ نَذِيرًا وَلَكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ترجمہ: ”اور بے شک ہم نے تمہیں (اے محبوب) تمام لوگوں کیلئے بشارت دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں

جانتے۔ (سبا/۲۸)

چونکہ حضور ﷺ تمام لوگوں کیلئے نبی و رسول ہیں اس لئے کسی نئے نبی کی گنجائش

باقی نہیں رہی۔

### احادیث سے دلائل

(۱) وَ اِنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ تَرْجَمَةُ: ”اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں“

(بخاری ج ۱ ص ۲۹۱ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

(۲) اَمَّا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِثِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى فَخَيْرٌ اِنَّهٗ لَا

نَبِيٌّ بَعْدِيْ۔

(حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میدانِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا) ”کیا تم اس بات

سے راضی نہیں ہو کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کیلئے حضرت

ہارون (علیہ السلام) البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

(بخاری ج ۲، ص ۶۳۳، مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

(مسلم ج ۲، ص ۶۷۸، مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

(مسند امام احمد ج ۱، ص ۱۸۲، ۱۸۳۔ ۱۷۷ مطبوعہ بیروت مکتب اسلامی)

(ترمذی ص ۵۳۴، ۵۳۵، مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

(ابن ماجہ ص ۱۲، مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

(الاحسان بترتیب ابن حبان ج ۱ ص ۴۱ دارالکتب العلمیہ بیروت)

(۳) اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنَّبُوَّةَ قَدْ اِنْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِيْ وَلَا

نَبِيٌّ تَرْجَمَةُ: ”بے شک نبوت اور رسالت منقطع ہو گئی پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے



نہ نبی۔ (جامع ترمذی ص ۳۳۱ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت خانہ کراچی)

(مسند احمد ج ۳ ص ۱۲۶۷ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت)

(المستدرک ج ۲ ص ۳۹۱ مطبوعہ دارالباز لنشر التوزیع مکہ مکرمہ)

(المصنف لابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۵۳۔ ادارۃ القرآن کراچی)

## بہر حال

میرے مسلمان بھائیو! ختم نبوت کے منکروں نے جو کچھ کیا وہ ہمارے لئے کوئی انوکھی بات نہیں کیونکہ ہمیں چودہ سو سال پہلے ہی ہمارے آقائے نامدار ﷺ نے اس بات کی خبر دے دی تھی کہ میرے بعد کچھ لوگ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کریں گے احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) وَ إِنَّهُ سَيَكُونُ فِيَّ أُمَّتِي ثَلَاثُونَ كَذَابًا كُلُّهُمْ يَزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَ أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔

(جامع ترمذی۔ ص ۳۲۳ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

ترجمہ: ”اور عنقریب میری امت میں تیس کذاب ہونگے جن میں سے ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

یہ حدیث مندرجہ ذیل کتابوں میں مختلف علماء نے روایت کی ہے

(سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۸، مطبع مجتہائی پاکستان۔)

(مسند احمد ج ۵ ص ۲۷۸ مکتب اسلامی بیروت۔)

(دلائل النبوة (بیہقی)۔ ج ۶ ص ۲۸۰۔ دارالکتب العلمیہ بیروت۔)

(۲) أَنَا آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَ أَنْتُمْ آخِرُ الْأَسْمِ وَ هُوَ خَارِجٌ فِيكُمْ لَا

مَحَالَّةً (إِلَى قَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَاوِيَةٌ لَكُمْ لَمْ يَصِفْهَا إِيَّاهُ نَبِيٌّ قَبْلِي أَنَّهُ يَبْدَأُ فَيَقُولُ أَنَا نَبِيٌّ وَلَا نَبِيٌّ بَعْدِي (سنن ابن ماجه ص ۲۹۸۔ نور محمد تجازت کتب کراچی۔)

(فرمایا) ”میں آخری نبی اور تم آخری امت ہو یقیناً و جال تم میں ظاہر ہوگا۔ میں عنقریب اسکی ایک علامت تمہیں بتاؤں گا کہ وہ علامت کسی نبی نے مجھ سے پہلے بیان نہیں کی، وہ یہ کہ ابتداءً وہ کہے گا میں نبی ہوں حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

(۳) أَنَا مُحَمَّدٌ نَبِيٌّ أَبِي قَالَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلَا نَبِيٌّ بَعْدِي (مسند احمد ج ۲ ص ۲۱۲، ۲۱۳۔ مکتب اسلامی بیروت)

ترجمہ: ”میں محمد نبی امی ہوں (اسے تین بار ارشاد فرمایا) میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

پیارے بھائیو! دیکھا آپ نے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا بالکل یقینی اور قطعی ہے لیکن ”نانوتوی“ نے اپنی ملعون عبارت سے اس عقیدے میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کی چنانچہ اس عبارت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دجال لعین مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی نبوت کا اعلان کر دیا اور دلیل کے طور پر قاسم نانوتوی کی مذکورہ بالا عبارت پیش کر دی کہ جناب میں نبی ہوں اور میرے نبی ہونے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

پیارے بھائیو! یہ تھے وہ حالات جو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے دور میں پیدا ہو چکے تھے۔ کوئی اللہ عزوجل کو جھوٹا کہہ رہا تھا، کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار کر رہا تھا۔ کوئی بذات خود نبی ہونے کا دعویٰ کرتا تھا، تو کوئی حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کے علم کو پاگلوں اور جانوروں کے برابر یا مثل کہہ رہا تھا معاذ اللہ۔ ان سب کا مقصد ایک ہی تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت مسلمانوں کے دل سے نکالی جائے تاکہ مسلمانوں کے دل ایمان سے ایسے خالی کر لئے جائیں جیسے موت کے بعد جسم روح سے خالی ہو جاتا ہے۔

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا

روح محمد ﷺ اسکے بدن سے نکال دو

ایسے وقت میں جب سارے ہندوستان میں انگریز کے اشارے پر یہ سازشیں زوروں پر تھیں عوام و خواص کی آنکھیں امام اہلسنت احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی طرف لگی ہوئی تھیں چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے ان گستاخوں کو سمجھایا خوف خدا عزوجل اور عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یاد دلانے کی کوشش کی۔ اگر یہ لوگ اپنی گستاخانہ عبارتوں سے توبہ کر لیتے تو یہ انہی کے حق میں بہتر تھا۔ مگر افسوس! کہ یہ لوگ اپنی کتابوں سے یہ کفریہ عبارتیں نکالنے اور ان سے توبہ کرنے پر راضی نہ ہوئے حالانکہ ایک عام شخص بھی سمجھانے پر اپنی غلطی کا اقرار کر ہی لیتا ہے۔ یہ لوگ تو پھر علماء کہلاتے تھے اگر یہ اپنی غلطی کا اقرار کر کے توبہ کر لیتے تو امت مسلمہ ایک نئے فتنے سے بچ جاتی لیکن افسوس! ایسا نہ ہو سکا۔

چنانچہ اب امام اہلسنت امام احمد رضا علیہ الرحمہ ان گستاخوں کے بارے میں شرعی حکم بیان کرنے پر مجبور ہو گئے۔ ہمارے قارئین پڑھ آئے ہیں کہ خدا و رسول عزوجل و ﷺ کے گستاخ کا شرعی حکم کیا ہے، جی ہاں وہ کافر ہے! اور ایسا کافر کہ جو اسے کافر نہ مانے وہ بھی کافر ہے۔

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ”المعتقد المنتقد“ کے حاشیے میں (جس کا نام المعتمد المستند ہے) مندرجہ ذیل ۵ گستاخوں کے بارے میں کفر کا فتویٰ صادر فرمایا۔

(۱) قاسم نانوتوی دیوبندی کو ختم نبوت کے انکار کے سبب

(۲) رشید احمد گنگوہی دیوبندی کو اور

(۳) خلیل احمد بیٹھوی دیوبندی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم میں شیطان سے کم ماننے کے سبب۔

(۴) اشرف علی تھانوی دیوبندی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم میں جانوروں اور پاگلوں کے برابر ماننے کے سبب۔

مندرجہ بالا چار افراد تبلیغی جماعت کے معتمد اور بزرگ ترین، اکابرین ہیں۔

(۵) مرزا غلام احمد قادیانی کو نبوت کے جھوٹے دعویٰ کے سبب کافر قرار دیا۔

اس کے بعد ان گستاخوں کے بارے میں کفر کا فتویٰ علمائے حرین (عرب شریف کے علماء رحمہم اللہ) کے پاس بھیجا گیا ان لوگوں نے اسکی تصدیق فرمائی اور اس پر امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کو اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ نے ان علمائے کرام رحمہم اللہ کی تصدیقات کو اپنے فتویٰ سمیت (۱۳۲۴ھ تیرہ سو چوبیس) میں شائع فرمایا اور اس کا نام ”حُسامُ الحَرَمینِ عَلیٰ منحر الکفر و المین“ رکھا۔ اس فتوے کی حمایت اور تصدیق متحدہ ہندوستان کے ڈھائی سو ۲۵ سے زائد علمائے اسلام رحمہم اللہ نے بھی کی اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔



ڈھائی سو ۲۵۰ سے زائد علمائے اسلام رحمہم اللہ کی ان تصدیقات کو مولانا حشمت علی خان رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ”الضوارم الہندیۃ“ کے نام سے شائع کیا۔ ان علمائے کرام ﷺ کے نام اس کتاب کے آخر میں ملاحظہ کریں۔

### امام اہلسنت ﷺ کی شرعی مجبوری

پیارے بھائیو! امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انتہائی مجبوری کے عالم میں ان گستاخوں کے بارے میں شرعی حکم بیان فرمایا تھا۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس وقت ہندوستان بھر کے علماء و عوام کی نگاہوں کا مرکز تھے۔ اس صورت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ پر لازم تھا کہ آپ دین متین اور عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسداری کیلئے اپنا فرض منصبی ادا فرماتے۔ چونکہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوری امت کا ایک ہی فیصلہ ہے کہ ”وہ شخص کافر ہے نیز جو اسے کافر نہ مانے وہ بھی کافر ہے“ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ انہیں کافر لکھنے پر مجبور ہو گئے۔ اسی مجبوری کی طرف مرتضیٰ حسن در بھنگی دیوبندی نے بھی اشارہ کیا ہے موصوف دارالعلوم دیوبند کے شعبہ تبلیغ کے ناظم تعلیمات تھے لکھتے ہیں ”اگر (مولانا احمد رضا) خان صاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے سمجھا (یعنی گستاخ رسول) تو خان صاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ انہیں کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے“۔

نیز ذیل میں ہم بطور نمونہ اکابر علمائے دیوبند کے چند فتاویٰ پیش کرتے ہیں جو امام اہلسنت کے فتوے کی تائید کرتے ہیں۔

## دیوبندی فتاویٰ

(۱) جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و بہائم (جانوروں) و مجائین (پاگلوں) کے علم کے برابر سمجھے یا کہے، وہ قطعاً کافر ہے۔

(المہند، ص ۳۰، از خلیل احمد انبیٹھوی و علمائے دیوبند)

(۲) جو کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے برابر صبیان (بچوں) و مجائین (پاگلوں) و بہائم (جانوروں) کو کہے وہ کافر ہے مرتد ہے ملعون ہے جہنمی ہے۔

(اشد العذاب، ص ۱۲، از مرتضیٰ حسن در بھنگی)

مزید فرماتے ہیں: ”تمام علمائے دیوبند فرماتے ہیں کہ (مولانا احمد رضا) خاں صاحب کا یہ حکم بالکل صحیح ہے، جو ایسا کہے (جیسا کہ نانوتوی نے، ”تخذیر الناس“ اور تھانوی نے ”حفظ الایمان“ میں اور انبیٹھوی نے ”براہین قاطعہ“ میں کہا ہے) وہ کافر ہے، مرتد ہے، ملعون ہے، لاؤہم بھی تمہارے فتویٰ پر دستخط کرتے ہیں۔ بلکہ ایسے مرتدوں کو جو کافر نہ کہے، وہ خود کافر ہے۔“ (اشد العذاب ص ۱۲، ۳۱)

ان صاحبان کی ان عبارات سے بات مزید واضح ہوگئی کہ کفر یہ فتویٰ ذاتی دشمنی کی وجہ سے نہ تھا بلکہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ پر عالم دین ہونے کی حیثیت سے انہیں کافر کہنا ضروری تھا تا کہ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا فرض گماٹھنے ادا کر سکیں اور آئندہ کسی گستاخ کو ہمارے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کی جرأت نہ ہو۔

ڈال دی قلب میں عظمت مصطفیٰ ﷺ اس امام اہلسنت پہ لاکھوں سلام

## ایک غلط فہمی کا ازالہ

پیارے بھائیو! تبلیغی جماعت اور گروہ وہابیہ کے سرخیل مولوی اسماعیل دہلوی جسے انکے پیروکار ”شہید“ کے لقب سے یاد کرتے ہیں، نے اپنی بدنام زمانہ کتاب ”تقویۃ الایمان“ میں اللہ ﷻ کے پیارے انبیاء کرام علیہم السلام اور بزرگان دین ﷺ کی شان میں بے حد گستاخیاں کیں اور سچے مسلمانوں کو بے محابہ، بیک جنبش قلم کافر و مشرک قرار دیا جسکی وجہ سے تحریک آزادی ہند ۱۸۵۷ء کے عظیم رہنما (ہیرو) حضرت سیدنا علامہ فضل حق خیر آبادی ﷺ نے اسماعیل دہلوی کے کفر کا فتویٰ دیا تھا۔

اور فرمایا تھا مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهِ وَ عَذَابِهِ فَقَدْ كَفَرَ۔ ترجمہ: جو اسکے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ کافر ہے۔

نیز دیگر اکابر علمائے اہل سنت رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی اس کتاب کا رد بڑی شدت و مد کے ساتھ تحریر کیا تھا اور ایسا ہونا بھی چاہئے تھا۔ ذیل میں ”تقویۃ الایمان“ کی چند عبارات پیش کرتے ہیں جس سے مصنف کی ذہنیت اور علامہ فضل حق خیر آبادی ﷺ کے فتویٰ تکفیر کی وجہ سمجھنے میں مدد مل سکے گی۔

دہلوی مذکور، سرکار دو عالم ﷺ اور مولیٰ علی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) کے بارے میں لکھتا ہے

”جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار (مالک) نہیں“

(تقویۃ الایمان ص ۲۸ مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور)

اسی کتاب میں آگے چل کر لکھتا ہے

”سارا کاروبار جہاں کا اللہ کے چاہنے سے ہوتا ہے، رسول کے چاہنے سے کچھ

نہیں ہوتا“ (ایضاً ص ۹۶)

بلکہ ایک بات تو ایسی لکھی جسے پڑھ کر ایک مومن کا کلیجہ لرز جاتا ہے اور دل پکار پکار کر یہ کہتا ہے کہ یہ الفاظ کسی مومن کی زبان و قلم سے جاری نہیں ہو سکتے۔ موصوف، انبیاء علیہم السلام، اولیاء ﷺ اور کفار و مشرکین میں کسی قسم کا فرق کئے بغیر کیا گل افشانی فرماتے ہیں،

”ہر مخلوق میں بڑا ہوا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل

ہے“ (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۳)

صاف ظاہر ہے کہ یہ چھوٹائی یا بڑائی قد کاٹھ کے لحاظ سے نہیں بلکہ اللہ ﷻ کے دربار میں درجات کے لحاظ سے ہے اور یہ بابت تو بچہ بچہ جانتا ہے کہ مخلوق میں سب سے بڑا درجہ انبیاء کرام علیہم السلام کا ہے اور حضرت نے انہیں کے بارے میں کیسی توہین آمیز بات کی۔

اسکے علاوہ ۱۳۰۰ سال کے تمام مسلمانوں کو اپنے عجوبہ روزگار فتوے کے ذریعے دین اسلام سے خارج قرار دیا اور صاف صاف کافر و مشرک ٹھہرایا مثلاً،

”جو کوئی کسی کا نام اٹھتے بیٹھتے لیا کرے (جیسا کہ سلسلہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ غرض تمام عالم اسلام میں رائج ہے کہ بزرگان دین کو اللہ ﷻ کی مدد کا مظہر سمجھتے ہوئے انہیں مدد کیلئے پکارتے ہیں اور ایسا کرنا شرعاً درست ہے) اور دور و نزدیک سے پکارا کرے یا اس کی صورت کا خیال باندھے اور یوں سمجھے کہ جب میں اس کا نام لیتا ہوں، زبان سے یاد دل سے یاد اس کی صورت کا یا اس کی قبر کا خیال باندھتا ہوں تو وہیں اس کو خبر ہو جاتی ہے اور اس سے میری بات چھپی نہیں رہ سکتی اور جو کچھ مجھ پر احوال گزرتے ہیں جیسے



بیماری و تندرستی کشائش و تنگی، مرنا، جینا، غم و خوشی سب کی ہر وقت اسے خبر رہتی ہے اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے وہ سب سن لیتا ہے اور جو خیال و وہم میرے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے۔

سوان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے اور اس قسم کی باتیں سب شرک ہیں خواہ عقیدہ انبیاء اولیاء سے رکھے خواہ پیرو شہید سے خواہ امام و امام زادے سے خواہ بھوت و پری سے (یعنی اللہ ﷻ کے پیاروں اور دشمنوں میں کوئی فرق نہیں) پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے خواہ اللہ کے دیئے سے۔ غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوگا۔“ (گویا اللہ ﷻ کی عطا کا انکار کر دیا) (تقویۃ الایمان ص ۲۲ مطبوعہ اسلامی اکادمی لاہور)

موصوف کے اس فتوے سے اکابرین امت حتیٰ کے صحابہ کرام ﷺ تک معاذ اللہ غیر مسلم قرار پاتے ہیں اور اس طرح کے فتوے انکی اس کتاب میں حشرات الارض کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔

یہی نہیں بلکہ آپ حیرت کریں گے کہ اس شخص نے جھوٹ کو اللہ تعالیٰ کی صفت قرار دیا دیکھئے (رسالہ یک روزہ، ص ۱۷)۔

دیوبندی حضرات سے جب اس کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے تو جواب کچھ یوں ملتا ہے کہ اگر اللہ ﷻ جھوٹ پر قادر نہ مانا جائے بندوں کی قدرت اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بڑھ جائے گی اسلئے اللہ ﷻ کو جھوٹ پہ قادر مانا جاتا ہے۔

حالانکہ بندے تو گناہ بھی کرتے ہیں مثلاً چوری، شراب خوری، بدکاری وغیرہ نیز بندے شادی بھی کرتے ہیں اور اولاد بھی پیدا کرتے ہیں حتیٰ کہ خود کشی بھی کرتے ہیں تو کیا

یہ افعال کرنے سے بندے کی قدرت اللہ ﷻ کی قدرت سے بڑھ جائے گی اور اگر خدا کو بھی ان تمام پر قادر مانا جائے تو کیا ایسی ہستی کو خدا کہا جاسکتا ہے؟

آپ ہی بتائیے کیا اللہ تعالیٰ خود کشی کر سکتا ہے؟ کیا اپنے جیسا دوسرا خدا پیدا کر سکتا ہے؟.....

بات دراصل یہ ہے کہ جھوٹ، چوری، خود کشی، شراب خوری وغیرہ افعال عیب ہیں اور اللہ ﷻ ہر عیب سے پاک ہے۔ لیکن یہ بات وہابیوں، دیوبندیوں اور تبلیغی جماعت والوں کو کون سمجھائے!

انہی حضرت نے اپنی کتاب ”صراط مستقیم“ میں اللہ کے محبوب سید کو نین حضور تاجدار مدینہ ﷺ کی بارگاہ مقدسہ میں گستاخی کرتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے وہ آپ بھی اپنی آنکھوں سے پڑھ لیجئے ”زنا کے دوسو سے اپنی بی بی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ کا اور اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں۔ اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے نیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے برا ہے“ (صراط مستقیم، ص ۱۳۶)

عبارت واضح ہے آپ خود سمجھ سکتے ہیں۔ اپنے دل سے پوچھئے کیا اگر نماز میں آپ کا خیال سرکارِ دو عالم ﷺ کی طرف چلا جائے اور آپ اپنے پیارے آقا ﷺ کی اس پیاری سنت کو انکی محبت میں ڈوب کر ادا کریں تو یہ معاذ اللہ گدھے یا نیل کے خیال میں ڈوبنے سے زیادہ برا ہے؟ کیا ایک مسلمان ایسی بات لکھ سکتا ہے؟

الغرض وہابیہ کے امام نے کفر و شرک اور توہین و گستاخی کا جو بازار گرم کر رکھا تھا حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی ﷺ اور انکے مخلص ساتھیوں نے اس کا سدباب کیا اور اس مکفر المسلمین کو کافر قرار دیا۔

آج بعض وہابی اور دیوبندی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ تمہارے ایک عالم نے تو ہمارے سردار کو کافر کہا اور یہ حکم لگایا کہ مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهِ وَ عَذَابِهِ فَقَدْ كَفَرَ، (ترجمہ یعنی جو) اسماعیل دہلوی) کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ خود کافر ہے) اور تمہارے دوسرے عالم یعنی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے کفر کا فتویٰ جاری نہیں کیا تو وہ خود کافر ہو گئے۔ حالانکہ مسئلہ یہ ہے کہ کسی شخص کو اس وقت تک کافر نہیں کہا جاسکتا جب تک کہ یہ نہ ثابت ہو جائے کہ:

(الف) اس شخص کا کلام واقعی کفر ہے۔

(ب) جس شخص کی طرف کفریہ کلام کی نسبت کی جا رہی ہے، ثابت ہو جائے کہ واقعی اسی نے وہ کلام کہا ہے۔

(ج) کفریہ کلام کہنے کے بعد توبہ نہیں کی۔

اگر ان تینوں باتوں میں سے کوئی ایک بھی نہ پائی جائے تو اس شخص کو کافر نہیں کہہ سکتے۔ چنانچہ مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کہ دور میں تو دہلوی مذکور کے بارے میں یہ تینوں باتوں پائی جاتی تھیں اس لئے انہوں نے اسماعیل دہلوی کو کافر قرار دیا لیکن تقریباً پچاس سال کے بعد امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں یہ افواہ مشہور ہوئی تھی کہ (اسماعیل دہلوی نے اپنے کفریات سے توبہ کر لی تھی) حالانکہ خبر غلط تھی لیکن مشہور ہو چکی تھی۔

اب امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کی احتیاط دیکھئے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسماعیل دہلوی کے کلام میں ستر ستر کفر ثابت کرنے کے بعد بھی محض توبہ کی افواہ کا لحاظ کرتے ہوئے اسے کافر نہیں قرار دیا۔

کیا اب بھی کوئی ذی شعور امام اہلسنت پر یہ الزام لگا سکتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ خواہ مخواہ

اپنے مخالفین کو کافر کہہ دیا کرتے تھے۔

ہم گستاخی پر مبنی عبارات کا عکس انکی اصلی کتابوں سے پیش کر رہے ہیں تاکہ اگر ذہن میں کوئی خلجان ہو تو اسکا سدِ پاب ہو سکے، واضح رہے کہ یہ گستاخیاں دو چار نہیں بلکہ انکا سلسلہ شیطان کی آنت کی طرح دراز ہے اور تمام کا احاطہ اس مختصر کتاب میں ممکن نہیں۔

### آخری اور اہم گزارش

پیارے بھائیو! دیکھا یہ گیا ہے کہ جب کبھی دیوبندیوں، وہابیوں اور تبلیغی جماعت والوں سے ان گستاخانہ عبارتوں کے بارے میں وضاحت طلب کی جاتی ہے تو کوئی اطمینان بخش جواب نہیں دے پاتے بلکہ بات کو دوسری طرف ٹالنے کی کوشش کرتے دکھائی دیتے ہیں مثلاً:

- (۱) بھائیو! ہمیں عمل کرنا چاہئے یہ علماء کے جھگڑے ہیں، اسمیں ہمیں نہیں پڑنا چاہئے۔
- (۲) ہم سب مسلمان ہیں ایک خدا ایک رسول اور ایک قرآن کے ماننے والے ہیں، ہمیں آپس میں ایک ہو کے رہنا چاہئے۔

حالانکہ دین میں تفرقہ اہلسنت و جماعت نے نہیں ڈالا، جھگڑے کی بنیاد اہلسنت و جماعت کے علماء نے نہیں ڈالی، گستاخانہ عبارتیں لکھ کر وڑوں مسلمانوں کے دلوں کے جذبات کو ٹھیس اہلسنت و جماعت نے نہیں پہنچائی بلکہ یہ کام خود انہی حضرات کا کیا ہوا ہے۔ اور یہ لوگ محض بات بدلنے کے لئے اور جھگڑے کی اصل وجہ سے توجہ ہٹانے کیلئے یہ باتیں کرتے ہیں۔

بعض اوقات اہلسنت کے معمولات پر شد و مد کے ساتھ تنقید کرنا شروع کر

دیتے ہیں مثلاً۔

(۱) یا رسول اللہ ﷺ کہنا شرک ہے۔

(۲) مزارات پر جانا شرک ہے۔

(۳) فاتحہ، سُوم، چالیسواں، میلاد شریف اور گیارہویں شریف منانا شرک و بدعت ہے وغیرہ وغیرہ۔

جبکہ تبلیغی جماعت کے اکابر یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ سب باتیں نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہیں۔ اہلسنت و جماعت کے علماء بھی ان باتوں کو فرض و واجب قرار نہیں دیتے البتہ انہیں غلط کہنے والوں سے دلیل ضرور طلب کرتے ہیں۔

بہر حال ان مسائل کو صرف اور صرف اس لئے اچھالا جاتا ہے تاکہ انکے ماتھے پر جو گستاخانہ عبارتیں کلنک کا ٹیکہ بن چکی ہیں انہیں چھپایا جاسکے جبکہ یہاں نجات کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ توبہ ہے۔

پیارے بھائیو! آخر ہم مسلمان کہاں جائیں، ایک وقت وہ تھا کہ جب مسلمان غالب اور کفار مغلوب تھے لیکن کفار اور منافقین نے سازشوں اور ریشہ دوانیوں کے ذریعے مسلمانوں کی اکثریت کو دنیا دار اور فیشن پرست بنا ڈالا ہے۔ تقریباً ایک ہزار سال تک دنیا پر حکومت کرنے اور اقوام عالم کی رہنمائی کرنے والے مسلمان، آج آپس میں دست و گریباں نظر آتے ہیں۔ اور اب یہ لوگ ہم سے ہمارا ایمان تک چھین لینا چاہتے ہیں۔

یقیناً یہ سب اس آقائے دو عالم، تاجدار عرب و عجم، شاہ بنی آدم، حضور نور مجسم ﷺ کے عشق میں کمی کے باعث ہوا۔ اور اب بھی اگر ہم اپنے مرکز کی طرف لوٹ آئیں،



عشق رسول ﷺ، حب اہل بیت ﷺ، اور عظمت صحابہ و اولیاء ﷺ کی شمع اپنے سینوں میں فروزاں کر لیں تو ضرور اللہ ﷻ کی کرم نوازی سے دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہو جائیں گے۔

۔ کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اے اللہ ﷻ ہمیں اور ہمارے بھولے بھالے مسلمان بھائیوں کو اس فتنہ و فساد کے دور میں محض اپنے فضل و کرم سے گمراہیوں سے محفوظ فرما، اے اللہ ﷻ جو بھولے بھالے مسلمان شیطان کے چکر میں آکر کسی بد مذہبی کا شکار ہو گئے ہیں انہیں اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے میں توبہ اور عشق رسول ﷺ کی لازوال دولت عطا فرما۔ ہمیں ایسا بنادے کہ ہماری وجہ سے امت فتنہ و فساد کا شکار نہ ہو۔ ہم ہرگز امت مسلمہ کو انتشار و افتراق میں مبتلا نہیں کرنا چاہتے، تو اپنی رحمت کاملہ سے آج کے مسلمانوں بلکہ ہماری آنے والی نسلوں کو تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا وفادار بنادے۔ ہمیں اپنے پیاروں کی بے ادبی اور گستاخی سے محفوظ رکھ، ہمیں اچھا ماحول اپنانے کی توفیق عطا فرما اور سچے اسلامی عقائد پر ہمارا خاتمہ بالخیر فرما۔

آمین بجاہ سید المرسلین، صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم و

علی آلہ و صحبہ و اولیاء امتہ اجمعین

عبدہ المذنب

محمد یوسف عطاری رضوی

# ایمان کی پہچان

حاشیہ

تمہید ایمان

مصنف

شیخ الاسلام امام اہل سنت امام احمد رضا خان

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ  
خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَالْهِيَ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ بِالتَّبَجِيلِ  
وَحَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔

مسلمان بھائیوں سے عاجزانہ دست بستہ عرض (۱)

پیارے بھائیو! السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته۔

اللہ تعالیٰ ﷻ آپ سب حضرات کو اور آپ کے صدقے میں اس ناچیز، کثیر السیات (۲)

کو دین حق پر قائم رکھے اور اپنے حبیب، محمد ﷺ کی سچی محبت، عظمت دے اور اسی پر ہم

سب کا خاتمہ کرے۔ (اٰمین یا ارحم الراحمین) (۳)۔

### تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ لِيُتُومِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ

وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝۔

ترجمہ: اے نبی بے شک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا، تاکہ اے

لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی

پاکی بولو۔ (پارہ ۲۶، الفتح، آیت ۸۱ تا ۹۳)۔

(۱) ہاتھ جوڑ کر عرض یعنی انتہائی عاجزی سے درخواست (۲) بہت زیادہ گناہ گار کو

(۳) ایسا ہی کر دے اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔

مسلمانو! دیکھو دین اسلام بھیجئے، قرآن مجید اتارنے، کا مقصود (۱) ہی تمہارا

مولیٰ تبارک و تعالیٰ تین باتیں بتاتا ہے:

اول یہ کہ اللہ ورسول ﷺ پر ایمان لائیں۔

دوم یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کریں۔

سوم یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت میں رہیں۔

مسلمانو! ان تینوں جلیل باتوں کی جمیل ترتیب (۲) تو دیکھو، سب میں پہلے

ایمان کو ذکر فرمایا اور سب میں پیچھے (۳) اپنی عبادت کو اور بیچ میں اپنے پیارے

حبیب ﷺ کی تعظیم کو، اس لئے کہ بغیر ایمان، تعظیم کا رآمد نہیں۔ بہترے (۴) نصاریٰ

(۵) ہیں کہ نبی ﷺ کی تعظیم و تکریم اور حضور پر سے دفع اعتراضات کافر ان لیم میں

تصنیفیں کر چکے (۶)، لکچر دے چکے (۷) مگر جبکہ ایمان نہ لائے، کچھ مفید نہیں (۸) کہ

ظاہری تعظیم ہوئی، دل میں حضور اقدس ﷺ کی سچی عظمت ہوتی تو ضرور ایمان لاتے۔

پھر جب تک نبی کریم ﷺ کی سچی تعظیم نہ ہو، عمر بھر عبادت الہی میں گزرے، سب بے کار و

(۱) قرآن پاک نازل کرنے کا مقصد اور وجہ، کہ کیوں نازل فرمایا (۲) ان تینوں عظمت والی باتوں

کی خوبصورت ترتیب تو دیکھو (۳) سب سے آخر میں (۴) بہت سے (۵) عیسائی (۶) یعنی بہت

سے عیسائی کفار ناہنجار کی طرف سے حضور ﷺ پر ہونے والے اعتراضات کے جواب میں کتابیں

لکھ چکے ہیں (۷) تقریریں کر چکے یعنی اپنے بیانات سے، حضور ﷺ پر، کافروں کی طرف سے

ہونے والے اعتراضات کا جواب دے چکے ہیں (۸) بالکل فائدہ مند نہیں

مردود ہے (۱)۔ بہترے جوگی (۲) اور راہب (۳) ترک دنیا کر کے، اپنے طور پر ذکر و عبادت الہی میں عمر کاٹ دیتے ہیں بلکہ ان میں بہت وہ ہیں، کہ لا الہ الا اللہ کا ذکر سیکھتے اور ضرر میں لگاتے (۴) ہیں مگر از آنجا کہ (۵) محمد ﷺ کی تعظیم نہیں، کیا فائدہ؟ اصلاً (۶) قابل قبول بارگاہ الہی نہیں (۷)، اللہ ﷻ ایسوں ہی کو فرماتا ہے:-

”وقدمنا إلی ما عملوا من عمل فجعلنہ هباءً منثوراً“

ترجمہ: ”جو کچھ اعمال انہوں نے کئے تھے، ہم نے سب برباد کر دیئے۔“

(پارہ ۱۹، الفرقان ۲۳)

### ایسوں ہی کو فرماتا ہے:

غَابِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصْلِي نَارًا حَامِيَةً -

ترجمہ:- عمل کریں، مشقتیں بھریں (۸) اور بدلہ کیا ہوگا؟ یہ کہ بھڑکتی آگ میں پٹھیں (۹) گے۔ (پارہ ۳۰، الغاشیہ ۳ تا ۴) والعیاذ باللہ تعالیٰ (۱۰)، مسلمانو! کہو محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم، مدارِ ایمان (۱۱) و مدارِ نجات (۱۲) و مدارِ قبولِ اعمال (۱۳)

(۱) قابل قبول نہیں (۲) ایسے ہندو جو دنیا سے ترک تعلق کر لیتے ہیں (۳) ایسے عیسائی جو دنیا سے ترک تعلق کر لیتے ہیں (۴) صوفیاء، دل کو صاف کرنے کیلئے ایک خاص طریقے سے ذکر کرتے ہیں اور دوران ذکر دل کی طرف توجہ کرتے ہیں اسے ضرر میں لگانا کہتے ہیں (۵) مگر جب تک کہ (۶) بالکل (۷) اللہ ﷻ کے دربار میں قبولیت کے قابل نہیں (۸) تکلیفیں اٹھائیں (۹) داخل ہوں (۱۰) اللہ ﷻ کی پناہ (۱۱) ایمان کی بنیاد، جس پر ایمان کا دار و مدار ہے (۱۲) نجات کا سبب، عذاب سے چھٹکارے کا سبب (۱۳) اعمال کی قبولیت کا سبب۔ جس کے سبب اعمال قبول ہوتے ہوں۔ یعنی آقا ﷺ کی تعظیم ایمان کی بنیاد ہے، آخرت میں عذاب سے چھٹکارا پانے اور نیک اعمال کی قبولیت کا سبب ہے۔ ۹۹



ہوئی یا نہیں؟ کہو ہوئی اور ضرور ہوئی!

### تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

”قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَنَسَكُنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِّنْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝“

ترجمہ:- اے نبی تم فرما دو، کہ اے لوگو! اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیبیاں، تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سوداگری جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ ہے اور تمہاری پسند کے مکان، ان میں کوئی چیز بھی اگر تم کو اللہ عزوجل اور اللہ کے رسول ﷺ اور اسکی راہ میں کوشش کرنے سے زیادہ محبوب ہے، تو انتظار رکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا عذاب اتارے اور اللہ بے حکموں کو راہ نہیں دیتا (توبہ ۲۴، پارہ ۱۰)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جسے دنیا جہان میں کوئی معزز، کوئی عزیز (۱) کوئی مال، کوئی چیز، اللہ و رسول ﷺ سے زیادہ محبوب ہو، وہ بارگاہ الہی سے مردود ہے،

► اگر کوئی آقا ﷺ کی شان میں (معاذ اللہ) توہین کرے تو نہ ایکا ایمان باقی رہے گا نہ عذاب سے چھٹکارا ہوگا اور نہ ہی نیک اعمال قبول کئے جائیں گے (۱) اگر کسی کو دنیا بھر میں کوئی بھی ظاہری عزت و عظمت کا مالک، اور کوئی پیارا رشتہ دار، یا مال وغیرہ آقا ﷺ سے زیادہ پیارا ہو وہ اللہ ﷻ کے دربار سے ٹھکرائے جانے کے قابل (مردود) ہے۔

اللہ ﷻ سے اپنی طرف راہ نہ دے گا (۱)، اسے عذاب الہی کے انتظار میں رہنا چاہیے  
والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

تمہارے پیارے نبی ﷺ فرماتے ہیں: "لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ  
إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔"

ترجمہ: "تم میں کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اُسے اُس کے ماں باپ، اولاد اور  
سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں" ﷺ۔ یہ حدیث بخاری و صحیح مسلم میں انس  
بن مالک انصاری ﷺ سے مروی ہے۔ اس نے تو یہ بات صاف فرمادی کہ جو  
حضور اقدس ﷺ سے زیادہ کسی کو عزیز رکھے، ہرگز مسلمان نہیں۔ مسلمانو کہو! محمد، رسول  
اللہ ﷺ کو تمام جہانوں سے زیادہ محبوب رکھنا مدارِ ایمان و مدارِ نجات (۲) ہوایا نہیں؟  
کہو ہوا اور ضرور ہوا۔ یہاں تک تو سارے کلمہ گو (۳) خوشی خوشی قبول کر لیں گے کہ ہاں  
ہمارے دل میں محمد، رسول اللہ ﷻ کی عظیم عظمت ہے۔ ہاں ہاں ماں باپ اولاد  
سارے جہان سے زیادہ ہمیں حضور ﷺ کی محبت ہے۔

بھائیو! خدا ایسا ہی کرے، مگر ذرا کان لگا کر (۴) اپنے رب کا ارشاد سنو:

### تَمَّارًا رَبَّ عَزَّوَجَلَّ فَرَمَاتَا هِيَ

الْمَطَّطِ أَحْسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۝

(۱) ہدایت عطا نہیں فرمائے گا (۲) ایمان کی بنیاد اور عذاب سے چھٹکارے کا دار و مدار ہوایا نہیں؟ ہوا  
اور ضرور ہوا (۳) کلمہ پڑھنے والے اور اپنے آپ کو مسلمان کہنے والے (۴) غور سے، توجہ کیساتھ۔

ترجمہ :- کیا لوگ اس گھمنڈ (۱) میں ہیں، کہ اتنا کہہ لینے پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔ (العنکبوت/۲۱)

یہ آیت مسلمانوں کو ہوشیار کر رہی ہے کہ دیکھو کلمہ گوئی (۲) اور زبانی ادعائے مسلمان (۳) پر تمہارا چھٹکارا نہ ہوگا۔ ہاں ہاں سنتے ہو! آزمائے جاؤ گے، آزمائش میں پورے نکلے تو مسلمان ٹھہرو گے۔ ہر شے کی آزمائش میں یہی دیکھا جاتا ہے کہ جو باتیں اس کے حقیقی و واقعی ہونے کو درکار ہیں، وہ اسی میں ہیں یا نہیں؟ (۴) ابھی قرآن و حدیث ارشاد فرما چکے کہ ایمان کے حقیقی و واقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں (۵)۔ محمد ﷺ کی تعظیم اور محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم (۶)، تو اس کی آزمائش کا یہ صریح (۷) طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی

(۱) جھوٹے غرور، دھوکے (۲) صرف زبان سے کلمہ پڑھنا (۳) مسلمان ہونے کا صرف زبانی دعویٰ کرنا (۴) مثلاً پلاسٹک کے پھول یا پھل وغیرہ دیکھنے میں تو اصلی نظر آتے ہیں لیکن جو خصوصیات اصلی پھلوں یا پھولوں میں ہوتی ہیں یعنی ذائقہ، خوشبو یا کھانے کے قابل ہونا وغیرہ وہ ان نقلی پھلوں یا پھولوں میں نہیں پائی جاتیں اور اسی وجہ سے انھیں نقلی کہا جاتا ہے، اسی طرح جو شخص بظاہر کلمہ پڑھے، نماز و روزے کا اہتمام کرے، لیکن اسکے دل میں آقا ﷺ کی تعظیم و محبت، جو کہ ایمان کی بنیاد ہے، نہ ہو تو وہ بظاہر مسلمان تو ہے مگر نقلی مسلمان یعنی منافق ہے کیونکہ اس کے دل میں ایمان کی بنیاد تعظیم و محبت رسول اللہ ﷺ موجود نہیں (۵) یعنی خالص ایمان کے لئے (۶) آقا ﷺ کی محبت کو کائنات کی ہر شے کی محبت پر فوقیت دینا۔ (۷) واضح۔

کیسی ہی محبت کا علاقہ (۱) ہو۔ جیسے تمہارے باپ، تمہارے استاد، تمہارے پیر، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہارے اہباب، (۲) تمہارے اصحاب، تمہارے مولوی، تمہارے حافظ، تمہارے مفتی، تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ گسے باشد (۳)، جب وہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت ان کی محبت کا نام و نشان نہ رہے فوراً ان سے الگ ہو جاؤ، انکو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، انکی صورت، ان کے نام سے نفرت کھاؤ پھر نہ تم اپنے رشتے، علاقے، دوستی، الفت کا پاس (۴) کرو نہ اسکی مؤ لوئیٹ، (۵) مشیخت (۶)، بزرگی، فضیلت، کو خطرے میں لاؤ (۷) آخر یہ جو کچھ تھا، محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی کی بناء پر تھا (۸) جب یہ شخص ان ہی کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا؟ (۹) اس کے جبے عمامے پر کیا جائیں (۱۰)، کیا بہتر سے یہودی جیسے (۱۱)، نہیں پہنتے؟ کیا عمامے نہیں باندھتے؟ اس کے نام و علم و ظاہری فضل کو نلے کر کیا کریں؟ کیا بہتر سے پادری،

(۱) تعلق (۲) دوست، پیارے (۳) کوئی بھی ہو (۴) محبت و عقیدت کا لحاظ، احترام (۵) مولوی ہونا (۶) پیر ہونا (۷) دل میں جگہ دینا، توجہ کرنا یعنی نہ اس گستاخ کے مولوی یا پیر ہونے کا لحاظ کرو نہ اسکی بزرگی یا فضیلت کو دل میں جگہ دو (۸) یہ سب کچھ یعنی مولوی، پیر ہونا یا بزرگی اور فضیلت اسی وجہ سے تھی کہ یہ آقا ﷺ کا غلام تھا۔ یعنی کسی کو کوئی رتبہ ملا تو غلامی رسول ﷺ کے ذریعے ورنہ اسکی اپنی حقیقت کچھ بھی نہیں (۹) کیا تعلق رہا؟ یعنی کوئی تعلق نہ رہا (۱۰) اسکے جبے یا پگڑی کا کیا لحاظ کریں یعنی لحاظ نہ کریں (۱۱) لبا کرتا۔ جو عام طور پر صوفیاء یا علماء حضرات پہنتے ہیں۔ یعنی صرف جبے پہن لینے سے ہی کوئی اللہ تعالیٰ کا ولی نہیں بن جاتا۔

بکثرت فلسفی بڑے بڑے علوم و فنون نہیں جانتے اور اگر یہ نہیں (۱) بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے مقابل (۲) تم نے اس کی بات بنانی چاہی (۳) اس نے حضور ﷺ سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی بنا ہی (۴) یا اسے ہر بڑے سے بدتر برانہ جانا یا اسے برا کہنے پر بُرا مانا یا اسی قدر کہ تم نے اس امر میں بے پروائی منائی (۵) یا تمہارے دل میں اس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی، تو اللہ اب تم ہی انصاف کر لو کہ تم ایمان کے امتحان، قرآن و حدیث نے جس پر حصول ایمان کا مدار رکھا تھا (۶) اُس سے کتنے دور نکل گئے۔ مسلمانو! کیا جس کے دل میں محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ہوگی وہ ان کے بدگو (۷) کی وقعت (۸) کر سکے گا اگرچہ اس کا پیر یا استاد یا پدر (۹) ہی کیوں نہ ہو، کیا جسے محمد رسول اللہ ﷺ تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا اگرچہ اس کا دوست یا برادر (۱۰) یا پسر (۱۱) ہی کیوں نہ ہو، اللہ اپنے حال پر رحم کرو اپنے رب کی بات سنو، دیکھو وہ کیوں کرتے ہیں اپنی زحمت کی طرف بھلاتا ہے، دیکھو:-

(۱) اگر تم نے ایسا نہ کیا یعنی اس گستاخ کو بُرا نہ جانا (۲) مقابلے پر (۳) عزت رکھنا چاہی۔ اس گستاخ کی عزت کا لحاظ کیا (۴) وفاداری کی (۵) یعنی تم نے صرف اتنا ہی کیا کہ اس گستاخ کے معاملے میں غفلت کی اور اسکی گستاخی کو سخت بُرا نہ جانا (۶) تعظیم و محبت رسول ﷺ (۷) گستاخ۔ گالی دینے والا۔ بُرا بھلا کہنے والا۔ توہین کرنے والا (۸) کیا وہ گستاخ کی عزت کر سکے گا (۹) باپ (۱۰) بھائی (۱۱) بیٹا۔



## تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ  
 مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ  
 إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ط أَوْلِيكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ  
 الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِّنْهُ ط وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي  
 مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَلِدِينَ فِيهَا ط رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا  
 عَنْهُ ط أَوْلِيكَ حِزْبُ اللَّهِ ط آ لَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ  
 الْمُفْلِحُونَ ۝

ترجمہ: تو نہ پائے گا انہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ اور قیامت پر کہ ان کے دل میں ان کی  
 محبت پائے جنہوں نے خدا اور رسول ﷺ سے مخالفت کی، چاہے وہ ان کے باپ یا  
 بیٹے یا بھائی یا عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان  
 نقش کر دیا اور اپنی طرف کی روح (۱) سے ان کی مدد فرمائی اور انہیں باغوں میں لے  
 جائے گا، جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں ہمیشہ رہیں گے ان میں اللہ ان سے راضی اور  
 وہ اللہ سے راضی، یہی لوگ اللہ والے ہیں۔ اللہ والے ہی مراد کو پہنچے۔ (پارہ  
 ۲۸، المجادلہ ۲۲)

اس آیت کریمہ میں صاف فرمادیا کہ جو اللہ ﷻ یا رسول اللہ ﷺ کی جناب میں  
 گستاخی کرے، مسلمان اس سے دوستی نہ کرے گا، جس کا صریح یہ مفاد ہوا کہ (۲) جو

(۱) سیدنا جبرائیل علیہ السلام (۲) واضح طور پر پتہ چلا۔



(۵) منہ مانگی مرادیں پاؤ گے بلکہ امید و خیال و گمان سے گروڑوں و ذرے اُڑوں (۱)

(۶) سب سے زیادہ یہ کہ اللہ تم سے راضی ہوگا۔

(۷) یہ کہ فرماتا ہے ”میں تم سے راضی تم مجھ سے راضی“ بندے کیلئے اس سے زائد اور کیا

نعمت ہوتی کہ اس کا رب اس سے راضی ہو مگر انتہائے بندہ نوازی (۲) یہ کہ فرمایا اللہ ان

سے راضی وہ اللہ سے راضی۔

مُسلمانو! خدا لگتی کہنا (۳) اگر آدمی کروڑ جانیں رکھتا ہو اور سب کی سب ان عظیم

دولتوں پر نثار کر دے (۴) تو واللہ (۵) کہ مفت پائیں (۶)، پھر زید و عمرو سے علاقہ

تعظیم و محبت، یک لخت قطع کر دینا (۷) کتنی بڑی بات ہے؟ (۸) جس پر اللہ

تعالیٰ ﷻ ان بے بہا (۹) نعمتوں کا وعدہ فرما رہا ہے اور اُس کا وعدہ یقیناً سچا ہے۔

قرآن کریم کی عادتِ کریمہ ہے کہ جو حکم فرماتا ہے جیسا کہ اس کے ماننے والوں کو اپنی

نعمتوں کی بشارت دیتا ہے، نہ ماننے والوں پر اپنے عذابوں کا تاڑیا نہ (۱۰) بھی

رکھتا ہے کہ جو پست ہمت (۱۱) نعمتوں کی لالچ میں نہ آئیں، سزاؤں کے ڈر سے، راہ

پائیں۔ (۱۲) وہ عذاب بھی سن لیجئے:

(۱) زیادہ (۲) غلاموں پر مہربانی کی انتہا (۳) سچی بات (۴) نذا کر دے، اُفادے (۵) اللہ کی قسم۔

(۶) مفت میں مل گئیں (۷) گستاخوں سے محبت و تعظیم کا رشتہ مکمل طور پر ختم کر دینا (۸) یعنی زیادہ

بڑی بات نہیں (۹) انمول، انتہائی قیمتی (۱۰) عذاب کی دھمکی۔ عذاب کا کوڑا (۱۱) کم ہمت والے

(۱۲) ہدایت پائیں۔

## تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ  
 إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ ط وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ  
 فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ“ ۵

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے باپ، اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر  
 پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے رفاقت پسند کرے وہی لوگ ستمگار (۱) ہیں

(پارہ ۱۰، التوبہ ۲۳)

اور فرماتا ہے کہ:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ“

ترجمہ: اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ (پارہ ۲۸، الممتحنہ ۱)

اور فرماتا ہے:

تُسِرُّونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ  
 وَمَا أَعْلَنْتُمْ ط وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ۵

(پارہ ۲۸ الممتحنہ)

ترجمہ: تم چھپ کر ان سے دوستی کرتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو تم چھپاتے اور

جو ظاہر کرتے ہو اور تم میں جو ایسا کرے گا بے شک وہ ضرور سیدھی راہ سے بہکا۔

مزید فرماتا ہے:

لَنْ تَنْفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ج يَفْصِلُ  
بَيْنَكُمْ ط وَاللَّهُ بِمَا تَعْلَمُونَ بَصِيرٌ -

ترجمہ: تمہارے رشتے اور تمہارے بچے تمہیں کچھ نفع نہ دیں گے قیامت کے دن۔ تم  
میں اور تمہارے پیاروں میں جدائی ڈال دیگا کہ تم میں ایک، دوسرے کے کچھ کام نہ  
آسکے گا اور اللہ تمہارے اعمال دیکھ رہا ہے۔ (پارہ ۲۸، سورہ الممتحنہ: ۳)

اور فرماتا ہے:

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنكُمْ فَإِنَّ مِنْهُمْ ط إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ  
الظَّالِمِينَ -

ترجمہ:- تم میں جو ان سے دوستی کریگا تو پشتک وہ انہیں میں سے ہے۔ بے شک  
اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالموں کو۔ (پارہ ۶، المائدہ: ۵۱)

پہلی دو آیتوں میں تو ان سے دوستی کرنے والوں کو ظالم و گمراہ ہی فرمایا تھا، اس  
آیت کریمہ نے بالکل تَضْفِيَةً فرمادیا (۱) کہ جو ان سے دوستی رکھے وہ بھی ان میں سے  
ہے، ان ہی کی طرح کافر ہے، ان کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا اور وہ گوڑا  
بھی یاد رکھیے کہ ”ان سے میل رکھتے ہو (۲) اور میں تمہارے چھپے اور ظاہر سب کو جانتا  
ہوں“۔ اب وہ رسی بھی سن لیجئے جس میں رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی  
کرنے والے باندھے جائیں گے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(۱) بالکل واضح طور پر فیصلہ (۲) تعلق رکھتے ہو، ملاقاتیں کرتے ہو۔



## تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

”وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ“ (پارہ ۱۰، التوبہ: ۶۱)

ترجمہ: اور جو رسول اللہ کو ایذا (۱) دیتے ہیں ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

اور فرماتا ہے: ”إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَ

الْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا“ ترجمہ: بے شک جو اللہ و رسول ﷺ کو ایذا

دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت میں، اور اللہ نے ان کیلئے ذلت کا عذاب

تیار کر رکھا ہے۔ (پارہ ۲۲، الاحزاب: ۵۷)

اللہ ﷻ ایذا سے پاک ہے اُسے کون ایذا دے سکتا ہے۔ مگر حبیب ﷺ کی

شان میں گستاخی کو اپنی ایذا فرمایا۔ ان آیتوں سے اس شخص پر جو رسول اللہ ﷺ و ﷺ

کے بدگویوں (۲) سے محبت کا برتاؤ کرے، سات کوڑے ثابت ہوئے:

۱۔ وہ ظالم ہے۔ ۲۔ گمراہ ہے۔ ۳۔ کافر ہے۔ ۴۔ اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔

۵۔ وہ آخرت میں ذلیل و خوار ہوگا۔ ۶۔ اس نے اللہ واحد قہار کو ایذا دی۔ ۷۔ اس

پر دونوں جہان میں خدا کی لعنت ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اے مسلمان! اے مسلمان! اے امتی سید الانس والجان ﷺ (۳) خُدارا،

(۴) ذرا انصاف کر، وہ سات بہتر (۵) ہیں جو ان لوگوں سے یک لخت (۶) ترک

(۱) تکلیف (۲) گستاخوں سے (۳) اے انسانوں اور جنات کے سردار ﷺ کے امتی (۴) اللہ کے

واسطے (۵) وہ سات انعامات بہتر ہیں (۶) فوراً۔

علاقہ (۱) کر دینے پر ملتے ہیں کہ ﴿۱﴾ دل میں ایمان جم جائے ﴿۲﴾ ﴿۲﴾ اللہ مددگار ہو ﴿۳﴾ جنت مقام ہو ﴿۴﴾ اللہ والوں میں شمار ہو ﴿۵﴾ مرادیں ملیں ﴿۶﴾ خدا تجھ سے راضی ہو ﴿۷﴾ تو خدا سے راضی ہو۔ یا یہ سات بھلے ﴿۳﴾ ہیں؟ جو ان لوگوں سے تعلق لگا رہنے پر پڑیں گے کہ ﴿۱﴾ ظالم ﴿۲﴾ گمراہ ﴿۳﴾ کافر ﴿۴﴾ جہنمی ہو ﴿۵﴾ آخرت میں خوار ﴿۲﴾ ہو ﴿۶﴾ خدا کو ایذا دے ﴿۷﴾ خدا دونوں جہان میں لعنت کرے۔ ہیئہات، ہیئہات ﴿۵﴾ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ سات اچھے ﴿۶﴾ ہیں، کون کہہ سکتا ہے کہ وہ سات ﴿۷﴾ چھوڑنے کے ہیں، مگر جانِ برادر! ﴿۸﴾ خالی یہ کہہ دینا تو کام نہیں دیتا، وہاں تو امتحان کی ٹھہرنی ہے ﴿۹﴾ ابھی آیت سن چکے آلم حَسِبَ اللّٰهُسَ، کیا اس بھلاؤے ﴿۱۰﴾ میں ہو کہ بس زبان سے کہہ کر چھوٹ جاؤ گے امتحان نہ ہوگا؟

### ہاں یہی امتحان کا وقت ہے! دیکھو یہ اللہ واحد قہار کی طرف

سے تمہاری جانچ ﴿۱۱﴾ ہے۔ دیکھو! وہ فرما رہا ہے کہ تمہارے رشتے، علاقے قیامت میں کام نہ آئیں گے، مجھ سے توڑ کر کس سے جوڑتے ہو ﴿۱۲﴾۔ دیکھو! وہ فرما رہا ہے کہ میں غافل نہیں، میں بے خبر نہیں، تمہارے اعمال دیکھ رہا ہوں، تمہارے اقوال ﴿۱۳﴾

﴿۱﴾ تعلق توڑنے پر ملتے ہیں ﴿۲﴾ مضبوط ہو جائے ﴿۳﴾ یا یہ سات عذاب بہتر ہیں؟ ﴿۴﴾ ذلیل ﴿۵﴾ یعنی ہرگز نہیں ﴿۶﴾ یہ سات عذابات ﴿۷﴾ وہ سات انعامات جو اوپر مذکور ہوئے ﴿۸﴾ پیارے بھائی ﴿۹﴾ امتحان کا فیصلہ ہو چکا ہے ﴿۱۰﴾ غفلت ﴿۱۱﴾ آزمائش، امتحان۔ ﴿۱۲﴾ مجھ سے تعلق توڑ کر کس گستاخ سے رشتہ جوڑتے ہو ﴿۱۳﴾ باتیں۔

سُن رہا ہوں تمہارے دلوں کی حالت سے خبردار ہوں، دیکھو! بے پروائی نہ کرو، پرائے پیچھے، اپنی عاقبت نہ بگاڑو (۱)، اللہ ورسول ﷺ کے مقابلہ سے کام نہ لو، دیکھو وہ تمہیں اپنے سخت عذاب سے ڈراتا ہے۔ اس کے عذاب سے کہیں پناہ نہیں، دیکھو! وہ تمہیں اپنی رحمت کی طرف بلاتا ہے، بے اس کی رحمت کے کہیں پناہ نہیں (۲) دیکھو اور گناہ، تو زہرے گناہ ہوتے ہیں (۳) جن پر عذاب کا استحقاق ہو، مگر ایمان نہیں جاتا (۴)، عذاب ہو کر، خواہ رب کی رحمت، حبیب ﷺ کی شفاعت سے بے عذاب ہی چھٹکارا ہو جائے گا (۵) یا ہو سکتا ہے۔ مگر یہ محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کا مقام ہے اُنکی عظمت، اُن کی محبت، مددِ ایمان ہے، قرآن مجید کی آیتیں سُن چکے کہ جو اس معاملہ میں کمی کرے اس پر دونوں جہان میں خدا کی لعنت ہے۔ دیکھو جب ایمان گیا، پھر اصلاً، ابدالاً باء تک (۶) کبھی، کسی طرح ہرگز، اصلاً، عذاب شدید سے رہائی نہ ہوگی۔ گستاخی کرنے والے، جن کا تم یہاں کچھ پاس لحاظ کرو، وہاں اپنی بھٹکت رہے ہونگے (۷) تمہیں بچانے نہ آئیں گے اور آئیں تو کیا کر سکتے ہیں؟ پھر

(۱) کسی غیر (گستاخ) کی وجہ سے اپنی آخرت خراب مت کرو (۲) اسکی رحمت کے بغیر کہیں پناہ نہیں (۳) یعنی کفر و شرک کے علاوہ دوسرے گناہ تو صرف گناہ ہی ہوتے ہیں انکے کرنے سے انسان کا ایمان نہیں جاتا (۴) یعنی کفر و شرک کے علاوہ دیگر گناہ سے بندہ عذاب کا مستحق ہو مگر کافر پھر بھی نہیں ہوتا (۵) یعنی دیگر گناہوں پر یا تو کچھ عذاب ہونے کے بعد یا اللہ ﷻ کی رحمت اور آقا ﷺ کی شفاعت سے عذاب کے بغیر ہی چھٹکارا ہو جائے گا (۶) ہمیشہ ہمیشہ کیلئے (۷) خود عذاب کا شکار

ایسوں کا لحاظ کر کے، اپنی جان کو ہمیشہ ہمیشہ غَضَبِ جَبَّارِ عَزَّوَجَلَّ و عَذَابِ نَارِ میں پھنسا دینا، کیا عقل کی بات ہے؟ اللہ (۱) ذرا دیر کو اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ و ﷺ کے سوا سب اس سے نظر اٹھا کر (۲) آنکھیں بند کرو اور گردن جھکا کر اپنے آپ کو اللہ واحد قہار کے سامنے حاضر سمجھو اور بزرے خالص سچے اسلامی دل کے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ کی عظیم عظمت (۳)، بلند عزت (۴)، رفیع و جاہت (۵)، جو ان کے رب نے انہیں بخشی اور ان کی تعظیم کی، ان کی توقیر پر ایمان و اسلام کی بناء رکھی (۶) اسے دل میں جما کر انصاف و ایمان سے کہو، کیا جس (۷) نے کہا کہ شیطان کو یہ وسعت، نص سے ثابت ہوئی (۸)، فخرِ عالم ﷺ کی وسعتِ علم کی کوئی نص قطعی ہے؟ (۹) اس نے محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی نہ کی؟ کیا اُس نے ابلیس لعین کے علم کو رسول اللہ ﷺ و ﷺ کے علم اقدس پر نہ بڑھایا؟ (۱۰) کیا وہ رسول اللہ ﷺ و ﷺ کی وسعتِ علم سے کافر ہو

(۱) اللہ کے واسطے (۲) ہر ایرے غیرے سے نظر اٹھا کر (۳) بہت بڑی بزرگی (۴) اونچا مرتبہ۔ (۵) انتہائی بلند مرتبہ (۶) انکی تعظیم و توقیر کرنے پر ایمان اور اسلام کی بنیاد رکھی یعنی انکی تعظیم و توقیر کو ایمان کی جان قرار دیا۔ جو انکی تعظیم نہ کرے کافر ہے (۷) یہ قول خلیل انبیٹھوی دیوبندی کا ہے (۸) بقول گستاخ، شیطان کے علم کا وسیع (زیادہ) ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہے معاذ اللہ (۹) گستاخ ہم سے پوچھتا ہے کہ (فخرِ عالم آقا ﷺ) کے علم کے وسیع ہونے کا ثبوت قرآن و حدیث میں کہاں موجود ہے؟ یعنی اس گستاخ کو شیطان کے وسیع علم کی دلیل قرآن و حدیث میں نظر آگئی لیکن آقا ﷺ کے علم شریف نے وسیع ہونے کا ثبوت نہ قرآن میں ملتا نہ حدیث میں۔ ولاحول، لا قوۃ الا باللہ (۱۰) کیا سرکار ﷺ کے علم مبارک سے شیطان کے علم کو زیادہ قرار نہیں دیا؟

کر شیطان کی وسعتِ علم پر ایمان نہ لایا؟ مسلمانو! خود اس بدگو سے اتنا ہی کہہ دیکھو کہ او علم میں شیطان کے ہمسر (۱) دیکھو! تو وہ برا مانتا ہے یا نہیں حالانکہ اُسے تو علم میں شیطان سے کم بھی نہ کہا بلکہ شیطان کے برابر ہی بتایا، پھر کم کہنا کیا توہین نہ ہوگی؟ اور اگر وہ اپنی بات پالنے کو (۲) اس پر ناگواری ظاہر نہ کرے اگرچہ دل میں قطعاً ناگوار مانے گا، (۳) تو اسے چھوڑیے اور کسی معظم (۴) سے کہہ دیجئے اور پورا ہی امتحان مقصود ہو تو کیا کچھری میں جا کر آپ کسی حاکم کو ان ہی لفظوں سے تعبیر کر سکتے ہیں (۵)؟ دیکھئے! ابھی ابھی کھلا جاتا ہے (۶) کہ توہین ہوئی اور بے شک ہوئی پھر کیا رسول اللہ ﷺ کی توہین کرنا کفر نہیں؟ ضرور ہے اور بالیقین ہے۔ کیا جس نے شیطان کی وسعتِ علم کو نص سے ثابت مان کر حضور اقدس ﷺ کے لئے وسعتِ علم ماننے والے کو کہا ”تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے“ (۷) اور کہا ”شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے“ (۸) نے ابلیس لعین کو خدا کا شریک مانا یا نہیں؟ ضرور مانا، کہ

(۱) ”او! علم میں شیطان کے برابر“ (۲) یعنی وہ اپنی بات کو درست قرار دینے کیلئے یا اپنی بات کا بھرم رکھنے کیلئے (۳) جبکہ وہ (گستاخ) ان الفاظ سے پکارا جانا دل میں یقیناً برامانے گا (۴) ہر وہ شخص جسکی عزت کی جاتی ہو (۵) کیا کسی حج کو کورٹ کے اندریوں کہہ سکتے ہیں کہ ”او علم میں شیطان کے برابر“ (۶) واضح ہوتا ہے (۷) بقول گستاخ اگر جو کوئی شخص آقا ﷺ کے علم مقدس کو وسیع مانے تو وہ قرآن و حدیث کو ٹھکرا کر ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ گویا آقا ﷺ کا علم اگر وسیع مانا جائے تو یہ (بقول گستاخ) شرک ہو جائے گا (۸) یعنی وہابیوں اور یونیونیوں کے نزدیک حضور اقدس ﷺ کے علم مقدس کو وسیع ماننا شرک کا حصہ ہے۔ معاذ اللہ



جو بات مخلوق میں ایک کے لئے ثابت کرنا شرک ہوگی، وہ جس کسی کے لئے ثابت کی جائے، قطعاً شرک ہی رہے گی (۱) کہ خُدا ﷻ کا شریک کوئی نہیں ہو سکتا، جب رسول اللہ ﷺ کے لئے یہ وسعت علم مانی شرک ٹھہرائی، جس میں کوئی حصہ ایمان کا نہیں تو ضرور اتنی وسعت خُدا کی وہ خاص صفت ہوئی جس کو خُدائی لازم ہے (۲) جب تو نبی کے لئے اس کا ماننے والا کافر مشرک ہو اور اس نے (۳) وہی وسعت، وہی صفت خود اپنے منہ، ابلیس کے لئے ثابت مانی تو صاف صاف شیطان کو خُدا کا شریک ٹھہرایا۔

مسلمانو! کیا یہ اللہ ﷻ اور اُس کے رسول ﷺ دونوں کی توہین نہ ہوئی؟ ضرور ہوئی، اللہ ﷻ کی توہین تو ظاہر ہے کہ اس کا شریک بنایا اور وہ بھی کسے؟ ابلیس لعین کو اور رسول اللہ ﷺ کی توہین یوں، کہ ابلیس کا مرتبہ اتنا بڑھا دیا، کہ وہ (۴) تو خُدا کی خاص صفت میں حصہ دار ہے، اور یہ (۵) اس سے ایسے محروم، کہ ان کے لئے ثابت مانو، تو مشرک ہو جاؤ۔ مسلمانو! کیا خُدا اور رسول اللہ ﷺ کی توہین کرنے والا کافر نہیں؟ ضرور ہے۔

کیا جس (۶) نے کہا کہ ”بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ﷺ کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی (۷) و مجنون (۸) بلکہ جمیع (۹)

(۱) یعنی اگر آقا ﷺ کیلئے علم کی وسعت ماننا شرک ہے تو شیطان کیلئے ماننا بھی شرک ہی ہوگا کیونکہ خُدا کا کوئی بھی شریک نہیں ہو سکتا (۲) گویا جس کسی میں وہ صفت پائی جائے وہ خُدا ہی ہو سکتا ہے اور کچھ نہیں (۳) اس گستاخ نے (۴) شیطان (۵) یعنی آقا ﷺ (۶) یعنی اشرف علی تھانوی دیوبندی کہ جس نے یہ بات اپنے رسالے ”حفظ الایمان“ کے ص ۸ پر لکھی ہے (۷) بچے (۸) پاگل (۹) تمام۔

حیوانات و بہائم (۱) کے لئے بھی حاصل ہے، کیا اس نے محمد رسول اللہ ﷺ کو صریح گالی نہ دی؟ کیا نبی کریم ﷺ کو اتنا ہی علم غیب دیا گیا تھا، جتنا ہر پاگل اور ہر چوپائے کو حاصل ہے؟

مُسلماں! مُسلماں! اے محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی! تجھے اپنے دین و ایمان کا واسطہ، کیا اس ناپاک و ملعون گالی (۲) کے صریح ہونے میں تجھے کچھ شبہ گزر سکتا ہے؟ معاذ اللہ! کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت تیرے دل سے ایسی نکل گئی؟ کہ اس شدید گالی میں بھی ان کی توہین نہ جانے اور اگر اب بھی تجھے اعتبار نہ آئے، تو خود اُن ہی بدگویوں سے پوچھ دیکھ، کہ آیا تمہیں اور تمہارے اُستادوں، پیر جیوں کو کہہ سکتے ہیں کہ اے فلاں! تجھے اتنا ہی علم ہے جتنا سور کو ہے تیرے استاد کو ایسا ہی علم تھا جیسا کہ تیرے پیر کو اسی قدر علم تھا جیسا گدھے کو ہے، یا مختصر طور پر اتنا ہی ہو کہ او علم میں اُلو، گدھے، کُتے، سور کے ہمسرو! دیکھو تو وہ اس میں اپنی اور اپنے اُستاد، پیر کی توہین سمجھتے ہیں یا نہیں؟ قطعاً سمجھیں گے اور قابو پائیں تو سر ہو جائیں (۳)، پھر کیا سبب کہ جو کلمہ ان کے حق میں توہین و کُسر شان (۴) ہو، محمد رسول اللہ ﷺ کی توہین نہ ہو؟ کیا معاذ اللہ ان کی عظمت ان سے بھی گئی گُزری (۵) ہے؟ کیا اسی کا نام ایمان ہے؟ حَاشَا لِلّٰہِ حَاشَا لِلّٰہِ! (۶) کیا جس نے کہا (۷) کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم

(۱) جانور اور چوپائے (۲) توہین (۳) عاجز (۴) گستاخی، شان میں کمی (۵) کمتر (۶) اللہ کی قسم ہرگز نہیں (۷) یہ قول بھی اشرِفعلی تھا نوی دیوبندی کا ہی ہے۔

ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی (۱) ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے، پھر اگر زید اسکا التزام کر لے (۲) کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کو مجملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے (۳)؟ جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے؟ اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی وغیر نبی، میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے (۴)، انتہی۔ کیا رسول اللہ ﷺ اور جانوروں، پاگلوں میں فرق نہ جاننے والا حضور ﷺ کو گالی نہیں دیتا؟، کیا اُس نے اللہ ﷻ کے کلام کا صراحتہ رد و ابطال نہ کر دیا؟ (۵) دیکھو:

### تَمَارًا رَبِّ عَزَّوَجَلَّ فَرَمَاتَاهُ:

”وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط وَ كَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ط“

ترجمہ: اے نبی! اللہ نے تم کو سکھایا جو تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل تم پر بڑا ہے

(النساء ۱۱۳)

(۱) چھپا ہوا ہے (۲) اقرار کر لے، ارادہ کر لے کہ ہاں ایسا ہی ہے (۳) یعنی علم غیب اگر سب کو حاصل ہے تو پھر اس کو نبوت کے کمالات میں کیوں گنا جاتا ہے یعنی یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ فلاں نبی ﷺ کو علم غیب حاصل ہے کیونکہ ایسا علم غیب تو ہرنے پچے پاگل اور حیوان وغیرہ کو حاصل ہے (۴) (گویا گستاخ ہم سے کہتا ہے) اگر سب کو عالم الغیب نہ کہا جائے تو نبی اور غیر نبی میں فرق کرنے کی وجہ بتانا آپ پر لازم ہے یعنی بعض علم غیب تو سب بچوں، جانوروں وغیرہ کو حاصل ہے تو آپ (اہلسنت) انبیاء کو تو اس علم کے جاننے کی وجہ سے عالم الغیب کہتے ہیں اور جانوروں کو نہیں کہتے تو اسکی وجہ ضرور بتائیں؟۔ جبکہ ہم اہلسنت حضور ﷺ کو عالم الغیب نہیں کہتے بلکہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے انہیں اپنے لامحدود علم میں سے ”کچھ“ علم غیب عطا فرمایا ہے اور اس وجہ سے حضور ﷺ با کمال ہیں (۵) یعنی کیا اس گستاخ نے اللہ ﷻ کے کلام کو کھلم کھلا جھوٹا ٹھہرا کر اس کا انکار نہیں کیا؟

یہاں نامعلوم باتوں کا علم عطا فرمانے کو اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ کے کمالات و مَدَاح میں شمار فرمایا (۱)۔

اور فرماتا ہے: ”وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنَاهُ“ (پ ۱۳، یوسف ۶۸)

ترجمہ :- اور بے شک یعقوب ہمارے سکھائے سے علم والا ہے ۔

اور فرماتا ہے: ”وَبَشِّرُوهُ بِغُلْمٍ عَلِيمٍ“ (پ ۲۶، ذاریات ۲۸)

ترجمہ: ملائکہ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو ایک علم والے لڑکے اسحق علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی بشارت دی۔

اور فرماتا ہے: ”وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا“ (پ ۱۵، الکھف ۶۵)

ترجمہ :- اور ہم نے خضر کو اپنے پاس سے ایک علم سکھایا۔

وغیرہا (۲) آیات، جن میں اللہ تعالیٰ ﷻ نے علم کو کمالاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ

والسلام و الثناء میں گنا۔ اب زید (۳) کی جگہ اللہ ﷻ کا نام پاک لیجئے (۴) اور علم

غیب کی جگہ مُطلق علم (۵) جس کا ہر چوپائے کو ملنا اور بھی ظاہر سے (۶) اور دیکھئے کہ اس

(۱) کمال اور تعریف کے طور پر ارشاد فرمایا (۲) اور ان آیتوں کے علاوہ دیگر آیتوں میں (۳) زید و بکر

مثال کے طور پر کسی بھی شخص کو کہہ سکتے ہیں کوئی خاص آدمی مراد نہیں ہوتا۔ یہاں زید سے مراد کوئی سنی

شخص ہے (۴) گستاخ کی عبارت میں جہاں زید کا لفظ ہے وہاں اللہ ﷻ کا نام پاک رکھیے (۵) یعنی

گستاخ کی عبارت میں علم غیب کی جگہ صرف علم، خواہ کسی بھی شے کا علم ہو (۶) یعنی صرف علم کا لفظ

رکھیں کہ ”علم“ کا ہر جانور کو ملنا زیادہ واضح ہے کہ ہر جانور کو کچھ نہ کچھ باتوں کا علم تو ہوتا ہے مثلاً ﴿

بدگوئے مصطفیٰ کی تقریر (۱) کس طرح کلام اللہ ﷻ کا رد کر رہی ہے یعنی یہ بدگو خدا کے مقابل کھڑا ہو کر کہہ رہا ہے کہ آپ (یعنی نبی ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی ذاتِ مقدّسہ پر علم کا اطلاق کیا جانا (۲) اگر بقولِ خدا صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے (۳) کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کل علوم، اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں حضور ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی کیا تخصیص ہے (۴) ایسا علم تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی بات کا علم ہوتا ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم کہا جائے، پھر اگر خدا اس کا التزام کر لے کہ ہاں میں سب کو عالم کہوں گا تو پھر علم کو مجملہ کلماتِ نبویہ (۵) شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کلماتِ نبوت سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جائے تو نبی اور غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا لازم ہے، اور اگر تمام علوم مراد ہیں، اس طرح اس کا ایک فرد بھی خارج نہ رہے (۶) تو اس کا بطلان (۷) دلیل

▶ اڑنا، خوراک کی تلاش، دشمن سے بچنے کی تدبیریں کرنا۔ وغیرہ تو کیا ان باتوں کے جاننے سے یہ جانور عالم کہلائیں گے۔ ہرگز نہیں جانور وغیرہ کبھی عالم نہیں کہلا سکتے۔ اسی طرح اگر جانوروں کو بالفرض کسی آنے والے حادثے کا اندازہ ہو جائے یا یہ فرشتوں کو نازل ہوتا دیکھ لیں تو کیا معاذ اللہ انبیاء کرام علیہم السلام کے برابر ہو جائیں گے؟ (۱) اُس گستاخ کا کلام، باتیں (۲) یعنی یہ کہنا کہ آقا ﷺ یا دیگر انبیاء کرام علیہ السلام کو وسیع علم ملا (۳) پوچھنے کے لائق یہ بات ہے (۴) کیا خاص خوبی ہے (۵) نبوت کے کمالات میں سے ایک کمال (۶) تمام کی تمام باتیں انبیاء کرام علیہ السلام کو اس طرح معلوم ہوں کہ کوئی ایک چیز بھی انکے علم سے باہر نہ ہو (۷) غلط ہونا۔

نقلی و عقلی سے ثابت ہے انتہی۔ پس ثابت ہوا کہ خدا کے وہ سب اقوال اسکی دلیل سے باطل ہیں۔ مسلمانو دیکھو! کہ اس بدگو نے فقط محمد رسول اللہ ﷺ ہی کو گالی نہ دی بلکہ اُن کے رب جَلَّ وَعَلَا کے کلاموں کو بھی باطل و مرذود کر دیا (۱)۔

مسلمانو! جس کی جُرأت یہاں تک پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ کے علم غیب کو پاگلوں اور جانوروں کے علم سے ملا دے (۲) اور ایمان و اسلام و انسانیت سے آنکھیں بند کر کے صاف کہہ دے کہ نبی اور جانور میں کیا فرق ہے، اس سے کیا تعجب کہ خدا کے کلاموں کو رد کرے (۳) باطل بتائے (۴) پس پشت ڈالے (۵) زیرِ پاملے (۶) بلکہ جو یہ سب کچھ کلام اللہ کے ساتھ کر چکا وہی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس گالی پر جُرأت کر سکے گا مگر ہاں اس سے دریافت کرو (بے) کہ آپ کی یہ تقریر خود آپ اور آپ کے اَسَاحِدَہ میں جاری ہے یا نہیں؟ (۸) اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر ہے تو کیا جواب ہے؟ ہاں ان بدگویوں سے کہو! کیا آپ حضرات اپنی تقریر کے طور پر جو آپ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جاری کی، خود اپنے آپ سے اسے دریافت کی اجازت دے سکتے ہیں کہ آپ صاحبوں کو عالم، فاضل، مولوی، ملا، چنین و چناں (۹) فلاں فلاں کیوں کہا جاتا ہے اور حیوانات و بہائم مثلاً کتے سُر کو کوئی ان الفاظ

(۱) ٹھکرا دیا اور جھوٹا قرار دیدیا (۲) جانوروں کے علم کے برابر کہے یا جھٹلا دے (۳) خدا کی بات کا انکار کرے (۴) جھوٹا ٹھہرائے (۵) پیٹھ کے پیچھے پھینکے۔ قابل توجہ نہ سمجھے (۶) پاؤں کے نیچے روندے، کچلے (۷) بوجھو (۸) یعنی یہی باتیں آج اور آگے استادوں کو کہہ سکتے ہیں؟ (۹) ایسا ایسا



سے تعبیر نہیں کرتا (۱)۔ ان مناصب کے باعث (۲) آپ کے اتباع و اذتاب (۳) آپ کی تعظیم، تکریم، توقیر کیوں کرتے، دست و پا پر بوسہ دیتے ہیں (۴) اور جانوروں مثلاً الو، گدھے کے ساتھ کوئی یہ برتاؤ نہیں برتنیٹا اس کی وجہ کیا ہے؟ کل علم (۵) تو قطعاً (۶) آپ صاحبوں کو بھی نہیں اور بعض میں آپ کی کیا تخصیص؟ ایسا علم تو الو، گدھے، کتے، سور سب کو حاصل ہے تو چاہیے کہ ان سب کو عالم و فاضل و چنیں و چنناں (۷) کہا جائے پھر اگر آپ اس کا التزام کریں کہ ہاں ہم سب کو علماء کہیں گے تو پھر علم کو آپ کے کمالات میں کیوں شمار کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو، گدھے، کتے، سور سب کو حاصل ہو وہ آپ کے کمالات سے کیوں ہوا؟ اور اگر التزام نہ کیا جائے تو آپ ہی کے بیان سے آپ میں اور گدھے، کتے، سور میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے۔ فقط۔

مسلمانو! پوں دریافت کرتے ہی بعونہ تعالیٰ (۸) صاف کھل جائے گا (۹) کہ ان بدگویوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کو کیسی صریح شدید گالی دی اور ان کے رب ﷻ کے قرآن مجید کو جا بجا (۱۰) کیسا رد و باطل کر دیا۔ مسلمانو! خاص اس بدگو اور

(۱) عزت و اکرام کے القابات وغیرہ سے کیوں نہیں پکارا جاتا (۲) یعنی جانوروں مثلاً کتے اور سور وغیرہ کو کوئی عالم، فاضل وغیرہ کیوں نہیں کہتا حالانکہ ان کو کچھ باتوں کا علم تو ہوتا ہی ہے (۳) شاگرد اور پیروکار یعنی ذم چھلے (۴) مولوی و عالم وغیرہ ہونے کی وجہ سے ہاتھ اور پاؤں چومتے ہیں (۵) غیب اور ظاہر کی تمام باتیں (۶) یقیناً (۷) اچھے اچھے القابات سے کیوں پکارا جاتا ہے۔ (۸) اللہ ﷻ کا مدد سے (۹) صاف ظاہر ہو جائے گا (۱۰) حگہ حگہ۔

اس کے ساتھیوں سے پوچھو، ان پر خود ان کے اقرار سے قرآن عظیم کی یہ آیات چسپاں ہوئیں یا نہیں:

### تُمھارا رب عزوجل فرماتا ہے:

”وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا ، وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا ، وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا ط أُولَئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ط أُولَئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ۝“

ترجمہ :- اور بے شک ضرور ہم نے جہنم لیئے پھیلا رکھے ہیں بہت سے جن اور آدمی ان کے وہ دل ہیں جن سے حق کو نہیں سمجھتے اور وہ آنکھیں جن سے حق کا راستہ نہیں سوجھتے اور وہ کان جن سے حق بات نہیں سنتے۔ وہ چوپایوں (۱) کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر بہکے ہوئے۔ وہی گمراہ وہی لوگ غفلت میں پڑے ہیں۔“ (پارہ ۹، اعراف ۱۷۹) اور فرماتا ہے:

أَرَأَيْتَ مَن اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ ط أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكَيْلًا ۚ  
أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ط إِنْ هُمْ إِلَّا  
كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ۝

ترجمہ: کیا بھلا دیکھ تو، جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا تو کیا تو اس کا ذمہ لے گا، یا تجھے گمان ہے ان میں بہت کچھ سنتے یا عقل رکھتے ہیں سو وہ نہیں مگر جیسے چوپائے بلکہ وہ

(۱) جانوروں

تو ان سے بھی بڑھ کر گمراہ ہیں (پارہ ۱۹ الفرقان ۲۳-۲۴)

ان بدگویوں نے چوپایوں کا علم تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علم کے برابر مانا۔ اب ان سے پوچھیے کیا تمہارا علم انبیاء یا خود حضور سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برابر ہے، ظاہر اسکا دعویٰ نہ کریں گے اور اگر کہہ بھی دیں کہ جب چوپایوں سے برابری کر دی، آپ تو دو پائے ہیں (۱) برابری مانتے کیا مشکل ہے؟ (۲) تو یوں پوچھیے تمہارے استادوں، پیروں، ملاؤں میں کوئی بھی ایسا گزرا جو تم سے علم میں زیادہ ہو یا سب ایک برابر ہو؟

آخر کہیں تو فرق نکالیں گے (۳) تو ان کے وہ استاد وغیرہ تو ان کے اقرار سے علم میں چوپایوں کے برابر ہوئے اور یہ ان سے علم میں کم ہیں، جب تو (۴) انکی شاگردی کی، اور جو ایک مساوی سے کم ہو دوسرے سے بھی ضرور کم ہوگا (۵) تو یہ حضرات خود اپنی تقریر کی رو سے چوپایوں سے بڑھ کر گمراہ ہوئے اور ان آیتوں کے مضداق ٹھہرے (۶)۔

(۱) یعنی خود یہ گستاخ تو دو پاؤں والے ہیں (۲) یعنی جب انبیاء کرام علیہم السلام کو علم میں جانوروں کے برابر کہہ دیا تو خود اپنے برابر کہنا انکے لئے کوئی مشکل بات نہیں (۳) کسی کو تو اپنے سے زیادہ علم والا کہیں گے (۴) اسی لئے تو ان گستاخوں نے ان کی شاگردی اختیار کی (۵) یعنی دو مقداریں اگر برابر ہوں تو جو کوئی ان دونوں میں سے ایک سے کم ہوگا وہ دوسرے سے بھی کم ہوگا۔ تو ان کے استاد تو علم میں جانوروں کے برابر ہوئے اور یہ اپنے استادوں سے علم میں کم ہیں تو گویا یہ لوگ جانوروں سے علم میں کم ہوئے اور جب جانوروں سے علم میں کم ہوئے تو جانوروں سے بڑھ کر گمراہ اور بدتر ہوئے (۶) یعنی یہ

كَذَلِكَ الْعَذَابُ ط وَلِعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝  
ترجمہ: ایسی ہوتی ہے اور بے شک آخرت کی مار سب سے بڑی، کیا اچھا تھا اگر وہ

جانتے۔ (پارہ ۲۹ القلم ۳۳)

مسلمانو! یہ حالتیں تو ان کلمات کی تھیں جن میں انبیائے کرام و حضور پر  
نورسید الانام (۱) علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہاتھ صاف کئے گئے (۲) پھر ان عبارات کا کیا  
پوچھنا جن میں اِصَالَةٌ بِالْقَصْدِ (۳) رَبُّ الْعِزَّةِ عَزَّ جَلَّالُہ کی عزت پر حملہ کیا گیا ہو۔  
خُذَارَا (۴) اِنصاف! کیا جس (۵) نے کہا ”میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوع  
کذب باری کا (۶) قائل نہیں ہوں“؟ یعنی وہ شخص اس کا قائل (۷) ہے کہ خدایا لِفَعْلٍ  
(۸) جھوٹا ہے جھوٹ بولا، جھوٹ بولتا ہے۔ اُس کی نسبت یہ فتویٰ دینے والا کہ ”اگرچہ  
اُس نے تاویل آیات میں خطا کی مگر تاہم اس کو کافر یا بدعتی یا ضال (۹)

---

(۱) زمانے بھر کے امام، آقا و مولی ﷺ (۲) بے عزتی و توہین کی گئی (۳) یقینی طور پر جان بوجھ کر۔  
(۴) اللہ ﷻ کے واسطے (۵) یہ کوئی دوسرا شخص ہے (۶) اللہ تعالیٰ کے (معاذ اللہ) جھوٹ بولنے کا  
اللہ ﷻ کو جھوٹا کہنے والا (۷) اقرار کرنے والا۔ یعنی کوئی شخص کہتا ہے ”میں کب کہتا ہوں کہ اللہ ﷻ  
نے جھوٹ نہیں بولا“۔ یعنی میں تو کہتا ہوں کہ جھوٹ بولا ہے (۸) عملی طور پر۔ (۹) گمراہ

کہنا نہیں چاہیے“ جس نے کہا کہ ”اس کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیے“ (۱)۔ جس نے کہا کہ ”اس میں تکفیر علمائے سلف کی لازم آتی ہے (۲)۔ حنفی، شافعی پر طعن و تظلیل نہیں کر سکتا (۳)“ یعنی خدا کو معاذ اللہ جھوٹا کہنا بہت سے علمائے سلف کا بھی مذہب تھا۔ یہ اختلاف حنفی شافعی کا سبب ہے۔ کسی نے ہاتھ ناف سے اوپر باندھے، کسی نے نیچے، ایسا ہی اسے بھی سمجھو کہ کسی نے خدا کو سچا کہا کسی نے جھوٹا، لہذا ”ایسے کو تظلیل و تفسیق سے مبامون کرنا چاہیے“ (۴) یعنی جو خدا کو جھوٹا کہے اسے گمراہ کیا معنی بھی گنہگار نہ کہو، کیا، جس نے یہ سب تو اس مُکذَّبِ خدا کی نسبت بتایا (۵) اور یہیں خود اپنی طرف سے باوصف اس بے معنی اقرار (۶) کہ ”قُدْرَةُ عَلٰی الْكِذْبِ مَعَ اِمْتِنَاعِ الْوُقُوعِ مَسْئَلَةٌ اتَّفَاقِيَّةٌ“ (۷) صاف صریح کہہ دیا کہ وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے (۸) یعنی یہ بات ٹھیک ہو گئی کہ خدا سے کذب واقع ہوا، کیا یہ شخص

(۱) کوئی سخت بات، برا بھلا نہیں کہنا چاہیے یعنی فتویٰ دیا کہ جو شخص خدا کو جھوٹا کہے اسے کچھ مت کہو نہ وہ کافر ہے نہ گنہگار بلکہ پکا مومن ہے۔ معاذ اللہ (۲) یعنی اگر اسے کافر کہیں تو گزشتہ زمانے کے علماء کرام بھی کافر قرار پائیں گے (گویا بقول گستاخ وہ سب بھی خدا کو معاذ اللہ جھوٹا کہتے تھے) اگر اس شخص کو (جس نے خدا کو جھوٹا کہا) کافر کہتے ہیں تو ان علماء کو بھی کافر ماننا پڑے گا (۳) کوئی حنفی یہ نہیں کہہ سکتا کہ امام شافعی کے ماننے والے گمراہ ہیں (۴) یعنی ایسے شخص کو (جو اللہ ﷻ کو معاذ اللہ جھوٹا مانے) نہ تو گمراہ کہنا چاہیے نہ گناہ گار معاذ اللہ (۵) یعنی یہ فتویٰ تو اس شخص کے بارے میں دیا جس نے خدا کو جھوٹا کہا (کہ اُسے نہ تو گمراہ کہیں گے نہ گنہگار) (۶) اس اقرار کے باوجود جسکی کوئی حیثیت نہیں (۷) (وہ گستاخ کہتا ہے) کہ اللہ ﷻ جھوٹ بول سکتا ہے مگر بولتا نہیں پھر اسکے ساتھ ہی کہتا ہے کہ اللہ ﷻ نے جھوٹ بولا (معاذ اللہ)۔

(۸) یعنی یہ بات ثابت ہو گئی کہ اللہ ﷻ نے معاذ اللہ جھوٹ بول دیا۔ لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

مسلمان رہ سکتا ہے؟ کیا جو ایسے کو مسلمان سمجھے خود مسلمان ہو سکتا ہے؟۔

مُسلمانو! خُدا را انصاف، ایمان نام کا ہے کا تھا؟ (۱) تصدیق الہی (۲) کا، تصدیق کا صریح مخالف کیا ہے، تَلْذِیْب (۳)، تَلْذِیْب کے کیا معنی ہیں؟ کسی کی طرف کِذْب منسوب کرنا (۴)۔ جب صراحتہً خدا کو کاذب کہہ کر بھی ایمان باقی رہے تو خدا جانے ایمان کس جانور کا نام ہے؟ خدا جانے مَجُوس و ہُنُود و نصاریٰ و یہود کیوں کافر ہوئے؟ ان میں تو کوئی صاف اپنے مَعْبُود کو جھوٹا بھی نہیں بتاتا۔ ہاں مَعْبُودِ برحق کی باتوں کو یوں نہیں مانتے کہ انہیں اسکی باتیں ہی نہیں جانتے یا تسلیم نہیں کرتے۔ ایسا تو دنیا کے پردے پر کوئی کافر سا کافر بھی شاید نہ نکلے (۵) کہ خدا کو خدا مانتا، اسکے کلام کو اسکا کلام جانتا اور پھر بے دھڑک کہتا ہو کہ اس نے جھوٹ کہا، اس سے وقوعِ کِذْب کے معنی درست ہو گئے۔

غرض کوئی ذی انصاف (۶) شک نہیں کر سکتا کہ ان تمام بدگو یوں نے منہ بھر کر اللہ و رسول ﷺ کو گالیاں دی ہیں، اب یہی وقت امتحان الہی ہے، واحد قہار جَبَّارٌ عَزَّ جَلَّالُہُ سے ڈرو اور وہ آیتیں کہ اوپر گزریں، پیش نظر رکھ کر عمل کرو۔ آپ تمہارا ایمان (۷) تمہارے دلوں میں تمام بدگو یوں سے نفرت بھر دے گا اور ہرگز

(۱) ایمان کس چیز کا نام تھا (۲) اللہ ﷻ کو سچا ماننے کا (۳) جھوٹا ماننا (۴) کسی کو جھوٹا کہنا (۵) پوری دنیا میں شاید بڑے سے بڑا کافر بھی ایسا نہ ہو کہ جو اپنے خدایا معبود کو جھوٹا کہتا ہو (۶) انصاف کر نیوالا (۷) تمہارا ایمان خود بخود۔



اللہ ورسول اللہ ﷺ کے مقابل تمہیں انکی حمایت نہ کرنے دے گا۔ تم کو ان سے گھن آئے گی (۱) نہ کہ ان کی پیچ کرو (۲)، اللہ ورسول ﷺ کے مقابل انکی گالیوں میں مہمل و بیہودہ تاویل گھڑو (۳)۔

لله انصاف! اگر کوئی شخص تمہارے ماں، باپ، استاد، پیر کو گالیاں دے اور نہ صرف زبانی بلکہ لکھ لکھ کر چھاپے، شائع کرے۔ کیا تم اس کا ساتھ دو گے یا اس کی بات بنانے کو تاویل میں گھڑو گے یا اس کے بکنے سے بے پروا ہی کر کے اس سے بدستور (۴) صاف رہو گے؟ نہیں نہیں! اگر تم میں انسانی غیرت، انسانی حمیت، ماں باپ کی عزت، حرمت، عظمت، محبت کا نام نشان بھی لگا رہ گیا (۵) ہے تو اس بدگود شامی (۶) کی صورت سے نفرت کرو گے، اسکے سائے سے دور بھاگو گے، اس کا نام سن کر غیظ لاؤ گے جو اس کے لئے بناوٹیں گڑھے (۷)، اسکے بھی دشمن ہو جاؤ گے، پھر خدا کے لئے ماں باپ کو ایک پتہ میں رکھو اللہ واحد قہار و محمد رسول اللہ ﷺ کی عزت و عظمت پر ایمان کو دوسرے پتے میں، اگر مسلمان ہو تو ماں باپ کی عزت کو اللہ ورسول ﷺ کی عزت سے کچھ نسبت نہ مانو گے (۸)، ماں باپ کی محبت و حمایت کو اللہ ورسول ﷺ کی محبت

(۱) نفرت محسوس ہوگی۔ برا لگے گا (۲) بات بدلنے کی کوشش کرو (۳) بے معنی بے کار اور گندی بہانہ بازی کرو۔ یوں کہ نہیں نہیں ہمارے حضرت کا یہ مطلب نہیں وہ مطلب نہیں وغیرہ وغیرہ (۴) پہلے کی طرح تعلقات رکھو گے (۵) برائے نام بھی ماں باپ کی محبت دل میں ہو تو (۶) گالی بکنے والے (۷) جھوٹے بہانے بنائے (۸) یعنی یہ تسلیم کرو گے کہ اللہ ورسول ﷺ کی عزت کے سامنے ہمارے ماں باپ کی عزت کی کوئی حیثیت نہیں۔

و خدمت کے آگے ناچیز جانو گے۔ تو واجب واجب واجب، لاکھ لاکھ واجب سے بڑھ کر واجب کہ ان بدگو سے وہ نفرت و دوری و غیظ و جدائی ہو کہ ماں باپ کے دشنام دہندہ (۱) کے ساتھ اس کا ہزارواں حصہ نہ ہو۔ یہ ہیں وہ لوگ جن کیلئے ان سات نعمتوں کی بشارت ہے۔ مسلمانو! تمہارا یہ ذلیل (۲) خیر خواہ (۳) اُمید کرتا ہے۔ کہ اللہ واحد قہار کی آیات اور اس بیانِ شافی واضح البینات (۴) کے بعد اس بارے میں آپ سے زیادہ عرض کی حاجت نہ ہو تمہارے ایمان خود ہی ان بدگویوں سے وہی پاک مبارک الفاظ بول اٹھیں گے جو تمہارے رب ﷻ نے قرآن عظیم میں تمہارے سکھانے کو قوم ابراہیم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم سے نقل فرمائے۔

### تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ  
 قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَّاءُ وَآسِنُكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ  
 كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى  
 تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدَهُ

(۱) گالی بکنے والے (۲) یہاں اعلیٰ حضرت عاشق ماہ رسالت ﷺ و ﷺ ماجزی فرماتے ہوئے اپنے آپ کو ذلیل کہتے ہیں حالانکہ اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کو وہ عزت دی کہ آپ ﷺ کو کروڑوں سنیوں کا امام، چودھویں صدی کا مجدد اور عرب و عجم کے علماء حق کا پیشوا بنا دیا وہ کیا خوب خیر خواہی فرمائی ہے کروڑوں سنیوں کا ایمان بچایا اور انہیں انگریزوں کے ایجنٹوں کے دام میں آنے سے خبردار کیا جزا اللہ عننا حسن الجزاء، (۳) بھلائی چاہنے والا (۴) واضح دلیلوں والے شفا بخش بیان کے بعد۔

ترجمہ: بے شک تمہارے لئے ابراہیم اور اس کے ساتھ والے مسلمانوں میں اچھی رئیس (۱) ہے جب وہ اپنی قوم سے بولے بے شک ہم تم سے بیزار ہیں اور ان سب سے جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو۔ ہم تمہارے منکر ہوئے (۲) اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت ہمیشہ کو ظاہر ہوگئی جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ۔ (پارہ ۲۸، الممتحنہ، ۴)

اور فرماتا ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ  
وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَنَسِيَ اللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝  
ترجمہ: بے شک ضروران میں تمہارے لیے عمدہ رئیس تھی۔ اس کیلئے جو  
اللہ اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہو اور جو منہ پھیرے تو بے شک اللہ ہی بے پرواہ  
(۳) سراہا گیا ہے (۴)۔ (پارہ ۲۸، الممتحنہ، ۶)

یعنی وہ جو تم سے یہ فرما رہا ہے کہ جس طرح میرے خلیل اور ان کے ساتھ  
والوں نے کیا کہ میرے لئے اپنی قوم کے صاف دشمن ہو گئے اور تنکا توڑ کر (۵) ان سے  
جدائی کر لی اور کہہ دیا کہ ہم سے تمہارا کچھ علاقہ نہیں (۶)، ہم تم سے قطعی بیزار ہیں، تمہیں  
ایسا ہی کرنا چاہیے یہ تمہارے بھلے کو تم سے فرما رہا ہے، مانو تو تمہاری خیر ہے نہ مانو تو اللہ کو  
تمہاری کچھ پرواہ نہیں جہاں وہ میرے دشمن ہوئے اُنکے ساتھ تم بھی سہی، میں تمام

(۱) نمونہ (i) ہم نے تمہارا انکار کیا (۳) کسی کا محتاج نہیں۔ بے نیاز (۴) تعریف کیا گیا ہے  
(۵) مکمل طور پر تعلق قطع کر لینا۔ (یہ جملہ محاورہ بولا جاتا ہے) (۶) کوئی تعلق نہیں۔

جہان سے غنی (۱) ہوں اور تمام خوبیوں سے موصوف، جل و علا و تبارک و تعالیٰ۔ یہ قرآن حکیم کے احکام تھے اللہ ﷻ جس سے بھلائی چاہے گا ان پر عمل کی توفیق دے گا مگر یہاں دو فرقے ہیں جن کو ان احکام میں عذر (۲) پیش آتے ہیں اول بے علم نادان، ان کے عذر دو قسم کے ہیں۔

عذر اول ”فلاں (۳) تو ہمارا اُستاد یا بزرگ یا دوست ہے اسے کافر کیوں کر مانیں“ (۴)، اس کا جواب تو قرآن عظیم کی متعدد آیات سے سن چکے کہ رب ﷻ نے بار بار بتا کر صراحتاً (۵) فرمادیا کہ غضبِ الہی سے بچنا چاہتے ہو تو اس باب میں (۶) اپنے باپ کی بھی رعایت نہ کرو۔

عذر دوم ”صاحب یہ بدگو لوگ بھی تو مولوی ہیں، بھلا مولویوں کو کیوں کر کافر سمجھیں یا برا جانیں؟“ اس کا جواب

### تَمَّارًا رَبِّ عَزَّوَجَلَّ فَرَمَاتَاهُ:

أَفْرَاءُ يُتَّ مِّنْ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ وَ أَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَى عِلْمٍ وَ خَتَمَ  
عَلَى سَمْعِهِ وَ قَلْبِهِ وَ جَعَلَ عَلَى بَصَرِهِ غِشْوَةً ط فَمَنْ يَهْدِيهِ  
مِنْ بَعْدِ اللَّهِ ط أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝

ترجمہ: بھلا دیکھو تو جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا اور اللہ نے علم ہوتے

(۱) تمام جہانوں سے بے نیاز ہوں کسی کا محتاج نہیں (۲) رکاوٹیں (۳) گستاخ (۴) اسے کافر کیسے مانیں (۵) صاف صاف، کھلم کھلا (۶) اس بارے میں۔

ساتے (۱) سے گمراہ کیا اور اس کے کان اور دل پر مہر لگادی اور اس کی آنکھوں پر پٹی چڑھادی تو کون اسے راہ پر لائے اللہ کے بعد تو کیا تم دھیان نہیں کرتے۔ (جاثیہ/۲۳)

اور فرماتا ہے:

مَثَلُ الَّذِينَ حُمِلُوا التَّوْرَةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ  
يَحْمِلُ أَسْفَارًا ط بَشَرَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ  
ط وَاللَّهُ وَلَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝

ترجمہ: ”وہ جن پر توریت کا بوجھ رکھا گیا پھر انہوں نے اسے نہ اٹھایا ان کا حال اس گدھے کا سا ہے جس پر کتابیں لدی ہوں، کیا بڑی مثال ہے ان کی جنہوں نے خدا کی آیتیں جھٹلائیں اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔“ (جمہ/۵)

اور فرماتا ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاتَّبَعَهُ  
الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَوِينَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَكِنَّهُ  
أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ ج فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ج  
إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ط ذَلِكَ مَثَلُ  
الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ج فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ  
يَتَفَكَّرُونَ ۝ سَاءَ مَثَلًا الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَأَنْفُسَهُمْ  
كَانُوا يَظْلِمُونَ ۝ سَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ قَوْمًا فَهُوَ الْمُهْتَدِي ج وَمَنْ يُضِلِلْ

(۱) علم ہونے کے باوجود۔

فَاُولَٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ۝

ترجمہ:- ”انہیں پڑھ کر سنا اس کی خبر جسے ہم نے اپنی آیتوں کا علم دیا تھا وہ ان سے صاف نکل گیا تو شیطان اس کے پیچھے لگا کہ گمراہ ہو گیا اور ہم چاہتے تو اس علم کے باعث اسے گرے سے اٹھا لیتے (۱) مگر وہ تو زمین پکڑ گیا (۲) اور اپنی خواہش کا پیرو ہو گیا تو اس کا حال کتے کی طرح ہے تو اس پر بوجھ لادے تو زبان نکال کر ہانپے اور چھوڑ دے تو ہانپے یہ انکا حال ہے جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں۔ تو ہمارا یہ ارشاد بیان کرو شاید یہ لوگ سوچیں۔ کیا برا حال ہے ان کا جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ اپنی ہی جانوں پر ستم ڈھاتے (۳) تھے۔ جسے خدا ہدایت کرے وہی راہ پر ہے اور جسے گمراہ کرے تو وہی سراسر نقصان میں ہیں۔ (اعراف/ ۱۷۵ تا ۱۷۷)

یعنی ہدایت کچھ علم پر نہیں، خدا کے اختیار میں ہے۔ یہ آیتیں ہیں اور حدیثیں جو گمراہ عالموں کی مذمت میں ہیں انکا شمار ہی نہیں یہاں تک کہ ایک حدیث میں ہے۔  
دوزخ کے فرشتے بت پرستوں سے پہلے انہیں پکڑیں گے، یہ کہیں گے کیا ہمیں بت پوجنے والوں سے بھی پہلے لیتے ہو؟ جواب ملے گا لَيْسَ مَنْ يَعْلَمُ كَمَنْ لَا يَعْلَمُ (۴)۔“

بھائیو! عالم کی عزت تو اس بنا پر تھی کہ وہ نبی ﷺ کا وارث ہے، نبی ﷺ کا وارث وہ جو ہدایت پر ہو اور جب گمراہی پر ہے تو نبی ﷺ کا وارث ہو یا شیطان کا؟ اس

(۱) سنبھال لیتے (۲) اپنی بات پراڑ گیا (۳) ظلم کرتے (۴) جاننے والے اور انجان برابر نہیں۔



وقت اُس کی تعظیم نبی ﷺ کی تعظیم ہوتی۔ اب اس کی تعظیم شیطان کی تعظیم ہوگی۔ یہ اس صورت میں ہے کہ عالم، کفر سے نیچے (۱) کسی گمراہی میں ہو جیسے بد مذہبوں کے علماء پھر اس کو کیا پوچھنا جو خود کفر شدید میں ہو (۲) اُسے عالم دین جاننا ہی کفر ہے نہ کہ عالم دین جان کر اُس کی تعظیم۔

بھائیو! علم اس وقت نفع دیتا ہے کہ دین کے ساتھ ہو ورنہ پنڈت یا پادری کیا اپنے یہاں کے عالم نہیں۔ ابلیس کتنا بڑا عالم تھا پھر کیا کوئی مسلمان اُس کی تعظیم کرے گا؟ اُسے تو مُعَلِّمُ الْمَلَكُوتِ کہتے ہیں یعنی فرشتوں کو علم سکھاتا تھا۔ جب سے اس نے محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم سے منہ موڑا۔ حضور ﷺ کا نور کہ پیشانی آدم علیہ السلام میں رکھا گیا، (۳) اسے سجدہ نہ کیا، اُس وقت سے لعنتِ ابدی (۴) کا طوق اُس کے گلے میں پڑا،

(۱) یعنی کم (۲) یعنی جو خود پکا کافر ہوا سکے بارے میں تعظیم کا خیال کیسا (۳) یعنی آدم علیہ السلام کی مبارک پیشانی میں حضور ﷺ کے مبارک نور کو رکھا گیا تھا۔ یہ حدیث طبرانی نے معجم کبیر اور ابو نعیم نے حلیہ میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی نیز تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی ج ۲۵۵ زیر قولہ تعالیٰ تِلْكَ الرُّسُلُ.. إِنَّ الْمَلَائِكَةَ أَسْرُوا بِالسُّجُودِ لِأَدَمَ لِأَجْلِ أَنْ نُورَ مُحَمَّدٍ رَسُوْلَ اللهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جِهَةِ أَدَمَ۔ تفسیر نیشاپوری ج ۳ ص ۷، سجود الملائكة لأدم إنما كان لأجل نور محمد صلى الله عليه وسلم الذي في جبهته دون عباراتوں کا حاصل یہ ہے کہ فرشتوں کا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کرنا اس لئے تھا کہ ان کی پیشانی میں نور محمد ﷺ تھا (۴) ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اللہ کی رحمت سے دوری یعنی کبھی بھی اس پر رحمت رب نہ ہوگی۔

دیکھو جب سے اُس کے شاگردانِ رشید (۱) اُس کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہیں، ہمیشہ اُس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ہر رمضان میں مہینہ بھرا سے زنجیروں میں جکڑتے ہیں، قیامت کے دن کھینچ کر جہنم میں دھکیلیں گے۔ یہاں سے علم کا جواب بھی واضح ہو گیا اور استاذی کا بھی۔

بھائیو! کروڑ افسوس ہے اس اِذَّعَاےِ مسلمانی (۲) پر کہ اللہ واحد قہار اور محمد رسول اللہ سید الابرار ﷺ سے زیادہ استاد کی وقعت ہو، اللہ ورسول ﷺ سے بڑھ کر بھائی یا دوست، یا دنیا میں کسی کی محبت ہو۔

اے رب! ہمیں سچا ایمان دے صدقہ اپنے حبیب ﷺ کی سچی رحمت کا، آمین۔

### فرقہ ڈوم

معاندین (۳) و دشمنانِ دین کہ خود انکارِ ضروریاتِ دین (۴) رکھتے ہیں (۵) اور صریح کفر کر کے اپنے اوپر سے نام کفر کو مٹانے کو اسلام و قرآن و خدا ﷻ اور رسول ﷺ و ایمان کے ساتھ تمسخر (۶) کرتے ہیں اور براہِ اغواء و تلبیس (۷) و شیوہِ ابلیس (۸) وہ

(۱) ملائکہ۔ (ہونہار شاگرد) (۲) مسلمان ہونے کا دعویٰ (۳) دشمن، (۴) وہ باتیں جن پر ایمان لانا مسلمان ہونے کیلئے ضروری ہے اگر کوئی انکار کرے تو کافر ہو جائے مثلاً اللہ ﷻ، کو ایک ماننا ہر عیب سے پاک ماننا، تمام انبیاء کرامِ علیم السلام کو نبی ماننا آقا ﷺ کو آخری نبی ماننا، یہ عقیدہ کہ اللہ ﷻ نے حضور ﷺ کو بعض علم غیب عطا فرمایا (۵) خود تو ان عقائد سے انکار کرتے ہیں (۶) مذاق۔ (۷) گمراہ کرنے اور شیطانی چالیں چلنے کیلئے (۸) ابلیس کے طریقے پر چلتے ہوئے۔

باتیں بناتے ہیں کہ کسی طرح ضروریاتِ دین ماننے کی قید اٹھ جائے (۱) اسلام فقط طوطے کی طرح زبان سے کلمہ رٹ لینے کا نام رہ جائے، بس کلمہ کا نام لیتا ہو پھر چاہے خدا ﷻ کو جھوٹا کذاب کہے، چاہے رسول ﷺ کو سڑی سڑی گالیاں دے، اسلام کسی طرح نہ جائے ”بَل لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ.....“  
ترجمہ کنز الایمان: بلکہ اللہ نے ان پر لعنت فرمادی انکے کفر کے سبب تو ان میں تھوڑے ایمان لاتے ہیں۔ (بقرہ/۸۸)۔

یہ مسلمانوں کے دشمن، اسلام کے عدو، عوام کو چھلنے (۲) اور خدائے واحد قہار کا دین بدلنے کے لئے چند شیطانی مکر پیش کرتے ہیں۔

## مکر اول

اسلام نام کلمہ گوئی کا ہے۔ حدیث میں فرمایا: مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ، ترجمہ:- ”جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا جنت میں جائے گا۔“ پھر کسی قول یا فعل کی وجہ سے کافر کیسے ہو سکتا ہے؟۔ مسلمانو! ذرا ہوشیار خبردار، اس مکر ملعون کا حاصل یہ ہے (۳) کہ زبان سے لا الہ الا اللہ کہہ لینا گویا خدا کا بیٹا بن جانا ہے، آدمی کا بیٹا اگر اُسے گالیاں دے، جوتیاں مارے، کچھ کرے اس کے بیٹے ہونے سے نہیں نکل

(۱) ضروریاتِ دین کو ماننا ضروری نہ رہے۔ یعنی اپنی مرضی سے جس شرعی بات پر چاہا عمل کر لیا اور جسے چاہا چھوڑ دیا۔ جس نبی علیہ السلام کی چاہی تو ہین کر ڈالی (۲) عوام کو دھوکا دینے کیلئے۔  
(۳) اس چال بازی اور دھوکا دہی کا مطلب یہ ہے۔

سکتا (۱)، یونہی جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا اب وہ چاہے خدا عزوجل کو جھوٹا کذاب کہے،  
چاہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سڑی سڑی گالیاں دے، اُس کا اسلام نہیں بدل سکتا۔ معاذ اللہ

اس مکر کا جواب

اسی آیت کریمہ اَلَمْ أَحْسِبِ النَّاسُ فِيْكُمْ كُفْرًا، کیا لوگ اس گھمنڈ میں  
ہیں کہ نرے اِدْعَاءِے اسلام پر چھوڑ دیئے جائیں گے اور امتحان نہ ہوگا؟ اسلام اگر فقط  
کلمہ گوئی کا نام تھا تو وہ بے شک حاصل تھی پھر لوگوں کا گھمنڈ کیوں غلط تھا جسے قرآنِ عظیم  
رد فرما رہا ہے، نیز:

**تُمْهَارًا رَبِّ عَزَّوَجَلَّ فَرَمَاتَاهِ:**

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اَسْنَا ط قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا  
وَلَمَّا يَدْ خُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ -

ترجمہ:- یہ گنوار (۲) کہتے ہیں ہم ایمان لائے۔ تم فرما دو ایمان تو تم نہ لائے ہاں یوں کہو  
کہ ہم مطہج الاسلام (۳) ہوئے اور ایمان ابھی تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا۔  
(حجرات، ۱۴)

اور فرماتا ہے:

” اِذَا جَاءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ م  
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهُ ط وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ

(۱) یعنی خواہ کچھ بھی کرے، رہے گا اسکا بیٹا ہی (۲) جاہل، دیہاتی۔

(۳) اسلامی حکومت کے (محلوم) تابع ہو گئے۔

لَكَذِبُونَ ۝

ترجمہ: منافقین جب تمہارے حضور ہوتے ہیں، کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک حضور یقیناً خدا کے رسول ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ بے شک تم ضرور اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک یہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔ (منافقون/۱)

دیکھو کیسی لمبی چوڑی کلمہ گوئی، کیسی کیسی تاکیدوں سے مؤکد، کیسی کیسی قسموں سے مؤید ہرگز موجب اسلام نہ ہوئی (۱) اور اللہ واحد قہار نے ان کے جھوٹے کذاب ہونے کی گواہی دی تو مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ كَمَا يَمْلِكُ

گڑھنا (۲) صراحۃً قرآن عظیم کا رد کرنا ہے۔ ہاں جو کلمہ پڑھتا، اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو اُسے مسلمان جانیں گے جب تک اس سے کوئی کلمہ، کوئی حرکت، کوئی فعل منافی اسلام (۳) صادر نہ ہو، بعد صِدْوَرِ مَنْفَى (۴) ہرگز کلمہ گوئی کام نہ دے گی۔

### تَمَّارًا رَبِّ عَزَّوَجَلَّ فَرَمَاتَاهُ :

”يُحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا ط وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا

بَعْدَ اسْتِئْذَانِهِمْ“

(۱) ان قسموں سے انکا ایمان ثابت نہ ہوا (۲) یہ مطلب اپنی طرف سے بیان کرنا (کہ کلمہ پڑھ لو پھر چاہے کچھ بھی کر دوسلمان ہی رہو گے) (۳) اسلام کے خلاف (۴) یعنی ایمان کے خلاف کچھ کہنے یا کرنے کے بعد صرف کلمہ پڑھنا فائدہ نہ دے گا بلکہ اس ایمان کے مخالف عقیدے سے توبہ بھی کرنی ہوگی۔ اگر اس عقیدے سے توبہ نہ کرے اور زبان سے کلمہ کی رٹ لگائے جائے پھر بھی کافر ہی رہے گا۔ مثلاً کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ معاذ اللہ خدا ظالم ہے اور اسکے ساتھ کلمہ بھی پڑھتا جائے تو کافر ہی رہے گا۔

ترجمہ: ”خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نبی کی شان میں گستاخی نہ کی اور البتہ، بے شک وہ یہ کفر کا بول، بولے اور مسلمان ہو کر کافر ہو گئے۔“ (توبہ/۷۴)

ابن جریر و طبرانی و ابوالشیخ و ابن مردویہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ایک پیڑ کے سایہ میں تشریف فرما تھے ارشاد فرمایا عنقریب ایک شخص آئے گا تمہیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا وہ آئے تو اس سے بات نہ کرنا۔ کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک کرنجی (۱) آنکھوں والا سامنے سے گزرا، رسول اللہ ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا ”تو اور تیرے رفیق کس بات پر میری شان میں گستاخی کے لفظ بولتے ہیں؟“ وہ گیا اور اپنے رفیقوں کو بلا لایا۔ سب نے آ کر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور کی شان میں بے ادبی کا نہ کہا، اسپر اللہ ﷺ نے یہ آیت اتاری کہ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے گستاخی نہ کی اور بے شک ضرور، یہ گفر کا کلمہ بولے اور تیری شان میں بے ادبی کر کے اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔ دیکھو اللہ گواہی دیتا ہے کہ نبی کی شان میں بے ادبی کا لفظ، کلمہ گفر ہے اور اس کا کہنے والا اگر چہ لاکھ مسلمانوں کا مدعی (۲) کر وڑ بار کا کلمہ گو ہو، کافر ہو جاتا ہے اور فرماتا ہے۔

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ط قُلْ أَبِاللَّهِ  
وَأَيْتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ  
بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ط

(۱) نیلی آنکھوں والا (۲) مسلمان ہونے کا دعویٰ دار۔



ترجمہ ”اور اگر تم ان سے پوچھو تو بے شک ضرور کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے (۱)، تم فرما دو کیا اللہ اور اسکی آیتوں اور اسکے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے؟ بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد“ (توبہ/ ۶۵-۶۶)

ابن ابی شیبہ و ابن ابی جریر و ابن المنذر و ابن حاتم الشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص (۲)  
سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں۔

أَنَّهُ قَالَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى ”وَلَيْن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِذْ مَا كُنَّا  
نَحْوُضُ وَ نَلْعَبُ“ ط قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُنَافِقِينَ يُحَدِّثُنَا  
مُحَمَّدٌ أَنَّ نَاقَةَ فُلَانٍ بَوَّأِي كَذَا وَ مَا يَذْرِيهِ بِالْغَيْبِ۔

یعنی کسی کی اونٹنی گم ہوگئی، اس کی تلاش تھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اونٹنی  
فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے اس پر ایک منافق بولا ”محمد رسول اللہ ﷺ بتاتے ہیں کہ  
اونٹنی فلاں جگہ ہے، محمد غیب کیا جانیں؟“ اس پر اللہ ﷻ نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ کیا  
اللہ و رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو (۳)، بہانے نہ بناؤ، تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے کہنے  
سے کافر ہو گئے (۴)۔ (دیکھو تفسیر امام ابن جریر مطبع مصر، جلد دہم، صفحہ ۱۰۵ و تفسیر ڈر  
منثور امام جلال الدین سیوطی جلد سوم، صفحہ ۲۵۴)۔

مسلمانو! دیکھو محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے سے کہ وہ غیب کیا  
جانیں، کلمہ گوئی کام نہ آئی اور اللہ تعالیٰ ﷻ نے صاف فرما دیا کہ بہانے نہ بناؤ، تم  
(۱) ایسے ہی مذاق کر رہے تھے (۲) خاص شاگرد (۳) مذاق اڑاتے ہو (۴) یہاں منکرین علم غیب  
دیوبندی، وہابیوں کے لئے درس عبرت ہے

اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔ یہاں سے وہ حضرات بھی سبق لیں جو رسول اللہ کے علوم غیب سے مطلقاً منکر ہیں (۱)۔ دیکھو یہ قول منافق کا ہے اور اس کے قائل (۲) کو اللہ تعالیٰ و قرآن و رسول سے ٹھٹھا کرنے والا بتایا اور صاف صاف کافر مرتد ٹھہرایا اور کیوں نہ ہو، غیب کی بات جانی شان نبوت ہے جیسا کہ امام جتہ الاسلام محمد غزالی احمد قسطلانی، مولانا علی قاری و علامہ محمد زرقانی وغیرہم اکابر (۳) نے تصریح فرمائی جس کی تفصیل رسائل علم غیب میں بفضلہ تعالیٰ بروجہ اعلیٰ مذکور (۴) ہوئی پھر اس کی سخت شامت (۵)، کمال ضلالت (۶) کا کیا پوچھنا جو غیب کی ایک بات بھی، خدا کے بتائے سے بھی، نبی ﷺ کو معلوم ہونا محال و ناممکن بتاتا ہے (۷) اس کے نزدیک اللہ ﷻ سے سب چیزیں غائب ہیں اور اللہ کو اتنی قدرت نہیں کہ کسی کو ایک غیب کا علم دے سکے، اللہ تعالیٰ ﷻ شیطان کے دھوکوں سے پناہ دے۔ آمین۔

ہاں بے خدا کے بتائے، (۸) کسی کو ذرہ بھر کا علم ماننا، ضرور کفر ہے اور جمیع معلوماتِ الہیہ کو علم مخلوق کا محیط ہونا بھی باطل (۹) اور اکثر علماء کے خلاف ہے

(۱) کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے آقا ﷺ کو بالکل بھی علم غیب نہیں دیا (۲) کہنے والا۔ (۳) اور ان کے علاوہ دیگر بزرگوں نے (۴) بہترین طریقے سے لکھی گئی ہے۔ (۵) بدبختی۔ بد نصیبی (۶) گمراہی (۷) یعنی کہتا ہے کہ اگر خدا بھی بتائے تب بھی نبی علیہ السلام کو معلوم نہیں ہو سکتا (استغفر اللہ کیسا برا عقیدہ ہے) (۸) خدا کے بتائے بغیر (۹) اور یہ عقیدہ درکننا جی غلط ہے کہ کسی مخلوق کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے برابر ہے یعنی اللہ ﷻ نے کسی کو اپنے سارے علوم مکمل طور پر عطا فرما دیے یہ عقیدہ غلط ہے اور اکثر علماء کرام اس عقیدے کو غلط فرماتے ہیں ہاں یہ درست ہے

لیکن روزِ ازل سے روزِ آخر تک کا مکان و ما یكون، اللہ تعالیٰ ﷻ کے معلومات سے وہ نسبت بھی نہیں رکھتا جو (۱) ایک ذرے کے لاکھویں، کروڑویں حصے برابر، تری کو، کروڑہا کروڑ سمندروں سے ہو بلکہ یہ خود علوم محمدیہ (علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ السلام) کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے (۲)۔ ان تمام امور کی تفصیل ”الدولۃ المکیہ“ وغیرہا میں ہے۔

خیر تو یہ جملہ معترضہ تھا (۳) اور ان شاء اللہ العظیم بہت مفید تھا، اب بحث سابق کی طرف عود کیجئے (۴)۔

▶ ہے کہ اللہ ﷻ اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنے لامحدود علم میں سے ”کچھ علم“ عطا فرماتا ہے لیکن یہ ”کچھ علم“ دیگر مخلوق کے علم سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اور ہمارے آقا ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کے پہلے دن سے لیکر اسکے آخری دن تک کا تمام علم عطا فرمایا اور اسکے علاوہ بھی بہت سا علم عطا فرمایا جس کی تفصیل، لینے والا جانے یادینے والا، ہاں اتنا ضرور ہے کہ آقا ﷺ کا یہ علم اللہ تعالیٰ کے لامحدود علم کے سامنے گویا ایسا ہی ہے جیسے کروڑوں سمندروں کے سامنے ایک قطرے کا چھوٹے سے چھوٹا حصہ اور دیگر مخلوقات کا علم آقا ﷺ کے علم کے سامنے ایسا ہے جیسے گویا سمندروں کے سامنے قطرہ۔ (۱) یعنی اس دنیا کے پہلے دن سے لیکر آخری دن تک جو کچھ ہوا یا ہونے والا ہے اس کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے سامنے وہ حیثیت بھی نہیں رکھتا جو قطرے کو کروڑوں سمندروں سے ہے (۲) یعنی اس دنیا کے روز اول سے آخری دن تک جو کچھ ہوا یا ہونے والا ہے اس کا علم خود آقا ﷺ کے علوم کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے (۳) یہ تو ضمنی طور پر ایک بات تھی جو اصل موضوع سے علیحدہ تھی (کہ اصل موضوع تو گستاخوں کی گستاخانہ عبارتیں ہیں)۔ ۴۔ یعنی جو بحث ہم کر چکے ہیں اسی کی طرف دوبارہ توجہ فرمائیں۔

## مکر دوم

اس فرقہ باطلہ کا مکر دوم یہ ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کہ  
 لَا تُكْفَرُ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ“ ترجمہ: ”ہم اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہیں  
 کہتے“، اور حدیث میں ہے جو ہماری نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کو منہ کرے اور  
 ہمارا ذبیحہ کھائے، وہ مسلمان ہے۔ (۱)

مسلمانو! اس مکر خبیث میں ان لوگوں نے نری کلمہ گوئی سے عدول کر کے  
 صرف قبلہ روئی کا نام ایمان رکھ دیا (۲) یعنی جو قبلہ رو ہو کر نماز پڑھے، مسلمان ہے  
 اگرچہ اللہ عزوجل کو جھوٹا کہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے، کسی صورت کسی طرح ایمان  
 نہیں ملتا۔

چوں وضوئے محکم بی بی تمیز (۳)

اولاً اس مکر کا جواب

**تُمَاهِرَا رَبَّ عَزَجَلْ فَرَمَاتَا هِي:**

”لَيْسَ الْبِرُّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ  
 وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ

(۱) الجامع الصغير ص ۵۴ - ج ۷ - دار الفكر بيروت - رقم الحديث ۲۰۸۱۹  
 (۲) ان لوگوں نے صرف کلمہ پڑھنے اور مسلمان کہلانے سے بات بدل کر صرف قبلے کی طرف منہ  
 کرنے کا نام ایمان رکھ دیا (۳) جس طرح کہ ایک جاہل عورت یہ نہیں سمجھتی کہ ریح وغیرہ خارج ہونے  
 سے وضو کیسے نوٹ سکتا ہے۔ اسی طرح یہ گستاخ نہیں سمجھتے کہ کفر یہ کلمے سے ایمان کیسے جاسکتا ہے۔

وَالنَّبِيِّنَ -

ترجمہ: اصل نیکی یہ نہیں کہ اپنا منہ پُرب (مشرق) پچھم (مغرب) کی طرف کرو بلکہ اصل نیکی یہ ہے کہ آدمی ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور قرآن اور تمام انبیاء پر۔ (بقرہ ۱۷۷)

دیکھو! صاف فرمادیا کہ ضروریات دین پر ایمان لانا ہی اصل کار ہے بغیر اس کے نماز میں قبلہ کو منہ کرنا کوئی چیز نہیں، اور فرماتا ہے:

”وَمَا سَنَعُهُمْ أَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَتُهُمْ إِلَّا أَنْهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ  
وَبِرَسُولِهِ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَى وَلَا يُنْفِقُونَ إِلَّا  
وَهُمْ كَرِهُونَ -

ترجمہ: اور وہ جو خرچ کرتے ہیں اس کا قبول ہونا بند نہ ہوا مگر اس لئے کہ انہوں نے اللہ و رسول کے ساتھ کفر کیا اور نماز کو نہیں آتے مگر جی ہارے (۱) اور خرچ نہیں کرتے مگر بڑے دل سے۔ (التوہ/۵۴)

دیکھو! ان کا نماز پڑھنا بیان کیا اور پھر انہیں کافر فرمایا، کیا وہ قبلہ کو نماز نہیں پڑھتے تھے؟ فقط قبلہ کیسا، قبلہ دل و جان، کعبہ، دین و ایمان، سرورِ عالمیان ﷺ کے پیچھے جانب قبلہ نماز پڑھتے تھے، اور فرماتا ہے:

فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي  
الدِّينِ ط وَنُفِّصِلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ - وَإِنْ نَكَثُوا

(۱) نماز پڑھنا تو نہیں چاہتے مگر لوگوں کو دکھانے کیلئے پڑھتے ہیں۔

أَيْمَانَهُمْ مِنْ مَبْعَدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا  
 أَيْمَةَ الْكُفْرِ لَا إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ -

ترجمہ : پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز برپا رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے دینی بھائی  
 ہیں اور ہم پتے کی بات (آیتیں) صاف بیان کرتے ہیں علم والوں کیلئے اور اگر قول و  
 قرار کر کے پھر اپنی قسمیں توڑیں اور تمہارے دین پر طعن کریں تو کفر کے پیشواؤں سے  
 لڑو، بے شک ان کی قسمیں کچھ نہیں شاید باز آئیں۔ (توبہ - ۱۱ - ۱۲)

دیکھو نماز، زکوٰۃ والے اگر دین پر طعن کریں تو انہیں کفر کا پیشوا، کافروں کا  
 سرغنہ (۱) فرمایا۔ کیا خدا اور رسول کی شان میں وہ گستاخیاں دین پر طعن نہیں، اس کا  
 بیان بھی سنئے:

### تَمَّارًا رَبِّ عَزَّوَجَلَّ فَرَمَاتَاهُ:

بِئِنَّ الدِّينَ هَادٍ وَا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ  
 سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاَسْمَعُ غَيْرُ مَسْمُوعٍ وَّرَاعِنَا لِيَا مَبِلسِنَتِهِمْ  
 وَطَعَنَّا فِي الدِّينِ ط وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاَسْمَعُ  
 وَاَنْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ لَا وَلَكِنْ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ  
 بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ اِلَّا قَلِيْلًا -

ترجمہ:- کچھ یہودی بات کو اس کی جگہ سے بدلتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا  
 اور سنئے آپ سنائے نہ جائیں اور راعنا کہتے ہیں زبان پھیر کر اور دین میں طعنہ کرنے

(۱) کافروں کے سردار۔



کو اور اگر وہ کہتے ہم نے سنا اور مانا اور سنئے اور مہلت دیجئے تو انکے لئے بہتر اور بہت ٹھیک ہوتا لیکن ان کے کفر کے سبب اللہ نے ان پر لعنت کی ہے تو ایمان نہیں لاتے مگر کم۔ (النساء ۴۶)

کچھ یہودی جب دربارِ نبوت ﷺ میں حاضر ہوتے اور حضورِ اقدس ﷺ سے کچھ عرض کرنا چاہتے تو یوں کہتے، آپ سنائے نہ جائیں، جس سے ظاہر تو دعا ہوتی یعنی حضور کو کوئی، ناگواریاں نہ سنائے اور دل میں بددعا کا ارادہ کرتے کہ سنائی نہ دے اور جب حضورِ اقدس ﷺ کچھ ارشاد فرماتے اور یہ بات سمجھ لینے کے لئے مہلت چاہتے تو راعنا کہتے جس کا ایک پہلوئے ظاہر (۱) یہ کہ ہماری رعایت فرمائیں (۲) اور مرادِ خفی (۳) رکھتے، یعنی رعونت والا (۴)، اور بعض زبانِ ذبا کر راعینا کہتے یعنی ہمارا چرواہا۔

جب پہلو دار بات (۵) دین میں طعنہ ہوئی، تو صریح و صاف کتنا سخت طعنہ ہوگی بلکہ انصاف کیجئے تو ان باتوں کا صریح بھی ان کلمات کی شاعت (۶) کو نہیں پہنچتا۔ بہرا ہونے کی دعا یا رعونت یا بکریاں چرانے کی نسبت کو ان الفاظ سے کیا نسبت کہ شیطان سے علم میں کمتر یا پاگلوں چوپایوں سے علم میں ہمسر؟ (۷) اور خدا کی نسبت وہ

(۱) ظاہری معنی (۲) یہ بات دوبارہ ارشاد فرمادیں تاکہ ہم بات کو پوری طرح سمجھ لیں (۳) خفیہ ارادہ۔  
(۴) تکبر کرنے والا (۵) وہ بات جس کے کئی معنی بنتے ہوں کچھ واضح ہوں کچھ مخفی (۶) بُرائی (۷) یعنی اُن منافقوں کی گستاخیاں (حضور ﷺ کیلئے بہرا ہونے کی دعا کرنا یا تکبر والا کہنا یا بکریاں چرانے والا کہنا) اگرچہ کفر ہے لیکن یہ الفاظ ان گستاخوں کے گستاخانہ کلمات سے بہت ہلکے ہیں جنہوں نے آقا ﷺ کو علم میں شیطان سے بھی کم بتایا اور آپ ﷺ کو علم میں معاذ اللہ جانوروں کے برابر ٹھہرا دیا۔

کہ جھوٹا ہے، جھوٹ بولتا ہے جو اسے جھوٹا بتائے مسلمان سنی صالح ہے؟ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

ثانیاً اس وہمِ شنیع (۱) کو مذہبِ سیدنا امام ؑ بتانا حضرت امام پر سخت افتراء (۲) و اتہام (۳) جبکہ امام ؑ اپنے عقائدِ کریمہ کی کتابِ مطہر (۴) فقہ اکبر میں فرماتے ہیں: صِفَاتُهُ تَعَالَى فِي الْأَزَلِ غَيْرُ مُحَدَّثَةٍ وَلَا مَخْلُوقَةٍ فَمَنْ قَالَ إِنَّهَا مَخْلُوقَةٌ أَوْ مُحَدَّثَةٌ أَوْ وَقَفَ فِيهَا أَوْ شَكَّ فِيهَا فَهُوَ كَافِرٌ بِاللَّهِ تَعَالَى۔

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ ﷻ کی صفتیں قدیم ہیں (۵) نہ تو پیدا ہیں نہ کسی کی بنائی ہوئی تو جو انہیں مخلوق (۶) یا حادث (۷) کہے یا اس باب میں تَوَقَّفَ (۸) کرے یا شک لائے وہ کافر ہے اور خدا کا منکر۔ نیز امام بہمام ؑ کتاب الوصیۃ میں فرماتے ہیں: مَنْ قَالَ بَانَ كَلَامَ اللَّهِ تَعَالَى مَخْلُوقٌ فَهُوَ كَافِرٌ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ۔  
ترجمہ: ”جو شخص کلام اللہ کو مخلوق کہے اس نے عظمت والے خدا کے ساتھ کفر کیا۔“

شرح فقہ اکبر میں ہے: قَالَ فَخَرُّ الْإِسْلَامِ قَدْ صَحَّ عَنْ أَبِي يُوسُفَ أَنَّهُ قَالَ نَظَرْتُ أَبَا حَنِيفَةَ فِي مَسْئَلَةِ خَلْقِ الْقُرْآنِ فَاتَّفَقَ

(۱) انتہائی برے خیال (۲) جھوٹ (۳) تہمت، جھوٹا الزام (۴) پاک کتاب۔ (۵) ہمیشہ سے ہیں (۶) جسے کسی نے بنایا ہو (۷) جو ہمیشہ سے نہ ہو بلکہ بعد میں بنایا جائے، مخلوق۔ (۸) سوچ بچار (نہ انکار نہ اقرار) سچا ہونا اللہ عزوجل کی صفت ہے تو جو اسکا انکار کرے یعنی اسے جھوٹا مانے وہ کافر ہے۔

رَأْيِي وَرَأْيُهُ عَلَيَّ أَنَّ مَنْ قَالَ بِخَلْقِ الْقُرْآنِ فَهُوَ كَافِرٌ وَصَحَّ هَذَا الْقَوْلُ أَيْضًا عَنْ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى -

ترجمہ: امام فخر الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مسئلہ خلق قرآن میں مناظرہ کیا (۱)، میری اور ان کی رائے اس پر متفق ہوئی کہ جو قرآن مجید کو مخلوق کہے وہ کافر ہے اور یہ قول امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی بصحت ثبوت کو پہنچا۔ (۲)

یعنی ہمارے ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم (۳) کا اجماع (۴) و اتفاق ہے کہ قرآن عظیم کو مخلوق کہنے والا کافر ہے۔ کیا معجزی و کرامیہ و روافض (۵) کہ قرآن کو مخلوق کہتے ہیں اس قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھتے، نفس مسئلہ کا جزئیہ لیجئے (۶) امام مذہب خشعی سیدنا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ”کتاب الخراج“ میں فرماتے ہیں:

أَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ سَبَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْه  
وَسَلَّمَ أَوْ كَذَّبَهُ أَوْ عَابَهُ أَوْ تَنَقَّضَهُ فَقَدْ كَفَرَ بِاللَّهِ تَعَالَى بَأَنْتَ

(۱) آپس میں دلائل کے ساتھ بات چیت کی کہ قرآن پاک مخلوق ہے یا نہیں (۲) اور یہی بات امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ثابت ہے یعنی آپ نے بھی فرمایا (۳) امام اعظم و امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہم (۴) متفقہ فیصلہ ہے (۵) یہ تینوں گمراہ فرقے ہیں جو قرآن کو مخلوق مانتے ہیں (۶) جس مسئلے میں ہم بحث کر رہے ہیں (یعنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کی گستاخی کرنے والا چاہے قبلہ کی طرف نماز پڑھے، کافر ہے) اس مسئلے کا اصول دیکھئے۔

بِسْمَةِ امْرَأَتِهِ -

ترجمہ: ”جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کو دشنام (۱) دے یا حضور ﷺ کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور ﷺ کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور ﷺ کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا اور اس کی جو رو (۲) اس کے نکاح سے نکل گئی۔“

دیکھو کیسی صاف تصریح ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی تنقیص شان (۳) کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے، اسکی جو رو نکاح سے نکل جاتی ہے۔ کیا مسلمان اہل قبلہ نہیں ہوتا یا اہل کعبہ نہیں ہوتا مگر محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کے ساتھ قبلہ قبول نہ کلمہ مقبول، والعیاذ باللہ رب العالمین۔

ثالثاً (۴) اصل بات یہ ہے کہ اصطلاح ائمہ (۵) میں اہل قبلہ وہ ہے کہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو، ان میں سے ایک بات کا بھی منکر ہو تو قطعاً جماعاً کافر مرتد ہے ایسا کہ جو اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ شفاء شریف و بڑا زیہ و دُرُر و غُرُر و فتاویٰ خیر یہ وغیرہا میں ہے:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ أَنَّ شَاتِمَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ  
كَافِرٌ وَمَنْ شَكَ فِي عَذَابِهِ وَكُفِرَ كُفْرًا -

ترجمہ: ”تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس ﷺ کی شان پاک

(۱) گالی۔ عیب لگانا (۲) بیوی (۳) شان میں کمی کرنے (۴) تیسری بات (۵) ائمہ علیہم الرحمۃ کی مخصوص، فنی بول چال۔

میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے مُعَذَّب (۱) یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ ”مَجْمَعُ الْأَنْبِیَاءِ وَذُرِّمُخْتَارِ مِیْنِ هِیَ وَاللَّفْظُ لَهُ۔ الْكَافِرُ بِسَبِّ نَبِيِّ مِّنَ الْأَنْبِیَاءِ لَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهُ مُطْلَقًا مِّنْ شَكِّ فِي عَذَابِهِ وَكَفْرِهِ كَفَرًا۔“  
ترجمہ: ”جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہو اس کی توبہ کسی طرح قبول نہیں اور جو اسکے عذاب یا کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔“

الحمد لله رب العالمین! یہ نفس مسئلہ (۲) کا وہ گراں بہا جزئیہ (۳) ہے جس میں ان بدگوئیوں کے کفر پر اجماع تمام امت کی تصریح ہے (۴) اور یہ بھی کہ جو انہیں کافر نہ جانے خود کافر ہے۔

شرح فقہ اکبر میں ہے: فِي الْمَوَاقِفِ لَا يُكْفَرُ أَهْلُ الْقِبْلَةِ إِلَّا فِيمَا فِيهِ  
إِنْكَارٌ مَا عَلِمَ مَجِيئُهُ بِالضَّرُورَةِ أَوْ الْمُجْمَعِ عَلَيْهِ كَاسْتِحْلَالِ  
الْمُحْرَمَاتِ اهـ وَلَا يَخْفَى أَنَّ الْمُرَادَ بِقَوْلِ عُلَمَائِنَا لَا يَجُوزُ تَكْفِيرُ أَهْلِ  
الْقِبْلَةِ بِذَنْبٍ لَيْسَ مُجَرَّدَ التَّوَجُّهِ إِلَى الْقِبْلَةِ فَإِنَّ الْعُلَاةَ بَيْنَ الرَّوَافِضِ  
الَّذِينَ يَدَّعُونَ أَنَّ جَبْرِئِلَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ غَلَطَ فِي الْوَحْيِ  
فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَرْسَلَهُ إِلَى عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَبَعْضُهُمْ  
قَالُوا إِنَّهُ إِلَهٌ وَإِنْ صَلُّوا إِلَى الْقِبْلَةِ لَيْسُوا بِمُؤْمِنِينَ وَهَذَا هُوَ الْمُرَادُ

(۱) عذاب کے مستحق ہونے میں (۲) زیر نظر سوال (۳) قیمتی اصول۔ قیمتی عبارت (۴) وضاحت سے لکھا ہے کہ گستاخ رسول کا کافر ہونا تمام امت کا متفقہ فیصلہ ہے۔

بِقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا  
وَأَكَلَ ذَبِيحَتَنَا فَذَلِكَ مُسْلِمٌ أَوْ مُخْتَصِرٌ۔

ترجمہ: ”یعنی مواقف میں ہے کہ اہل قبلہ (۱) کو کافر نہ کہا جاوے گا مگر جب  
ضروریاتِ دین یا اجماعی باتوں (۲) سے کسی بات کا انکار کریں جیسے حرام کو حلال جاننا  
اور مخفی نہیں کہ ہمارے علماء جو فرماتے ہیں کہ کسی گناہ کے باعث اہل قبلہ کی تکفیر، روا نہیں  
(۳) اس سے نرا قبلہ کو منہ کرنا مراد نہیں کہ عالی رافضی (۴) جو بکتے ہیں (۵) کہ جبریل  
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی میں دھوکا ہوا۔ اللہ تعالیٰ ﷻ نے انہیں مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی  
طرف بھیجا تھا اور بعض تو مولیٰ علی کو خدا کہتے ہیں۔ یہ لوگ اگرچہ قبلہ کی طرف نماز پڑھیں  
مسلمان نہیں اور اس حدیث کی بھی یہی مراد ہے جس میں فرمایا کہ جو ہماری سی نماز  
پڑھے اور ہمارے قبلہ کو منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے۔ یعنی جب کہ تمام  
ضروریاتِ دین پر ایمان رکھتا ہو اور کوئی بات منافی ایمان نہ کرے..... اسی میں ہے:

إِعْلَمَنَّ أَنَّ الْمُرَادَ بِأَهْلِ الْقِبْلَةِ الَّذِينَ اتَّفَقُوا عَلَى مَا هُوَ مِنْ  
ضُرُورِيَاتِ الدِّينِ كَحُدُوثِ الْعَالَمِ وَحَشْرِ الْأَجْسَادِ وَعِلْمِ اللَّهِ  
تَعَالَى بِالْكُلِّيَّاتِ وَالْجُزْئِيَّاتِ وَمَا أَشْبَهَ ذَلِكَ مِنَ الْمَسَائِلِ

(۱) قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے والے (۲) وہ باتیں جنہیں ساری امت تسلیم کرتی ہے۔  
(۳) کسی گناہ کی وجہ سے اہل قبلہ کو کافر کہنا درست نہیں (۴) رافضیوں کا ایک فرقہ جو اپنی بد مذہبی  
میں حد سے بڑھا ہوا ہے اور کفریات بکتا ہے (۵) جو اس کرتے ہیں۔



الْمُهْمَاتِ فَمَنْ وَاطَبَ طَوْلَ عُمْرِهِ عَلَى الطَّاعَاتِ وَالْعِبَادَاتِ مَعَ  
 اِعْتِقَادِ قَدَمِ الْعَالَمِ اَوْتَفِي الْحَشْرِ اَوْتَفِي عِلْمِهِ سُبْحَنَهُ بِالْجُزْئِيَّاتِ  
 لَا يَكُونُ مِنْ اَهْلِ الْقِبْلَةِ وَاِنَّ الْمِرَادَ بَعْدَ تَكْفِيرِ اَحَدٍ مِنْ اَهْلِ الْقِبْلَةِ  
 عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ اَنَّهُ لَا يُكْفَرُ مَا لَمْ يُوجَدْ شَيْءٌ مِنْ اِمَارَاتِ الْكُفْرِ وَ  
 عَلَامَاتِهِ وَلَمْ يَصُدَّ رُعْنُهُ شَيْءٌ مِنْ مُوْجِبَاتِهِ -

ترجمہ ”یعنی جان لو کہ اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو تمام ضروریات دین میں موافق  
 ہیں (۱) جیسے عالم کا حادث ہونا (۲)، اجسام کا حشر ہونا (۳)، اللہ تعالیٰ ﷻ کا علم تمام  
 کلیات و جزئیات کو محیط ہونا (۴) اور جوئم (۵) مسئلے ان کی مانند ہیں، تو جو تمام عمر  
 طاعتوں اور عبادتوں میں رہے اسکے ساتھ یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ عالم قدیم (۶) ہے یا حشر  
 نہ ہو گا یا اللہ تعالیٰ ﷻ جزئیات کو نہیں جانتا وہ اہل قبلہ سے نہیں اور اہل سنت کے نزدیک  
 اہل قبلہ میں کسی کو کافر نہ کہنے سے یہ مراد ہے کہ اسے کافر نہ کہیں گے جب تک اس میں  
 کفر کی کوئی علامت و نشانی نہ پائی جائے اور کوئی بات موجب کفر اس سے صادر نہ ہو۔“

(۱) تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہیں (۲) یہ ایمان رکھنا کہ دنیا ہمیشہ سے نہیں ہے بلکہ اسے  
 اللہ تعالیٰ نے بعد میں پیدا فرمایا (۳) قیامت میں جسم دوبارہ زندہ ہونا (۴) یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ ﷻ  
 کو ہر بڑی اور چھوٹی بات کا تفصیلاً علم ہے (۵) اہم (۶) معاذ اللہ یہ عقیدہ رکھنا کہ دنیا ہمیشہ سے ہے  
 جس طرح اللہ ﷻ ہمیشہ سے ہے۔ جبکہ ایسا نہیں یعنی دنیا ہمیشہ سے نہیں ہے بلکہ اللہ ﷻ نے اسے بعد  
 میں بنایا ہے۔

امام اجل سیدی العزیز بن محمد بخاری حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحقیق شرح اصول حسامی میں فرماتے ہیں:-

إِنْ غَلَا فِيهِ (أَيُّ فِي هَوَاهُ) حَتَّى وَجَبَ إِكْفَارُهُ بِهِ لَا يُعْتَبَرُ خِلَافُهُ وَوِفَاقُهُ أَيْضًا لِعَدَمِ دُخُولِهِ فِي مُسَمَّى الْأُمَّةِ الْمَشْهُودُ لَهَا بِالْعِصْمَةِ وَإِنْ صَلَّى إِلَى الْقِبْلَةِ وَاعْتَقَدَ نَفْسَهُ مُسْلِمًا لِأَنَّ الْأُمَّةَ لَيْسَتْ عِبَارَةً عَنِ الْمُصَلِّينَ إِلَى الْقِبْلَةِ بَلْ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ وَهُوَ كَافِرٌ وَإِنْ كَانَ لَا يَدْرِي أَنَّهُ كَافِرٌ-

ترجمہ: ”یعنی بد مذہب اگر اپنی بد مذہبی میں غالی (۱) ہو جس کے سبب اُسے

کافر کہنا واجب ہو تو اجماع میں اسکی مخالفت، موافقت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا (۲) کہ خطا سے معصوم ہونے کی شہادت تو اُمت کے لئے آئی ہے اور وہ اُمت ہی سے نہیں اگرچہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتا اور اپنے آپ کو مسلمان اعتقاد کرتا ہو اس لئے کہ اُمت قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والوں کا نام نہیں بلکہ مسلمان کا نام ہے اور یہ شخص کافر ہے اگرچہ اپنی جان کو کافر نہ جانے“ رد میں ہے: لَا خِلَافَ فِي كُفْرِ الْمُخَالَفِ فِي ضَرُورِيَّاتِ الْإِسْلَامِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ الْمُوَظَّبِ طَوْلَ عُمْرِهِ عَلَى الطَّاعَاتِ كَمَا فِي شَرْحِ التَّحْرِيرِ-

ترجمہ: یعنی ضروریات اسلام سے کسی چیز میں خلاف کرنے والا بالا جماع

(۱) حد سے بڑھا ہوا ہو (۲) یہ فرتے کسی معاملے میں خواہ اہلسنت کے موافق رائے دیں یا مخالفت کریں انکی رائے کی کوئی اہمیت نہ ہوگی۔

کافر ہے اگرچہ اہل قبلہ سے ہو اور عمر بھر طاعات (۱) میں بسر کرے جیسا کہ شرح تحریر میں امام بن الہمام نے فرمایا۔

کتب عقائد و فقہ و اصول ان تفسیر نجات سے مالا مال ہیں۔

رابعاً خود مسئلہ بدیہی ہے (۲)۔ کیا جو شخص پانچ وقت قبلہ کی طرف نماز پڑھتا اور ایک وقت مہادیو (۳) کو سجدہ کر لیتا ہو، کسی عاقل کے نزدیک مسلمان ہو سکتا ہے حالانکہ اللہ کو جھوٹا کہنا یا محمد رسول اللہ ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنا، مہادیو کے سجدے سے کہیں بدتر ہے اگرچہ کفر ہونے میں برابر ہے (۴) وَذَلِكَ أَنَّ الْكُفْرَ بَعْضُهُ أَخْبَثُ مِنْ بَعْضٍ (۵) وجہ یہ کہ بت کو سجدہ علامتِ تکذیبِ خدا ہے (۶) اور علامتِ تکذیبِ عینِ تکذیب کے برابر نہیں (۷) ہو سکتی اور سجدہ میں یہ احتمال بھی نکل سکتا ہے کہ محض تَجِیثٌ و مُجْرًا مقصود ہو نہ عبادت (۸) اور محض تَجِیثٌ فی نَفْسِہِ کفر نہیں (۹) ولہذا اگر مثلاً کسی عالم یا عارف کو تَحِیثِ سجدہ کرے، گنہگار ہوگا، کافر

(۱) عبادتوں (۲) یعنی جسے سمجھنے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہ ہو (۳) ہندوؤں کے ایک بت کا نام (۴) یعنی دونوں ہی کفر ہیں (۵) اور یہ اس لئے کہ کچھ کفر دوسرے کفریات سے زیادہ خبیث ہوتے ہیں۔ (۶) بت کو سجدہ کرنا خدا کو جھوٹا کہنے کی علامت ہے (۷) جھوٹا کہنے کی علامت (بت کو سجدہ کرنا) خود خدا کو جھوٹا کہنے سے، کفر میں کمتر ہے۔ یعنی بت کو سجدہ کرنا چھوٹا کفر ہے۔ اور خدا کو جھوٹا کہنا بڑا کفر ہے (۸) کسی کو بت کے آگے سجدہ کرتے دیکھ کر یہ بھی سوچا جاسکتا ہے کہ شاید یہ عبادت کی نیت سے سجدہ نہیں کر رہا بلکہ محض ادب کی وجہ سے جھک رہا ہے البتہ اس پر کفر کا حکم اس صورت میں اس وجہ سے لگے گا کہ بت کو سجدہ کرنا کافروں کا خاص مذہبی طریقہ ہے اور یہ شخص ان کی مشابہت کر رہا ہے۔ (۹) ادب سے جھلنا بذاتِ خود کفر نہیں ہے۔ کسی عالم یا عارف کو تَحِیثِ سجدہ کرے، گنہگار ہوگا «

نہ ہوگا (۱)۔ امثال بت میں شرع نے مطلقاً حکم کفر بر بنائے شعار خاص کفر رکھا ہے (۲) بخلاف بدگوئی حضور پر نور سید عالم ﷺ، کہ فی نفسہ کفر ہے (۳) جس میں کوئی احتمال اسلام نہیں (۴)۔ اور میں یہاں اس فرق پر بناء نہیں رکھتا (۵) کہ ساجد صنم کی توبہ

▶ کافر نہ ہوگا جبکہ خدا کو جھوٹا کہنا بڑا کفر ہے کیونکہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا صرف علامت کفر ہے۔ اور یہ (خدا کو جھوٹا کہنا) بذات خود کفر ہے اسے یوں سمجھیں کہ جیسے کھانسی ہونا، ٹی بی کی علامت ہے تو بیماری تو کھانسی بھی ہے اور ٹی بی بھی، لیکن کھانسی جو کہ ٹی بی کی علامت ہے خود ٹی بی سے چھوٹی بیماری ہے (۱) کوئی کسی عالم یا بزرگ کو محض تعظیم کے طور پر سجدہ کرے تو وہ سخت گنہگار تو ہوگا لیکن کافر نہیں ہوگا کیونکہ یہ بزرگ یا عالم بت نہیں اور انہیں سجدہ کرنا کافروں کا خاص مذہبی طریقہ بھی نہیں ہے پھر اگر اس شخص نے سجدہ محض ادب کی وجہ سے کیا ہو تو حرام ہے کفر نہیں اور اگر عبادت کی نیت سے کرتا تو کافر ہو جاتا گو یا بت کو سجدہ کرنے میں نیت نہیں دیکھی جائے گی اور اسے کافر قرار دیا جائے گا کیونکہ بت کو سجدہ کرنا کافروں کا خاص مذہبی طریقہ ہے اور کسی بزرگ کو سجدہ کرے تو نیت کا لحاظ رکھا جائے گا یعنی اگر نیت عبادت ہے تو کافر اور اگر نیت محض ادب کرنا ہے تو سخت گناہ گار ہے لیکن کافر نہیں ہے (۲) یعنی بتوں وغیرہ کو سجدہ کرنے سے جو شریعت کافر قرار دیتی ہے خواہ ادباً سجدہ کرے یا عبادت کی نیت سے، وہ اس وجہ سے کہ بتوں وغیرہ کو سجدہ کرنا کافروں کا شعار یعنی خاص مذہبی طریقہ ہے (۳) یعنی کسی کو سجدہ کرنا تو اس صورت میں کفر ہوگا جب عبادت کی نیت سے کرے یا جسے سجدہ کر رہا ہے کافروں کا جھوٹا معبود ہو یعنی سجدہ بذات خود کفر نہیں ہے بلکہ بت یا کافروں سے مشابہت کی بنا پر سجدہ کفر ہو گیا ہے اور سرکار ﷺ کی گستاخی بذات خود کفر ہے تو ان دونوں میں ”گستاخی“ زیادہ خبیث کفر ہے (۴) یعنی سرکار ﷺ کی گستاخی ہر پہلو سے کفر ہی ہے سنجیدگی سے کرے خواہ مذاق سے قول سے کرے خواہ فعل سے ہر طرح کفر ہی ہے اسلام کسی طرح نہیں (۵) یعنی میں یہ نہیں کہتا کہ بت کو سجدہ کرنے والے اور گستاخ رسول اللہ ﷺ میں بس اتنا ہی فرق ہے۔

باجماع امت مقبول ہے (۱) مگر سید عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ ہزار ہائے دین کے نزدیک اصلاً قبول نہیں (۲) اور اسی کو ہمارے علماء حنفیہ سے امام بزازی و امام محقق علی الاطلاق ابن الہمام و علامہ عمر بن نجیم صاحب نہر الفائق و علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ غزی صاحب تنویر الابصار و علامہ مولیٰ خسرو صاحب درر وغیرہ و علامہ زین بن نجیم صاحب بحر الرائق و اشباہ والنظائر و علامہ خیر الدین رطلی صاحب فتاویٰ خیرئہ و علامہ شیخی زادہ صاحب مجمع الأنھر و علامہ مدق محمد بن علی ہسکفی صاحب در مختار و غیرہم عمائد کبار علیہم رحمۃ اللہ العزیز العفّار نے اختیار فرمایا: (۳)

بَيِّنَةٌ أَنْ تَحْقِيقَ الْمَسْئَلَةَ فِي الْفَتَاوَى الرِّضْوِيَّةِ (۴) اس لئے کہ عدم قبول توبہ صرف حاکم اسلام کے یہاں ہے (۵) کہ وہ اس معاملہ میں بعد توبہ بھی سزائے موت دے ورنہ اگر توبہ صدقِ دل سے ہے تو عند اللہ مقبول ہے، کہیں یہ بدگو، اس مسئلہ کو دستاویز (۶) نہ بنالیں کہ آخر توبہ قبول نہیں پھر کیوں تائب ہوں؟ نہیں نہیں توبہ سے کفر مٹ جائے گا، مسلمان ہو جاؤ گے، جہنم ابدی سے نجات پاؤ گے، اس قدر پراجماع (۷)

(۱) کیونکہ بت کو سجدہ کرنے والا اگر توبہ کرے تو ساری امت کا فیصلہ ہے کہ اسکی توبہ قبول ہو جائے گی  
(۲) بالکل قبول نہیں (۳) بڑے بڑے بزرگوں نے اختیار فرمایا (۴) واضح ہو کہ اس مسئلے کی تحقیق فتاویٰ رضویہ میں ہے (۵) یعنی یہ توبہ کا قبول نہ ہونا اس طرح ہے کہ حاکم اسلام اسے توبہ کے بعد بھی قتل کرے گا ورنہ اگر توبہ سچے دل سے ہے تو اللہ کے ہاں مقبول ہے۔ البتہ حاکم اسلام اب بھی اسے قتل کرے گا تا کہ دوسروں کو عبرت ہو (۶) تحریری ثبوت (۷) یعنی اتنی ہی بات پر امت کا متفقہ فیصلہ ہے

ہے کما فی ردّ الْمُحْتَارِ وغیرہ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم (۲)۔

### تیسرا مکر

اس فرقہ بے دین کا تیسرا مکر یہ ہے کہ فقہ میں لکھا ہے جس میں ننانوے باتیں کفر کی ہوں اور ایک بات اسلام کی تو اس کو کافر نہ کہنا چاہیے۔

اولاً یہ مکرِ خبیث سب مکروں سے بدتر و ضعیف جس کا حاصل (۳) یہ کہ جو شخص دن میں ایک بار اذان دے یا دو رکعت نماز پڑھ لے اور ننانوے بار بت پوچھے، سنگھ پھونکے (۴)، گھنٹی بجائے وہ مسلمان ہے کہ اس میں ننانوے باتیں کفر کی ہیں تو ایک اسلام کی بھی ہے۔ یہی کافی ہے حالانکہ مومن تو مومن کوئی عاقل اسے مسلمان نہیں کہہ سکتا۔

ثانیاً اس کی رو سے سوا دہریے کے کہ سر نے سے خدا کے وجود ہی کا منکر ہو، تمام کافر، مشرک مجوس، ہنود و نصاریٰ یہود وغیرہم دنیا بھر کے کفار سب کے مسلمان ٹھہر جاتے ہیں کہ اور باتوں کے منکر سہی آخر جو خدا کے تو قائل ہیں۔ ایک یہی بات سب سے بڑھ کر اسلام کی بات بلکہ تمام اسلامی باتوں کی اصل الاصول (۵) ہے خصوصاً کفارِ فلاسفہ و آریہ وغیرہم کہ بزعم خود (۶) توحید کے بھی قائل ہیں (۷) اور یہود و نصاریٰ تو

---

(۱) جیسا کہ رد المحتار وغیرہ میں ہے (۲) اور اللہ ﷻ زیادہ جاننے والا ہے (۳) خلاصہ (۴) بت پرستوں کا خاص مذہبی باجا بجائے (۵) تمام اصولوں کی بنیاد (خدا کو ماننا ہے) (۶) خود اپنے خیال میں (۷) اللہ ﷻ کو ایک بھی مانتے ہیں۔



بڑے بھاری مسلمان ٹھہریں گے کہ توحید کے ساتھ اللہ تعالیٰ ﷻ کے بہت سے کلاموں اور ہزاروں نبیوں اور قیامت و حشر و حساب و ثواب و عذاب و جنت و نار و غیرہ بکثرت اسلامی باتوں کے قائل ہیں۔

ثالثاً اس کے رد میں قرآن عظیم کی وہ آیتیں کہ اوپر گزریں کافی وافی ہیں جن میں باوصف کلمہ گوئی و نماز خوانی (۱) صرف ایک ایک بات پر حکم تکفیر فرمادیا کہیں ارشاد ہوا **كَفَرُوا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ** ترجمہ: وہ مسلمان ہو کر اس کلمے کے سبب کافر ہو گئے۔ ”کہیں فرمایا **لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ** ترجمہ: ”یہاں نہ بناؤ تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد (التوبہ/ ۶۶) حالانکہ اس مکر خبیث کی بناء پر جب تک ۹۹ سے زیادہ کفر کی باتیں جمع نہ ہو جائیں، صرف ایک کلمہ پر حکم کفر صحیح نہ تھا۔ ہاں شاید اس کا یہ جواب دیں کہ خدا کی غلطی یا جلد بازی تھی کہ اس نے دائرہ اسلام کو تنگ کر دیا، کلمہ گو یوں، اہل قبلہ کو دھکے دے دے کر، صرف ایک ایک لفظ پر، اسلام سے نکالا اور پھر زبردستی یہ کہ **لَا تَعْتَذِرُوا** عذر بھی نہ کرنے دیا نہ عذر سننے کا قصد کیا۔ افسوس کہ خدا نے پیر نیچر (۲) یا ندویہ لکچر (۳) یا ان کے ہم خیال (۴) کسی وسیع الاسلام (۵)

(۱) کلمہ و نماز پڑھنے کے باوجود (۲) جسے لوگ سرسید احمد خان کہتے ہیں اس شخص نے درجنوں ایسی باتوں کا انکار کیا جنکا انکار کفر ہے (۳) ”ندوۃ العلماء“ جو کہ دیوبندی ادارہ ہے اسکے مدرس (۴) ان جیسے خیالات رکھنے والے (۵) اسلام کی ایسی تعریف کرنے والا جس سے کافر بھی مسلمان قرار پائیں۔

ریقارمر (۱) سے مشورہ نہ لیا آلا لعنة الله على الظالمين۔ (۲)۔

رابعاً اس مکر کا جواب:

### تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

أَفْتَوْسُنُونَ بِبَعْضِ الْكُتُبِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضِ جِ فَمَا جَزَاءُ  
مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ  
الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ ط وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا  
تَعْمَلُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ز  
فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ

ترجمہ:- تو کیا اللہ کے کلام کا کچھ حصہ مانتے ہو اور کچھ حصے سے منکر ہو تو جو کوئی تم میں سے ایسا کرے اس کا بدلہ نہیں مگر دنیا کی زندگی میں رسوائی اور قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب کی طرف۔ پلٹے جائیں گے اور اللہ تمہارے گونگوں (۳) سے غافل نہیں یہی لوگ ہیں جنہوں نے عقبیٰ (۴) بیچ کر دنیا خریدی تو ان پر سے کبھی عذاب ہلکا ہونہ انکو مدد پہنچے۔ (البقرة/ ۸۵ تا ۸۶)

کلام الہی میں فرض کیجئے اگر ہزار باتیں ہوں تو ان میں سے ہر ایک بات کا ماننا

(۱) انگریزی کا لفظ ہے لغوی معنی ہے اصلاح اور بہتری کر نیوالا، اصلاح پسند (طنز کے طور پر فرمایا) اس دور میں اور موجودہ دور میں بھی بعض لوگ ایسے ہیں جو دین کی بنیادیں گرا کر محض سیاسی بنیادوں پر گستاخوں اور دین کی دھجیاں اڑانے والوں کو بھی مسلمان تسلیم کروانا چاہتے ہیں (۲) (خبردار ظالموں پر اللہ عجلالیٰ لعنت ہے) (۳) کز تو توں، بر۔ بر اعمال (۴) آخرت۔

ایک اسلامی عقیدہ ہے۔ اب اگر کوئی شخص ۹۹۹ مانے اور صرف ایک نہ مانے تو قرآن عظیم فرما رہا ہے کہ وہ ان ۹۹۹ کے ماننے سے مسلمان نہیں بلکہ صرف اس ایک کے نہ ماننے سے کافر ہے، دنیا میں اس کی رسوائی ہوگی اور آخرت میں اس پر سخت تر عذاب جو اَبَدَ الْآبَادِ (۱) تک کبھی موقوف (۲) ہونا کیا معنی؟ ایک آن کو ہلکا بھی نہ کیا جائے گا نہ کہ ۹۹۹ کا انکار کرے اور ایک کو مان لے تو مسلمان ٹھہرے، یہ مسلمانوں کا عقیدہ نہیں بلکہ بشہادت قرآن عظیم خود صریح کفر ہے۔

خامساً اصل بات یہ ہے کہ فقہائے کرام پر ان لوگوں نے جتنا افتراء (۳) اٹھایا، انہوں نے ہرگز کہیں ایسا نہیں فرمایا بلکہ انہوں نے بہ خصلت یہود (۴) دُجِرْفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ (النساء ۴۶) یہودی بات کو اس کے ٹھکانوں سے پھیرتے ہیں۔ تحریف، تبدیل کر کے کچھ کا کچھ بنا لیا، فقہاء نے یہ نہیں فرمایا کہ جس شخص میں ننانوے باتیں کفر کی اور ایک اسلام کی ہو وہ مسلمان ہے۔ حاشا للہ (۵) بلکہ امت کا اجماع ہے کہ جس میں ننانوے ہزار باتیں اسلام کی اور ایک کفر کی ہو وہ یقیناً قطعاً کافر ہے۔ ۹۹ قطرے گلاب میں ایک بوند پیشاب کا پڑ جائے، سب پیشاب ہو جائے گا مگر یہ جاہل کہتے ہیں ننانوے قطرے پیشاب میں ایک بوند گلاب کا ڈال دو، سب

(۱) ہمیشہ ہمیشہ تک (۲) رک جانا، ختم ہو جانا (۳) صاف جھوٹا الزام (۴) یعنی یہودیوں جیسی عادت سے کام لیکر کہ جس طرح یہودی بات کو اسکی اصل جگہ سے بدل کر وہاں رکھتے ہیں جہاں انہیں اپنا فائدہ نظر آتا ہے اسی طرح یہ گستاخ بھی علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم کی عبارتوں میں رد و بدل کرتے رہتے ہیں (۵) اللہ کی قسم ہرگز ایسی بات نہیں ہے۔

طیب و طاہر ہو جائے گا۔ حاشا کہ فقہاء تو فقہاء کوئی ادنیٰ تمیز والا بھی ایسی جہالت  
 بکے۔ بلکہ فقہاء کرام نے یہ فرمایا ہے کہ ”جس مسلمان سے کوئی لفظ ایسا صادر ہو جس میں  
 سو پہلو نکل سکیں، ان میں ۹۹ پہلو کفر کی طرف جاتے ہوں اور ایک اسلام کی طرف  
 تو جب تک ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے خاص کوئی پہلو کفر کا مراد رکھا ہے ہم اسے کافر  
 نہ کہیں گے کہ آخر ایک پہلو اسلام بھی تو ہے، کیا معلوم شاید اس نے یہی پہلو مراد رکھا ہو“  
 اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ ”اگر واقع میں اس کی مراد کوئی پہلوئے کفر ہے تو ہماری  
 تائیل سے اسے فائدہ نہ ہوگا (۱)۔ وہ عند اللہ کافر ہی ہوگا (۲)۔“ اس کی مثال یہ ہے  
 کہ مثلاً زید کہے ”عمر و (۳) کو علم قطعی یقینی غیب کا ہے“ (۴)۔ اس کلام میں اتنے  
 پہلو ہیں: ﴿۱﴾ عمر و اپنی ذات سے غیب دان ہے (۵) یہ صریح کفر و شرک ہے ”قُلْ لَا  
 يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ“ ﴿۲﴾ ﴿۲﴾ عمر و آپ  
 تو غیب دان نہیں مگر جن علم غیب رکھتے ہیں۔ اُن کے بتائے سے اسے غیب کا علم یقینی

(۱) یعنی اگر اس شخص نے کفر یہ معنی کا ارادہ کیا تھا اور ہم نے سن ظن کی وجہ سے کفر کا فتویٰ نہ دیا تو  
 اس کا اسے کوئی فائدہ نہ ہوگا یعنی کافر تو وہ ہو ہی گیا (۲) اللہ کے دربار میں وہ اپنی نیت کے مطابق کافر  
 ہی گنا جائے گا (۳) کوئی سے دو شخص بطور مثال (۴) عمر و کو علم قطعی یقینی غیب کا ہے، یعنی زید کہتا ہے  
 کہ عمر و غیب کی بات جانتا ہے اس طرح سے کہ اس کے واقع ہونے میں ذرہ برابر شک و شبہ کی گنجائش  
 نہیں۔ مثلاً کل بارش ہو۔ نہ والی ہے یا ہو کر رہے گی (۵) اللہ ﷻ کے بتائے بغیر خود ہی غیب جان  
 ایتا ہے (۶) ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں مگر اللہ۔  
 (انمل ۶۵)۔

حاصل ہے، یہ بھی کفر ہے تَبَيَّنَتِ الْجِنَّ أَنْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبِ  
 مَالِبُثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ (۱) ﴿۳﴾ عمرو نجومی ہے۔ ﴿۲﴾ رَمَالَ (۲)  
 ہے۔ ﴿۵﴾ سامندرک (۳) جانتا، ہاتھ دیکھتا ہے۔ ﴿۶﴾ کوئے وغیرہ کی آواز۔  
 ﴿۷﴾ حشرات الارض کے بدن پر گرنے ﴿۸﴾ کسی پرندے یا وحشی چرندے کے  
 دانے یا بائیں نکل کر جانے ﴿۹﴾ آنکھ یا دیگر اعضاء کے پھڑکنے سے شگون لیتا (۴)  
 ہے۔ ﴿۱۰﴾ پانسہ پھینکتا ہے۔ ﴿۱۱﴾ فال دیکھتا ہے۔ ﴿۱۲﴾ حاضرات (۵) سے کسی  
 کو معمول بنا کر اس سے احوال پوچھتا ہے۔ ﴿۱۳﴾ مَسْمَرٌ یَزُمُ جانتا (۶) ہے۔ ﴿۱۴﴾  
 جادو کی میز ﴿۱۵﴾ روحوں کی تختی سے حال دریافت کرتا ہے۔ ﴿۱۶﴾ قیافہ دان  
 ہے (۷)۔ ﴿۱۷﴾ علم زائر جہ (۸) سے واقف ہے ان ذرائع سے اسے غیب کا علم یقینی  
 قطعی ملتا ہے، یہ سب بھی کفر (۹) ہیں رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فرماتے ہیں: مَنْ أَتَى عُرَافًا أَوْ  
 كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أَنْزَلَ عَلَيَّ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

(۱) ترجمہ کنز الایمان: (جنوں کی حقیقت کھل گئی اگر غیب جانتے ہوتے تو اس خواری کے عذاب  
 میں نہ ہوتے) (سبا/۱۱۲) (۲) نجومی (۳) ہاتھ دیکھنے کا علم (۴) اندازہ لگاتا ہے دائیں آنکھ پھڑکنے  
 کو بہتر اور بائیں آنکھ پھڑکنے کو برا جانتا ہے۔ (۵) مردوں کی روحوں کو بلانے کا عمل کرتا ہے (۶) وہ  
 علم جس میں تصور یا خیال کا اثر دوسرے کے دل پر ڈال کر پوشیدہ اور آئندہ کے حالات معلوم کئے  
 جاتے ہیں اس علم کا موجد آسٹریلیا کا باشندہ ڈاکٹر مسمر ہے۔ (۷) آدمی کے چہرے کو دیکھ کر اسکا  
 کردار بتانے والا۔ (۸) زانچہ بناتا ہے (۹) جبکہ انکی وجہ سے غیب کے علم قطعی یقینی کا دعویٰ کیا جائے  
 جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے

والہ وسلم رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ  
 اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَلَا حَمْدَ وَأَبِي دَاوُدَ عَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَقَدْ  
 بَرِيءٌ بِمَا نَزَلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ (۱)۔ ﴿۱۸﴾۔ عمرو  
 پر وحی رسالت (۲) آتی ہے اس کے سبب غیب کا علم یقینی پاتا ہے جس طرح رسولوں کو ملتا  
 تھا، یہ اشد کفر ہے (۳) وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ط وَكَانَ اللَّهُ  
 بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (۴) ﴿۱۹﴾ وحی تو نہیں آتی مگر بذریعہ الہام جمیع غیب اس پر  
 منکشف ہو گئے ہیں (۵)، اس کا علم تمام معلومات الہی کو محیط ہو گیا (۶)۔ یہ یوں کفر ہے  
 اس نے عمرو کو علم میں حضور پر نور سید عالم ﷺ پر ترجیح دے دی کہ حضور ﷺ کا علم بھی جمیع  
 معلومات الہی کو محیط نہیں۔ ”قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا  
 يَعْلَمُونَ ط“ (۷) مَنْ قَالَ فَلَانَ أَعْلَمُ مِنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ  
 فَقَدْ عَابَهُ فَحُكْمُهُ حُكْمُ السَّابِّ (۸) (نسیم الریاض) ﴿۲۰﴾ جمیع کا احاطہ نہ

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ”جو کسی نجومی یا کاہن کے پاس آئے اور ان کے قول کی  
 تصدیق کرے اس نے اس کا انکار کیا جو محمد ﷺ پر نازل ہوا (یعنی قرآن مجید) احمد اور ابی داؤد کی  
 روایت ہے کہ وہ شخص بیزار ہوا اس سے جو محمد ﷺ پر نازل ہوا۔ (۲) وحی جو صرف انبیاء کرام علیہم  
 السلام پر نازل ہوئی تھی (۳) بڑا کفر ہے (۴) ترجمہ کنز الایمان: ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب  
 نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (الاحزاب رکوع ۲ پ ۲۲) (۵) گویا اللہ تعالیٰ نے اس کے  
 دل میں تمام چھپی ہوئی باتوں کی معلومات ڈال دی ہیں (۶) اُسے اللہ کے برابر علم حاصل ہو گیا۔  
 (۷) ترجمہ: تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان (کنز الایمان، الزمر، ۹) (۸) جس نے کہا  
 فلاں شخص سرکار ﷺ سے زیادہ علم والا ہے یقیناً اس نے سرکار ﷺ کو عیب لگایا یعنی آپ ﷺ «



سہی (۱) مگر جو علوم غیب سے الہام سے ملے ان میں ظاہر اباطن کسی طرح کسی رسول  
انس و ملک کی وساطت و شجاعت نہیں (۲) اللہ تعالیٰ ﷻ نے بلا واسطہ رسول اصالتہ  
(۳) سے غیوب پر مطلع کیا، یہ بھی کفر ہے:

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ

رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ ترجمہ: اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے لوگو! تمہیں غیب کا علم دیدے  
ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔ (آل عمران/۱۷۹)

عَلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ

رَسُولٍ ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے  
پسندیدہ رسولوں کے۔ (البقرہ/۲۶)

﴿۲۱﴾ عمر کو رسول اللہ ﷺ کے واسطہ سے سمعاً یا عیناً یا الہاماً (۴) بعض

غیوب کا علم قطعی اللہ ﷻ نے دیا یا دیتا ہے، یہ خالص اسلام ہے تو محققین فقہاء اس قائل  
کو کافر نہ کہیں گے اگرچہ اس کی بات کے اکیس پہلوؤں میں بیس کفر ہیں مگر ایک اسلام کا  
بھی ہے احتیاط و تحسین ظن کے سبب (۵) اس کا کلام اسی پہلو پر حمل کریں گے (۶) جب

▶ کی شان گھٹادی اور یہ شان گھٹانا تو ہیں ہے اور اسکے بارے میں وہی معاملہ کیا جائے گا جو سرکار ﷺ  
کو گالی دینے والے کے ساتھ کیا جائے گا۔ (۱) اس شخص کا علم اتنا تو نہیں کہ تمام معلومات الہی کے  
برابر ہو (۲) اس شخص کو کسی فرشتے یا رسول علیہا السلام کے وسیلے کے بغیر ہی یہ علوم حاصل ہوئے۔ نہ  
ظاہری طور پر علم دینے کا کوئی وسیلہ نہ باطنی طور پر (۳) براہ راست (۴) سنا کر۔ دکھا کر یا دل میں  
بات ڈال کر (۵) احتیاط اور مومن سے اچھا گمان کرنے کی وجہ سے (یعنی یہ سوچ کر کہ مومن بھلا کفر  
کی بات کیسے کہہ سکتا ہے) (۶) اسی اسلامی معنی کو شمار کریں گے۔ اسی معنی پر گمان کریں گے۔

تک ثابت نہ ہو کہ اس نے کوئی پہلوئے کفر ہی مراد لیا، نہ کہ ایک ملعون کلام، تکذیب خدا (۱) یا تنقیص شان سید انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام (۲) میں صاف، صریح، ناقابل تاویل توجیہ ہو (۳)، اور پھر بھی حکم کفر نہ ہو، اب تو اسے کفر نہ کہنا، کفر کو اسلام ماننا ہوگا، اور جو کفر کو اسلام مانے خود کافر ہے۔ اسی شفاء و بزازیہ در روہ بحر و نہر و فتاویٰ خیریہ و در مختار وغیرہ کتب معتدہ (۴) سے سن چکے کہ جو شخص حضور اقدس ﷺ کی تنقیص شان کرے، کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے مگر یہود منش لوگ (۵) فقہائے کرام پر افتراءے خیف (۶) اور ان کے کلام میں تبدیل و تحریف (۷) کرتے ہیں۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ (۸)

شرح فقہ اکبر میں ہے: قَدْ ذَكَرُوا أَنَّ الْمَسْأَلَةَ الْمُتَعَلِّقَةَ بِالْكَفْرِ إِذَا كَانَ لَهَا تِسْعٌ وَ تِسْعُونَ إِحْتِمَالًا لِلْكَفْرِ وَاحْتِمَالٌ وَاحِدٌ فِي نَفِيهِ فَالْأَوْلَى لِلْمُفْتِي وَالْقَاضِي أَنْ يَعْمَلَ بِالِاحْتِمَالِ النَّافِي - (۹)

(۱) اللہ ﷻ کو جھوٹا کہنے میں (۲) یعنی انبیاء کرام کے سردار علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مبارک شان گھٹانے میں (۳) اس قابل نہیں کہ اسکے کلام کا کوئی اور اسلامی مطلب شمار کر سکیں جس کا کوئی اسلامی معنی ہی نہ ہو (۴) ایسی کتابیں جن پر اعتماد بھروسہ کیا جاتا ہے (۵) ایسے لوگ جن کا مزاج یہودیوں کی طرح ہے کہ جس طرح یہودی کلام میں رد و بدل کرتے تھے یہ بھی کرتے ہے (۶) ناقص و کمزور جھوٹا الزام (۷) رد و بدل، کمی بیشی (۸) کنز الایمان: ”اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے“ (الشعراء، ۲۲۷) (۹) ”یعنی علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے کفر کے متعلق ایک مسئلے کا تذکرہ فرمایا ہے کہ جس میں ۹۹ معانی کفر کے ہوں اور ایک معنی اسلام کا ہو تو مفتی اور“

فتاویٰ خلاصہ و جامع الفصولین و محیط و فتاویٰ عالمگیر وغیرہا میں ہے اِذَا كَانَتْ فِي الْمَسْأَلَةِ وَجُوهٌ تُوجِبُ التَّكْفِيرَ وَوَجْهٌ وَاحِدٌ يَمْنَعُ التَّكْفِيرَ فَعَلَى الْمُفْتَى وَالْقَاضِي أَنْ يَمِيلَ إِلَى ذَلِكَ الْوَجْهِ وَلَا يُفْتِيَ بِكُفْرِهِ تَحْسِينًا لِلظَّنِّ بِالْمُسْلِمِ ثُمَّ إِنْ كَانَتْ نِيَّةُ الْقَائِلِ الْوَجْهَ الَّذِي يَمْنَعُ التَّكْفِيرَ فَهُوَ مُسْلِمٌ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَا يَنْفَعُهُ حَمَلُ الْمُفْتَى كَلَامَهُ عَلَى وَجْهِ لَا يُوجِبُ التَّكْفِيرَ - (۱)

اسی طرح فتاویٰ بزازیہ و بحر الرائق و مجمع الانہر و حدیقہ ندیہ وغیرہا میں ہے۔

تاتارخانیہ و بحر و سل الحسام و تنبیہ الولاة وغیرہا میں ہے: لَا يُكْفَرُ بِالْمُحْتَمَلِ لِأَنَّ الْكُفْرَ نِهَآيَةً فِي الْعُقُوبَةِ فَيَسْتَدْعِي نِهَآيَةً فِي الْجِنَآيَةِ وَمَعَ الْإِحْتِمَالِ لَانِهَآيَةَ - (۲)

► قاضی کو چاہیے کہ اسلامی معنی کو مد نظر رکھے اور کفر کا فتویٰ نہ دے (۱) جب کسی مسئلے میں کئی معنی ہوں جو کفر کو ثابت کریں اور ایک معنی ایسا ہو جو کفر سے روکتا ہو تو مفتی و قاضی کو لازم ہے کہ اسی معنی کی طرف توجہ کرے اور مسلمان سے حسن ظن رکھتے ہوئے کفر کا حکم نہ دے پھر اگر کہنے والے کی نیت اسی معنی کی تھی جو کفر سے روکتا ہے (اسلامی معنی) تو وہ مسلمان ہے اور اگر اسکی نیت اسلامی معنی کی نہ تھی (بلکہ کفریہ معنی کی تھی) تو مفتی کا اسکے کلام کو اسلامی سمجھنا اسے کوئی فائدہ نہ دے گا (اور اللہ کے یہاں کافر ہی ہوگا۔ انما الاعمال بالنیات) (۲) کسی کے کافر ہونے کا فتویٰ اس صورت میں نہ دیا جائے جب اسکے کلام کے کچھ اچھے معنی بھی ہوں اس لئے کہ سزاؤں میں سب سے بڑی سزا (سزاؤں کی انتہا) کفر ہے اور یہ تقاضہ کرتی ہے کہ جرم بھی انتہائی بڑا ہو اور جب کہ اسکے کلام میں کوئی اچھا معنی بھی ہے تو جرم کی انتہا نہ ہوئی (اس وجہ سے کفر کا فتویٰ جاری نہ کیا جائے)

بحر الرائق وتنوير الابصار و حدیقہ ندیہ و تنبیہ الولاة و سبل الحسام و غیر ہا میں ہے:

وَالَّذِي تَحَرَّرَ أَنَّهُ لَا يُفْتَىٰ بِكُفْرٍ مُّسْلِمٍ أَمْكَنَ حَمْلُ كَلَامِهِ عَلَىٰ  
مَحْمَلٍ حَسَنِ إلخ (۱) دیکھو ایک لفظ کے چند احتمال میں کلام ہے نہ کہ ایک شخص  
کے چند اقوال میں (۲) مگر یہودی بات کو تحریف کر دیتے ہیں۔

### فائدہ جلیلہ (۳)

اس تحقیق سے یہ بھی روشن ہو گیا کہ بعض فتاویٰ مثل فتاویٰ قاضی خان وغیرہ  
میں جو اس شخص پر کہ اللہ و رسول کی گواہی سے نکاح کرے یا کہے ارواح مشائخ حاضر  
و واقف ہیں (۴) یا کہے ملائکہ غیب جانتے ہیں بلکہ کہے مجھے غیب معلوم ہے، حکم کفر دیا،  
اس سے مراد وہی صورت کفریہ (۵) مثل ادعائے علم ذاتی (۶) وغیرہ ہے۔ ورنہ ان

---

(۱) (بحر الرائق میں ہے) اور یہ بات ثابت ہو گئی کہ کسی ایسے مسلمان کو کافر نہ کہا جائے جسکے کلام میں  
کسی اچھے معنی کا تلاش کرنا ممکن ہو۔ (۲) یعنی ان کتابوں میں جو گفتگو ہے وہ اس صورت میں ہے کہ  
جب ایک لفظ بولا جائے اور اسکے (اچھے بُرے) کئی مطلب بنتے ہوں اگر بولنے والا مسلمان ہے تو  
اسکے حسن ظن کی بناء پر کافر نہ کہا جائے گا۔ یہ بات نہیں کہ ایک شخص چند باتیں بولے ان میں کوئی کفر ہو  
اور کوئی اسلام پھر بھی اسے کافر نہ کہیں۔ ولاحول ولاقوة الا باللہ۔ جب تک کلمہ کفر سے توبہ نہ کرے اور  
نئے سرے سے کلمہ پڑھ کر مسلمان نہ ہو اسے کافر ہی جانیں گے (۳) انتہائی اہم اور کام کی بات  
(۴) بزرگوں کی ارواح حاضر ہیں اور جو کچھ ہم کر رہے ہیں انہیں جانتی ہیں۔ یعنی یہ اقوال اسی صورت  
میں کفر ہیں جب کہنے والا یہ یقین کرے کہ یہ سب لوگ اللہ کی عطاء کے بغیر یہ سب کچھ جانتے ہیں  
(معاذ اللہ اور ایسا عقیدہ کسی مسلمان کا نہیں ہے) (۵) کفر کی صورت (۶) یعنی یہ دعویٰ کرنا کہ یہ  
ارواح و ملائکہ وغیرہا خود بخود اللہ کی عطاء کے بغیر ہی سب کچھ جان لیتے ہیں۔

اقوال میں تو ایک چھوڑ متعذد و احتمال اسلام کے ہیں (۱) کہ یہاں علم غیب قطعی، یقینی کی تصریح نہیں (۲) اور علم کا اطلاق ظن پر شائع و ذائع ہے (۳) تو علم ظنی کی شق بھی پیدا ہو کر اکیس کی جگہ بیالیس احتمال نکلیں گے (۴) اور ان میں بہت سے کفر سے جدا ہوں گے کہ غیب کے علم ظنی کا ادعاء کفر نہیں (۵)۔ بحر الرائق و رد المحتار میں ہے:

عِلْمٌ مِنْ مَسَائِلِهِمْ هُنَا أَنْ سِنِ اسْتَحْلٌ مَا حَرَمَهُ اللَّهُ

(۱) ورنہ ان اقوال میں تو ایک نہیں بلکہ کئی اسلامی معنی پائے جاتے ہیں۔ یقینی و قطعی علم وہ ہے جس میں کسی طرح سے کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہ ہو اور علم ظنی وہ علم ہے جس میں تھوڑا بہت شبہ ہو سکتا ہے اسی طرح جو علم اندازے سے حاصل ہوتا ہے اسے بھی ظنی کہتے ہیں البتہ عام بول چال میں اس کا فرق نہیں کرتے بلکہ عام طور پر علم کا لفظ یقینی اور ظنی دونوں کیلئے بولا جاتا ہے (۲) یعنی ان اقوال میں یہ نہیں کہا گیا کہ ان (ارواح یا ملائکہ وغیرہ) کو غیب کا ایسا علم ملا ہے جس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے (۳) یعنی ظن (اندازے) کو بھی عام بول چال میں علم کہہ دیا جاتا ہے (۴) یعنی پیچھے جو ۱۲۱ احتمالات کا ذکر ہوا وہ اس صورت میں تھے جب کہنے والا علم یقینی کا دعویٰ کرے اور اگر یہ دعویٰ نہ کرے تو یہی تمام ۲۱ معنی علم ظنی (اندازے سے حاصل ہونے والے علم یا ایسا علم جس میں کوئی شبہ ہو) کے طور پر نکلیں گے اور زید کے قول کہ (عمر کو علم غیب ہے) میں دونوں پہلوؤں علم یقینی (۲۱ معنی) اور علم ظنی کا لحاظ رکھتے ہوئے (۲۱ معنی) یعنی کل بیالیس معنی نکلیں گے جن میں سے کئی ایک اسلامی ہوں گے اور ان صورتوں میں کفر کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا اور یہی بیالیس معنی ارواح بزرگان دین اور ملائکہ کے علم غیب جاننے میں نکلیں گے تو کفر کا فتویٰ نہ لگے گا مگر اسی صورت میں جو خاص کفر یہ معنی ہیں یعنی خدا کے بتائے بغیر خود بخود جان لینا (۵) غیب کا اندازہ لگا کر یہ دعویٰ کرنا کہ ایسا ایسا ہوگا یہ کفر نہیں ہے۔ مثلاً عام طور پر بادل جب مغرب کی سمت سے آتے ہیں تو بارش ہوتی ہے تو اگر کوئی شخص بادلوں کو مغرب کی سمت سے آتا دیکھا کر کہے کہ میرے علم کے مطابق بارش ۴۱

تَعَالَى عَلَى وَجْهِ الظَّنِّ لَا يُكْفَرُ وَ إِنَّمَا يُكْفَرُ إِذَا اِعْتَقَدَ الْحَرَامَ  
 حَلَالًا وَ نَظِيرُهُ مَا ذَكَرَهُ الْقُرْطُبِيُّ فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ أَنَّ ظَنَّ الْغَيْبِ  
 جَائِزٌ كَظَنِّ الْمُنْجَمِ وَ الرَّمَالِ بِوُقُوعِ شَيْءٍ فِي الْمُسْتَقْبَلِ بِتَجْرِبَةٍ  
 أَمْرٍ عَادِيٍّ فَهُوَ ظَنٌّ صَادِقٌ وَالْمَمْنُوعُ ادِّعَاءُ عِلْمِ الْغَيْبِ  
 وَالظَّاهِرُ أَنَّ ادِّعَاءَ ظَنِّ الْغَيْبِ حَرَامٌ لَا كُفْرٌ بِخِلَافِ ادِّعَاءِ الْعِلْمِ  
 اه زَادَ فِي الْبَحْرِ أَلَا تَرَى أَنَّهُمْ قَالُوا فِي نِكَاحِ الْمُحْرِمِ لَوْ ظَنَّ  
 الْحِلَّ لَا يُحَدُّ بِالْإِجْمَاعِ وَ يُعَزَّرُ كَمَا فِي الظُّهَيْرِيَّةِ وَ غَيْرِهَا وَ لَمْ  
 يَقُلْ أَحَدٌ إِنَّهُ يُكْفَرُ وَ كَذَا فِي نَظَائِرِهِ اه..... (۱)

▶ ہونے والی ہے تو ایسا دعویٰ کفر نہیں کیونکہ محض اندازے کی بات ہے قطعی علم کا دعویٰ نہیں۔  
 (۱) یہاں علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے مسائل سے پتہ چلا کہ جس نے اللہ ﷻ کی کسی حرام کی ہوئی شے کو  
 ظنی طور پر حلال ٹھہرایا تو اسے کافر نہ کہا جائے گا اسے تو صرف اس صورت میں کافر کہیں گے کہ جب  
 وہ حرام (قطعی) کو حلال یقین کر لے اور اسکی مثال وہ ہے جو قرطبی نے مسلم کی شرح میں ذکر کی ہے کہ  
 غیب کا ظن جائز ہے جیسے نجومی اور ستاروں کا علم جاننے والے کا عادت اور تجربے کی وجہ سے کسی شے  
 کے آئینہ واقع ہونے کا ظن۔ پس وہ سچا گمان ہے ہاں علم غیب کا دعویٰ کرنا برا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ  
 غیب کے ظن کا دعویٰ حرام ہے کفر نہیں جبکہ علم (غیب ذاتی یقینی) کا دعویٰ کفر ہے۔ بحر میں یہ الفاظ زیادہ  
 ہیں کہ کیا تو نہیں دیکھتا کہ علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا کہ حالت احرام میں نکاح کرنے والا اگر  
 اسکے حلال ہونے کا ظن رکھے تو اسے حد (زنا) نہ لگائی جائے گی البتہ کوئی دوسری چھوٹی سزا (تعزیر)  
 دی جائے گی جس طرح ظہیر یہ وغیرہا میں ہے اور کسی ایک نے بھی یہ نہ کہا کہ اُسے کافر کہا جائے گا اور اسی  
 طرح اسکی دوسری مثالیں ہیں۔



تو کیونکر (۱) ممکن ہے کہ علماء باوصف ان تصریحات کے کہ ایک احتمال اسلام بھی نافی کفر ہے (۲) جہاں بکثرت احتمالات اسلام موجود ہیں۔ حکم کفر لگائیں لاجرم (۳) اس سے مراد ہی خاص احتمال کفر ہے مثل اِدَّعَا عِلْمِ ذَاتِي (۴) وغیرہ، ورنہ یہ اقوال آپ ہی باطل (۵) اور ائمہ کرام کی اپنی ہی تحقیقات عالیہ کے مخالف ہو کر خود ذاہب و زائل (۶) ہوں گے، اس کی تحقیق جامع الفصولین و رد المحتار و حاشیہ علامہ نوح و ملتقط و فتاویٰ حجتہ و تاتارخانیہ مجمع الأنہر و حدیقہ ندیہ وغیرہ کتب میں ہے۔ نصوص عبارات (۷) رسال علم غیب مثل اللؤلؤ المکنون (۸) وغیرہ میں ملاحظہ ہوں، وباللہ التوفیق، یہاں صرف حدیقہ ندیہ شریف کے یہ کلمات شریفہ بس ہیں: (۹)

جَمِيعُ مَا وَقَعَ فِي كُتُبِ الْفَتَاوَى مِنْ كَلِمَاتٍ صَرَخَ الْمُصَنِّفُونَ فِيهَا بِالْجَزْمِ بِالْكَفْرِ يَكُونُ الْكُفْرُ فِيهَا مَحْمُولًا عَلَى إِرَادَةِ قَائِلِهَا مَعْنَى عَلَّلُوا بِهِ الْكُفْرَ وَإِذَا لَمْ تَكُنْ إِرَادَةُ قَائِلِهَا ذَلِكَ فَلَا كُفْرَ - ترجمہ: "یعنی

(۱) کس طرح (۲) یعنی ان وضاحتوں کے باوجود کہ کسی لفظ میں ایک اسلامی معنی بھی کفر کا حکم لگنے سے روک دے گا (۳) یقیناً (۴) اللہ کی عطاء کے بغیر خود بخود کسی شی کو جان لینے کا دعویٰ کرنا (۵) خود بخود غلط قرار پائیں گے یعنی وہ اقوال جن میں ارواح بزرگان دین اور ملائکہ کے غیب جاننے کا دعویٰ کرنے والوں پر حکم کفر ہے وہ حکم کفر کلام قرار پائے گا (۶) ختم ہونا (یعنی حکم کفر ان علماء رحمۃ اللہ علیہم کی اپنی تحقیقات کے مخالف ہونے کی وجہ سے خود بخود ختم ہو جائے گا) (۷) عبارتوں کے الفاظ (۸) یہ ایک رسالہ ہے جس میں حضور ﷺ کے علم غیب پر دلائل ہیں (۹) کافی ہیں۔

کتاب فتاویٰ میں جتنے الفاظ پر حکم کفر کا جزم کیا ہے ان سے مراد وہ صورت ہے کہ قائل نے ان سے پہلے کفر مراد لیا ہو ورنہ ہرگز کفر نہیں۔“

ضروری تشبیہ (۱): احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو (۲)، صریح

بات (۳) میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے۔ مثلاً زید نے کہا خدا

(۲) ہیں، اس میں یہ تاویل ہو جائے کہ لفظ خدا سے بحذف مضاف حکم خدا مراد ہے

یعنی قضاء دو ہیں، مبرم و معلق (۴)، جیسے قرآن عظیم میں فرمایا اَلَا اَنْ يَّاتِيَ اللّٰهُ اَيُّ

اَمْرٍ اللّٰهُ (۵) عمرو کہے میں رسول اللہ ہوں، اس میں یہ تاویل گڑھ لی جائے کہ لغوی

معنی مراد ہیں (۶) یعنی خدا ہی نے اس کی روح بدن میں بھیجی، ایسی تاویلیں زینہار

(۱) ضروری نوٹس (۲) یعنی ایک لفظ کہہ کر اسکے وہی معنی مراد لے سکتے ہیں جو معنی اس لفظ کے واقعی بنتے

بھی ہوں (۳) یعنی واضح بات میں کوئی ایسا مطلب نہیں نکال سکتے جو اسکے عرفی مطلب کے خلاف

ہو لفظ خدا کا مطلب ہے وہ ذات جو خود بخود ہو جسے کسی نے پیدا نہ کیا ہو تو اب اگر کوئی شخص کہے ”میں

خدا ہوں“ یعنی خود آیا ہوں تو اسکا یہ دعویٰ نہیں مانا جائے گا اور اسے کافر کہا جائے گا کیونکہ شریعت

میں لفظ خدا سے معبود مراد ہے اور یہی معنی مشہور ہے تو اب کسی دور کے معنی کا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے

گا۔ یونہی لفظ صلوٰۃ کا لفظی معنی سرین ہلانا بھی ہے تو اگر کوئی شخص کہے کہ قرآن میں اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ سے

مراد ڈانس کرتے رہو تو اسکی بکواس نہیں سنی جائے گی کیونکہ شریعت میں صلوٰۃ کا معنی ہے مخصوص

طریقے سے نماز پڑھنا (۴) یعنی کہا کہ خدا دو ہیں تو قطعاً کافر ہے اسکا یہ قول نہیں مانا جائے گا کہ

میرے قول میں خدا سے مراد حکم خدا ہے یعنی خدا کا حکم دو طرح سے ہے ایک وہ جو طے شدہ (مبرم)

ہے اور دوسرا کسی شرط سے مشروط ہے (۵) مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ آئے یعنی اللہ کا حکم تشریف لائے

(۶) (یعنی لفظی معنی کہ) اللہ نے مجھے بھیجا ہے۔

مستموع نہیں (۱)۔

شفاء شریف میں ہے اِدْعَاؤُهُ التَّوْوِيلَ فِي لَفْظِ صَرَاحٍ لَا يَقْبَلُ  
ترجمہ ”صريح لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہیں سنا جاتا (۲)۔

شرح شفاء قاری میں ہے هُوَ مَرْدُوْدٌ عِنْدَ الْقَوَاعِدِ الشَّرْعِيَّةِ  
ترجمہ ”ایسا دعویٰ شریعت میں مردود ہے“۔

نسیم البریاض میں ہے لَا يُلْتَفَتُ لِمِثْلِهِ وَ يُعَدُّ هَذَا يَانَا۔ ترجمہ ”ایسی  
تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا (۳)“ اور ہدیان سمجھی جائے گی (۴)۔

فتاویٰ خلاصہ و فصول عمادیہ جامع الفصولین و فتاویٰ ہندیہ وغیرہا میں ہے۔  
وَاللَّفْظُ لِلْعَمَادِي قَالَ اَنَا رَسُولُ اللَّهِ اَوْ قَالَ بِالْفَارِسِيَّةِ مَنْ يَخْتَلِعُ مِنْ يَدِي

(۱) ہرگز سننے کے قابل نہیں ہرگز نہ مانی جائیں گی (۲) واضح لفظ سے اسکے ظاہری معنی ہی سمجھے جاتے  
ہیں ظاہری معنی کے خلاف مطلب لینے کا دعویٰ قابل قبول نہیں۔ مثلاً کوئی شخص کہے ”میں خدا ہوں پھر  
اسکی تاویل یہ کرے کہ میرا مطلب یہ تھا کہ میں خدا کا بندہ ہوں۔ تو اس کا دعویٰ درست نہیں مانا جائیگا۔  
یونہی جو الفاظ عام بول چال یا شریعت میں کسی خاص معنی کیلئے بولے جاتے ہیں تو ان الفاظ سے وہی  
مطلب لیا جائے گا مثلاً کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا تجھے طلاق ہے تو اس سے طلاق ہی سمجھی جائے  
گی اور اگر وہ یہ دعویٰ کرے کہ طلاق سے میرا مطلب تھا کہ تیرے میکے جانے پہ پابندی نہیں تو آزاد  
ہے کیونکہ طلاق کا لفظی مطلب آزادی ہے تو اس کا یہ دعویٰ نہیں سنا جائے گا کیونکہ شریعت میں لفظ طلاق  
سے خاص معنی (نکاح کا خاتمہ) ہی مراد لئے جاتے ہیں چنانچہ اگر کسی نے حضور ﷺ کی شان میں  
ایسے الفاظ کہے جو توہین کیلئے بولے جاتے ہیں تو اس پر حکم کفر لگے گا چاہے انکا لفظی ترجمہ کچھ اور بنتا  
ہو (۳) ایسے قول کی طرف بالکل توجہ نہ کی جائے گی (۴) اور وہ تاویل بکواس سمجھی جائے گی۔

یہ من پیغام می برم یُکْفَرُ ترجمہ ”یعنی اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اللہ کا رسول یا پیغمبر کہے اور معنی یہ لے کہ میں پیغام لے جاتا ہوں، قاصد ہوں تو وہ کافر ہو جائے گا“ یہ تاویل نہ سنی جائے گی، فَاَحْفَظْ۔

## مکر چھارم

انکار، یعنی جس نے ان بدگویوں کی کتابیں نہ دیکھیں اس کے سامنے صاف مکر جاتے ہیں (۱) کہ ان لوگوں نے یہ کلمات کہیں نہ کہے اور جو ان کی چھپی ہوئی کتابیں تحریریں دکھا دیتا ہے۔ اگر ذی علم ہو تو (۲) ناک چڑھا کر منہ بنا کر چل دے یا آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بگمال بے حیائی صاف کہہ دیا کہ آپ معقول بھی کر دیجئے تو میں وہی کہے جاؤں گا (۳) اور بیچارہ بے علم ہو تو اس سے کہہ دیا ان عبارتوں کا یہ مطلب نہیں اور آخر میں ہے کیا، یہ در بطنِ قائل (یعنی ان عبارتوں کا مطلب تو کہنے والا ہی جانتا ہے)، اس کے جواب کو وہی آیت کریمہ کافی ہے کہ یَخْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوا ط وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ ”خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا حالانکہ بے شک ضرور وہ یہ کفر کے بول بولے اور مسلمان ہوئے پیچھے، کافر ہو گئے، (توبہ/۷۴)۔ (۴)

(۱) صاف انکار کر دیتے ہیں (۲) یعنی اگر ان گستاخوں کی عبارتوں کو دکھانے والا صاحب علم ہو تو یہ گستاخوں کے پیروکار، منہ بنا کر ناک چڑھا کر ڈھیٹ بن کر چلے جاتے ہیں (۳) صاف انکار کر دیتے ہیں (۴) ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے۔

ع ہوتی آئی ہے کہ انکار کیا کرتے ہیں (۱)

ان لوگوں کی وہ کتابیں (۲) جن میں کلمات کفریہ ہیں مدتوں سے انہوں نے خود اپنی زندگی میں چھاپ کر شائع کیں اور ان میں بعض دو دو بار چھپیں مدتہامت (۳) سے علمائے اہلسنت نے ان کے رد چھاپے، مواخذے (۴) کئے وہ فتوے (۵) جس میں اللہ تعالیٰ ﷻ کو صاف صاف کاذب جھوٹا مانا ہے اور جس کی اصل مہری و دستخطی اس وقت تک محفوظ ہے اور اس کے نوٹو بھی لئے گئے جن میں سے ایک نوٹو کہ علمائے حریم شریفین کو دکھانے کے لئے مع دیگر کتب دشنامیاں، گیا تھا سرکار مدینہ طیبہ میں بھی موجود ہے۔

یہ تگذیبِ خدا کا ناپاک فتویٰ اٹھارہ برس ہوئے ربیع الاخر ۱۳۰۸ھ میں رسالہ صیان الناس کے ساتھ مطبع حدیقۃ العلوم میرٹھ میں مع رد کے شائع ہو چکا (۶) پھر ۱۳۱۸ھ مطبع گلزار حسنی بمبئی میں اس کا اور مفصل رد (۷) چھپا، پھر ۱۳۲۰ھ میں پٹنہ عظیم آباد مطبع تحفہ حنفیہ میں اس کا اور قاہرہ رد (۸) چھپا اور فتوے دینے والا جمادی الآخر ۱۳۲۳ھ میں مرا، اور مرتے دم تک ساکت رہا (۹) نہ یہ کہا کہ وہ فتویٰ میرا نہیں حالانکہ

(۱) یہ ان لوگوں کی پرانی عادت ہے کہ یہ لوگ انکار کر دیتے ہیں یعنی کہہ کر مگر جاتے ہیں (۲) یعنی براہین قاطعہ و حفظ الایمان و تحذیر الناس و کتب قادیانی وغیرہا فتاویٰ گنگوہی (۳) بہت عرصے تک (۴) باز پرس کی۔ پوچھ گچھ کی (۵) براہین قاطعہ و حفظ الایمان (۶) جواب کے ساتھ چھپ چکا ہے (۷) تفصیلی جواب (۸) زبردست جواب (۹) مرنے تک اپنے فتوے اور اس کے جواب تک خاموش رہا۔

خود چھاپی ہوئی کتابوں سے فتویٰ کا انکار کر دینا سہل تھا نہ یہی بتایا کہ مطلب وہ نہیں جو علمائے اہل سنت بتا رہے ہیں بلکہ میرا مطلب یہ ہے، نہ کفر صریح کی نسبت، کوئی سہل بات تھی جس پر التفات نہ کیا (۱)۔ زید سے اس کا ایک مہری فتویٰ اس کی زندگی و تندرستی میں علانیہ نقل کیا جائے اور وہ قطعاً یقیناً صریح کفر ہو اور سالہا سال اس کی اشاعت ہوتی رہے، لوگ اس کا رد، چھاپا کریں، زید کو اس کی بناء پر کافر بتایا کریں، زید اس کے بعد پندرہ برس جئے اور یہ سب کچھ دیکھے سنے اور اس فتویٰ کی اپنی طرف نسبت سے انکار اصلاً شائع نہ کرے بلکہ دم سادھے رہے یہاں تک کہ دم نکل جائے، کیا کوئی عاقل (۲) گمان کر سکتا ہے کہ اس نسبت سے اُسے انکار تھا یا اس کا مطلب کچھ اور تھا اور ان میں کے جو زندہ ہیں آج کے دم تک ساکت ہیں، نہ اپنی چھاپی کتابوں سے منکر ہو سکتے ہیں نہ اپنی دشناموں کا اور مطلب گھڑ سکتے ہیں۔

۱۳۲۰ھ میں ان کے تمام کفریات کا مجموعہ یکجائی رد (۳) شائع ہوا۔ پھر ان دشنامیوں کے متعلق، کچھ عمائد مسلمین علمی سوالات ان میں کے سرغنہ (۴) کے پاس لے گئے، سوالوں پر جو حالت سراسیمگی (۵) بے حد پیدا ہوئی، دیکھنے والوں سے اس کی کیفیت پوچھیے مگر اس وقت بھی ان تحریرات سے انکار ہو سکا نہ کوئی مطلب گڑھنے پر

(۱) اور علماء اہل سنت نے اسے کافر کہا کیا یہ کوئی چھوٹی سی بات تھی جسکی طرف توجہ نہ کی؟ یعنی اس طرف لازمی طور پر توجہ کرنا چاہیے تھی مگر نہ کی (۲) عقلمند سوچ سکتا ہے (۳) تمام کفریات کا ایک ہی کتاب میں جواب چھپا (۴) گرو یعنی تھانوی صاحب (۵) گبھراہٹ و خوف۔



قدرت پائی (۱) بلکہ کہا تو یہ کہ ”میں مباحثہ کے واسطے نہیں آیا، نہ مباحثہ چاہتا ہوں، میں اس فن میں جاہل ہوں اور میرے اساتذہ بھی جاہل ہیں معقول بھی کر دیجئے (۲) میں تو وہی کہے جاؤں گا۔“

وہ سوالات اور اس واقعہ کا مفصل ذکر بھی جہی ۱۵ جمادی الآخرة ۱۳۲۳ھ کو چھاپ کر سرغنہ و اثبائع (۳) سب کے ہاتھ میں دے دیا گیا، اسے بھی چوتھا سال ہے صدائے پر نخواست (۴)۔ ان تمام حالات کے بعد وہ انکاری مکر ایسا ہی ہے کہ سرے سے یہی کہہ دیجئے کہ اللہ و رسول کو یہ دشنام دہندہ لوگ دنیا میں پیدا ہی نہ ہوئے، یہ سب بناوٹ ہے۔ اس کا علاج کیا ہو سکتا ہے، اللہ تعالیٰ ﷻ حیا دے۔

### مکر پنجم

جب حضرات کو کچھ بن نہیں پڑتی، کسی طرف مفر (۵) نظر نہیں آتی اور یہ توفیق اللہ واحد قہار نہیں دیتا کہ توبہ کریں اللہ تعالیٰ ﷻ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں جو گستاخیاں بکریں، جو گالیاں دیں، ان سے باز آئیں جیسے گالیاں چھاپیں ان سے رجوع (۶) کا بھی اعلان دیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”إِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً فَأَحْدِثْ عِنْدَهَا تَوْبَةً السِّرِّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ بِالْعَلَانِيَةِ“۔ ترجمہ: ”جب

(۱) کوئی دوسرا مطلب نہ بنا سکے (۲) عقلاً ثابت بھی کر دیں کہ میں غلط ہوں تب بھی میں نہ مانو (۳) استغفر اللہ یہ ہٹ دھرمی (۴) چیلوں۔۔۔ چچوں (۵) کوئی شنوائی نہ ہوئی (۶) بھاگنے یا فرار ہونے کی جگہ۔ بھاگنے کا راستہ (۶) توبہ۔

توبہ کی توفیر اور علانیہ کی علانیہ“ (رواہ الإمام أحمد فی الزهد و الطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی الشعب عن معاذ بن جبل رضی تعالیٰ عنہ بسند حسن جید)

اور فتوائے کریمہ (۱) یَضُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَ يَبْغُونَهَا عِوَجًا (۲) راہ خدا سے روکنا ضرور۔ ناچار (۳) عوام مسلمین کو بھڑکانے اور دن دہاڑے ان پر اندھیری ڈالنے کو (۴) یہ چال چلتے ہیں کہ علمائے اہل سنت کے فتوائے تکفیر (۵) کا کیا اعتبار؟ یہ لوگ ذرا ذرا سی بات پر کافر کہہ دیتے ہیں، ان کی مشین میں ہمیشہ کفر ہی کے فتوے چھپا کرتے ہیں۔ اسمعیل دہلوی کو کافر کہہ دیا..... مولوی اسحاق صاحب کو کہہ دیا..... مولوی عبدالحی صاحب کو کہہ دیا.....، پھر جن کی حیا اور بڑھی ہوئی ہے (۶) وہ اتنا اور ملاتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو کہہ دیا..... شاہ ولی اللہ صاحب کو کہہ دیا..... حاجی امداد اللہ صاحب کو کہہ دیا..... مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب کو کہہ دیا..... پھر جو پورے ہی حد حیا سے اونچا گزر گئے (۷) وہ یہاں تک بڑھتے ہیں کہ (عِیَاذَ بِاللَّهِ) (۸) حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو کہہ دیا۔ غرض جسے جس کا زیادہ معتقد (۹) پایا اس کے سامنے اسی کا نام لے دیا کہ انہوں نے اسے کافر کہہ

(۱) اس آیت طیبہ کے عین مطابق (۲) ترجمہ: اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی (ٹیزھا پن)

چاہتے ہیں (ہود۔ ۱۹) (۳) بے بسی سے (۴) دھوکہ دینے کیلئے (۵) کفر کے فتووں کا (۶) جنگلی

حیانت ہو چکی ہوتی ہے (۷) پورے ہی بے حیا ہو چکے ہیں (۸) اللہ کی پناہ (۹) عقیدت مند۔

دیا یہاں تک کہ ان میں کے بعض بزرگواروں نے مولانا شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی مرحوم و مغفور سے جا کر جڑوی (۱) کہ معاذ اللہ حضرت سیدنا شیخ اکبر محی الدین عربی قدس سرہ کو کافر کہہ دیا۔ مولانا کو اللہ تعالیٰ ﷻ جنت عالیہ عطا فرمائے۔ انہوں نے آیت کریمہ: **إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا** (۲) پر عمل فرمایا۔ خط لکھ کر دریافت کیا جس پر یہاں سے رسالہ **انجاء البری عن وسواس المفتري** لکھ کر ارسال ہوا اور مولانا نے مفتري کذاب پر لا حول شریف کا تحفہ بھیجا (۳) غرض ہمیشہ ایسے ہی افتراء اٹھایا کرتے ہیں (۴) جس کا جواب وہ ہے جو:

### تَمَّارًا رَبِّ عَزَّوَجَلَّ فَرَمَاتَاهُ:

”إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ“

ترجمہ:- جھوٹے افتراء وہی باندھتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔ (نحل/۱۰۵)

اور فرماتا ہے:

فَنُجْعَلُ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكٰذِبِينَ

ترجمہ:- ہم اللہ کی لعنت ڈالیں جھوٹوں پر۔ (آل عمران/۶۱)

مسلمانو! اس مکرِ خفیف (۵) و کیدِ ضعیف (۶) کا فیصلہ کچھ ڈشوار نہیں، ان

صاحبوں سے ثبوت مانگو کہ کہہ دیا کہہ دیا فرماتے ہو، کچھ ثبوت دکھاتے ہو، کہاں کہہ

(۱) جا کر جھوٹی چغلی لگا دی (۲) ترجمہ کنز الایمان: اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے تو تحقیق

کر لو (حجرات-۶) (۳) یعنی حضرت نے اس جھوٹا الزام لگانے والے کذاب پر لا حول پڑھی

(۴) جھوٹے الزام لگایا کرتے ہیں (۵) کمزور اور ضعیف چال بازی (۶) کمزور دھوکے۔

دیا؟ کس کتاب، کس رسالے، کس فتوے، کس پرچے میں کہہ دیا؟ ہاں ہاں ثبوت رکھتے ہو تو کس دن کے لئے اٹھا رکھا ہے (۱) دکھاؤ اور نہیں دکھا سکتے اور اللہ جانتا ہے کہ نہیں دکھا سکتے تو دیکھو قرآن عظیم تمہارے کذاب ہونے کی گواہی دیتا ہے، مسلمانو!

### تَمَّارًا رَبِّ عَزَّوَجَلَّ فَرَمَاتَاهُ:

فَاذْلَمَ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَئِكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ الْكٰذِبُونَ

ترجمہ: جب ثبوت نہ لاسکیں تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں۔ (النور/۱۳)

مسلمانو! آزمائے کو کیا آزمانا، بارہا ہو چکا ان حضرات نے بڑے زور شور سے یہ دعوے کئے اور جب کسی مسلمان نے ثبوت مانگا، فوراً پیٹھ پھیر گئے اور پھر منہ نہ دکھا سکے مگر حیا اتنی ہے کہ وہ رٹ، جو منہ کو لگ گئی ہے، نہیں چھوڑتے، اور چھوڑیں کیونکر کہ مرتا کیا نہ کرتا (۲)، اب خدا اور رسول کو گالیاں دینے والوں کے کفر پر پردہ ڈالنے کا آخری حیلہ یہی رہ گیا ہے کہ کسی طرح عوام بھائیوں کے ذہن میں جم جائے کہ علمائے اہل سنت یونہی بلا وجہ لوگوں کو کافر کہہ دیا کرتے ہیں ایسا ہی ان دشنامیوں کو بھی کہہ دیا ہوگا۔

مسلمانو! ان مفتریوں کے پاس ثبوت کہاں سے آیا؟ کہ من گھڑت کا ثبوت

ہی کیا وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخٰثِنِينَ (۳) ان کا ادعائے باطل (۴) تو اسی

(۱) کس دن کے انتظار میں وہ ثبوت سنبھال کر رکھا ہے (۲) مرنے والا اپنی جان بچانے کیلئے سب

کچھ کر گزرتا ہے (۳) ترجمہ کنز الایمان: اور بے شک اللہ تعالیٰ دغا بازوں کا مکر نہیں چلنے

دیتا (یوسف-۵۲) (۴) جھوٹا دعویٰ۔

قدر سے باطل ہو گیا۔

### تَمَّارًا رَبَّ عَزَّوَجَلَّ فَرَمَاتَا هِيَ :

”قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ“

ترجمہ: ”لاؤ اپنی برہان (۱) اگر سچے ہو“ (النمل/۶۳)

اس سے زیادہ کی ہمیں حاجت نہ تھی مگر بفضلہ تعالیٰ ہم ان کی کڈابی (۲) کا وہ

روشن ثبوت دیں کہ ہر مسلمان پر ان کا مفتری ہونا آفتاب (۳) سے زیادہ ظاہر

ہو جائے۔ ثبوت بھی بجمہ تعالیٰ عَلَيْهِ السَّلَام تحریری وہ بھی چھپا ہوا وہ بھی نہ آج کا، بلکہ سالہا سال

کا، جن جن کی تکفیر کا اٹھام (۴) علمائے اہل سنت پر رکھا ان میں سب سے زیادہ گنجائش

اگر ان صاحبوں کو ملتی تو اسمعیل دہلوی میں کہ بیشک علمائے اہلسنت نے اس کے کلام

میں بکثرت کلمات کفریہ ثابت کئے اور شائع فرمائے بایں ہمہ (۵) اولاً سُبْحَانَ

السُّبُوحِ عَنْ عَيْبِ كَذِبِ مَقْبُوحِ (۶)، (۱۳۰۷ھ) دیکھئے کہ بار اول (۷)

(۱۳۰۹ھ) میں لکھنؤ مطبع انوار محمدی میں چھپا جس میں بدلائل قاہرہ (۸)

دہلوی مذکورہ (۹) اور اس کے اتباع پر پچھتر/۷۵ وجہ سے لزوم کفر ثابت کر کے (۱۰) صفحہ

۹۰ پر حکم اخیر یہی لکھا کہ علمائے محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے وَ هُوَ

(۱) دلیل، گواہ (۲) جھوٹا ہونے (۳) سورج (۴) جھوٹا الزام، تہمت (۵) اسکے باوجود (۶) مجدد

اعظم امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے ایک رسالے کا نام ہے جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ ہر طرح جھوٹ

سے بڑی ہے (۷) پہلی مرتبہ (۸) زبردست دلیلوں کے ساتھ (۹) یعنی اسمعیل دہلوی (۱۰) یعنی

پچھتر/۷۵ طرح سے کفر کا لازم ہونا ثابت کیا ہے۔

الْجَوَابُ وَبِهِ يُفْتَى وَ عَلَيْهِ الْفَتْوَى وَ هُوَ الْمَذْهَبُ وَ عَلَيْهِ الْإِعْتِمَادُ وَ فِيهِ السَّلَامَةُ وَ فِيهِ السَّدُّ۔ یعنی یہی جواب ہے اور اسی پر فتویٰ ہوا اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامتی اور اسی میں استقامت۔

ثَانِيًا الْكُوكِبَةُ الشَّهَابِيَّةُ فِي كُفْرِيَّاتِ أَبِي الْوَهَابِيَّةِ (۱) دیکھئے جو خاص اسمعیل دہلوی اور اس کے متبعین (۲) ہی کے رد میں تصنیف ہوا اور بار اول شعبان ۱۳۱۶ھ میں عظیم آباد مطبع تحفہ حنفیہ میں چھپا۔ جس میں نصوص جلیلہ قرآن مجید واحادیث صحیحہ وتصریحات ائمہ سے بحوالہ صفحات کتب معتمدہ (۳) اس پر ستر ۷۰ وجہ (۴) بلکہ زائد سے لزوم کفر (۵) ثابت کیا اور بالآخر یہی لکھا (ص ۶۲) ہمارے

(۱) الكوكبة الشهابية في كفريات أبي الوهابية ، مجدداً عظم امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے ایک رسالے کا نام ہے (۲) شاگرد۔ پیروکار۔ چیلے (۳) قرآن مجید واحادیث صحیحہ کی اور ائمہ کرام کی کھلی کھلی عبارتوں سے یعنی جن کتابوں پر علماء اہل سنت کا اعتماد ہے ان کتابوں کے صفحات کے حوالوں کے ساتھ (۴) ستر طرح سے (۵) کفر کی اقسام: کفر کی دو قسمیں ہیں ۱۔ کفر لزومی ۲۔ کفر التزامی، دونوں قسموں کے کفر کی تعریفیں اور احکام ذیل میں ملاحظہ فرمائیں امام اہلسنت، مجددین، امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ اپنے رب کے پاس سے لائے ان سب باتوں میں ان کی تصدیق کرنا اور سچے دل سے ان کی ایک ایک بات پر یقین لانا ایمان ہے اور معاذ اللہ! ان میں سے کسی بات کا جھٹلانا اور اس میں ادنیٰ شک لانا کفر ہے پھر اس کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ کفر لزومی: کفر لزومی یہ ہے کہ جو بات اس نے کہی وہ عین کفر تو نہیں مگر کفر تک پہنچانے والی ہے یعنی کلام کا انجام اور حکم کا لازم کفر حقیقی ہے مراد یہ کہ اگر مقدمات کو ترتیب دیا جائے اور ◀



نزدیک مقام احتیاط میں اِکفار (۱) سے کُفّ لسان (۲) ماخوذ و مختار و مناسب (۳)  
وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهُ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ۔

ثالثاً سِیْلُ السُّیُوفِ الْهِنْدِیَّةِ عَلٰی كُفْرِیَاتِ بَابِ النَّجْدِیَّةِ

▶ تقریبات کو مکمل کرتے جائیں تو بالآخر کسی ضروری دینی کارکن کا انکار لازم آئے، جیسے رافضیوں کا حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت کا انکار کرنا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ تمام صحابہ گمراہ ہوں اور یہ بات قطعی طور پر کفر ہے مگر شیعوں نے اس بات کا صراحتاً اقرار نہ کیا بلکہ اپنے طور پر زبانی دعووں سے بعض صحابہ کرام مثلاً اہلبیت کرام کو اپنا پیشوا مانے لگے ہیں، اس کفر لزومی کے بارے میں علمائے اہلسنت مختلف ہو گئے، جنہوں نے کلام کے انجام و لازم کی طرف نظر کی انہوں نے کفر کا حکم لگایا اور تحقیق یہ ہے کہ کفر نہیں بلکہ بدعت و بد مذہبی و گمراہی ہے (فتاویٰ رضویہ، جدید ج ۱۵ ص ۲۳۱)

۲۔ کفر التزامی: التزامی یہ کہ ضروریات دین میں سے کسی شے کا صراحتاً سے انکار کرے یہ قطعاً جماعاً کفر ہے اگرچہ کفر کے نام سے چڑے اور کمال اسلام کا دعویٰ کرے۔ کفر التزامی کے یہی معنی نہیں کہ صاف صاف اپنے کافر ہونے کا اقرار کرتا ہو جیسا کہ بعض جاہل لوگ سمجھتے ہیں ایسا اقرار تو بہت سے کافر لوگوں میں بھی نہ پایا جائے گا۔ ہم نے بہت سے ہندوؤں کو دیکھا ہے کہ کافر کہلانے سے چڑتے ہیں بلکہ کفر التزامی کا یہ معنی ہے کہ جو انکار اس سے صادر ہوا جس بات کا اس نے دعویٰ کیا وہ بعینہ کفر اور ضروریات دین کے خلاف ہو جیسے نیچری فرقے نے فرشتوں، جنوں، شیطان، آسمان، جنت، جہنم، اور معجزات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ان معنوں پر انکار کیا جو مسلمانوں کے نزدیک حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو اتر سے ثابت ہیں، نیچریوں نے مذکورہ تمام چیزوں کے اپنی طرف سے گھڑ کر مفہوم بیان کئے، ان کی تاویلیں ہرگز ہرگز انہیں کفر سے نہیں بچا سکیں گی اور نہ ہی اسلام سے محبت اور قوم سے ہمدردی کے جھوٹے دعوے کام آئیں گے۔ (مخلص از فتاویٰ رضویہ جدید جلد ۱۵ ص ۲۳۱)

۱۳۱۲ھ (۱) دیکھئے کے صفر ۱۳۱۲ھ کو عظیم آباد میں چھپا، اس میں اسمعیل دہلوی اور اس کے تبعین پر بوجہ قاہرہ لزوم کفر کا ثبوت دے کر صفحہ ۲۱، ۲۲ پر لکھا یہ حکم فقہی متعلق بہ کلمات سفی تھا (۲) مگر اللہ تعالیٰ ﷻ کی بے شمار رحمتیں، بے حد برکتیں، ہمارے علمائے کرام پر کہ یہ کچھ دیکھتے۔ اس طائفہ (۳) کے پیر سے بات بات پر سچے مسلمانوں کی نسبت حکم کفر و شرک سنتے ہیں (۴)، بایں ہمہ (۵) نہ شدت غضب دامن احتیاط ان کے ہاتھ سے چھڑاتی ہے، نہ قوت انتقام حرکت میں آتی (۶)، وہ اب تک یہی تحقیق فرما رہے ہیں کہ لزوم و التزام میں فرق ہے اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات، اور قائل کو کافر مان لینا اور بات، ہم احتیاط برتیں گے، سکوت کریں گے، جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے، اہ مختصراً۔

رابعاً اِزَالَةُ الْعَارِبِ حَنْجِرِ الْكِرَائِمِ عَنْ كِلَابِ النَّارِ دیکھئے کہ بار

(۱) کافر کہنے سے (۲) زبان روکنا، خاموشی اختیار کرنا (۳) پسندیدہ اور مناسب ہے یعنی ہم نے اسے کافر کہنے سے اپنی زبان کو روک رکھا ہے یہی ہم نے اختیار کیا ہے اور یہی مناسب ہے۔  
 (۱) یہ بھی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا ایک مبارک رسالہ ہے۔ جس میں اسمعیل دہلوی کا رد ہے  
 (۲) یعنی کفر کا یہ شرعی حکم ان بے قوفانہ الفاظ کے متعلق تھا (ان الفاظ بولنے والے کو کافر نہیں کہا بلکہ کہا کہ یہ الفاظ کفریہ ہیں) (۳) گروہ (۴) یعنی اسمعیل دہلوی اور اسکے چیلے بات بات پر سچے مسلمانوں کو کافر و مشرک ٹھہراتے ہیں علماء اسلام رحمۃ اللہ علیہم یہ سب سنتے اور برداشت کرتے ہیں (۵) اسکے باوجود (۶) یعنی اسمعیل دہلوی سچے مسلمانوں کو بات بات پر کافر کہتا ہے لیکن علماء اہل سنت اسکے باوجود نہ تو کوئی انتقامی کارروائی کرتے ہیں اور نہ غصے کی شدت میں احتیاط کو ترک فرماتے ہیں (کہ اسے بلا وجہ کافر قرار دیتے)۔

اول ۱۳۱۷ھ کو عظیم آباد میں چھپا، اس میں صفحہ ۱۰ پر لکھا ہم اس باب میں قول متکلمین (۱) اختیار کرتے ہیں ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں نہ ضروری دین (۲) کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اُسے کافر نہیں کہتے۔

خامساً اسمعیل دہلوی کو بھی جانے دیجئے، یہی دشنامی لوگ جن کے کفر پر اب فتویٰ دیا ہے جب تک ان کی صریح دشنامیوں (۳) پر اطلاع نہ تھی، مسئلہ امکان کذب (۴) کے باعث ان پر اٹھتر ۸۷ وجہ سے لزوم کفر (۵) ثابت کئے (۶) سُبْحَانَ السُّبُوْحِ میں بالآخر صفحہ ۸۰ طبع اول پر یہی لکھا کہ حاشا للہ (۷) حاشا للہ ہزار ہزار بار حاشا للہ میں ہرگز ان کی تکفیر (۸) پسند نہیں کرتا، ان مقتدیوں (۹) یعنی

(۱) مسلمان علماء کا ایسا گروہ جو عقائد پر منطقی انداز میں بحث کرتا ہے (۲) ضرورت دین (اسکی وضاحت ہو چکی ہے) (۳) کھلم کھلا گالیوں پر (۴) یعنی اللہ ﷻ سے جھوٹ ممکن ہے یا نہیں (۵) ایسے کلمات جن میں ضروریات دین کا واضح طور پہ تو انکار نہیں کیا جاتا لیکن اگر ان کلمات کا نتیجہ اخذ کرتے جائیں تو بالآخر ضروریات دین میں سے کسی کا انکار بنتا ہو تو ان کلمات کو بولنے سے لزوم کفر کا حکم دیا جاتا ہے یعنی ان کلمات کا نتیجہ بالآخر کفر ہے یا ان کلمات کو کفر لازم ہے جبکہ التزام کفر یہ ہے کہ ضروریات دین میں سے کسی ایک کا بھی واضح طور پہ انکار کر دیا جائے، اس کو یوں سمجھئے کہ مثلاً کوئی شخص اللہ عزوجل کی وحدانیت کا انکار کر دے، یا اسکو عیب دار کہے، تو یہ کفر التزامی ہے اور اگر وہ ایسا کلمہ کہے جس سے بظاہر رب عزوجل کا انکار سمجھ میں نہ آتا ہو لیکن نتیجے کے اعتبار سے رب عزوجل کا انکار بنتا ہو تو اسے لزوم کفر کہیں گے۔ (۶) اٹھتر طریقوں سے اس (گنگوہی و انبیٹھوی) کے کلمات کو کفر یہ ثابت کر کے (۷) خدا کی قسم ہرگز نہیں (۸) کافر کہنا (۹) جیسے تھانوی صاحب کہ محمد رسول ﷺ کی جناب میں ان کی سختی گالی ۱۳۱۹ھ میں چھپی اس سے پہلے اپنے آپ کو سنی ظاہر کرتے بلکہ ایک وقت وہ تھا کہ مجلس میلاد مبارک میں شریک اہل اسلام ہوتے۔

مدعیانِ جدید (۱) کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ ان کی بدعت و ضلالت (۲) میں شک نہیں اور امام الطائفہ (اسمعیل دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے اہل لالہ الا اللہ (۳) کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر، آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے (۴) اور حکم اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے (۵) فَإِنَّ الْإِسْلَامَ يَغْلُو وَلَا يُغْلَى عَلَيْهِ (۶)۔

مسلمانو! مسلمانو! تمہیں اپنا دین و ایمان اور روز قیامت و حضور بارگاہِ رحمن یاد دلا کر استفسار ہے (۷) کہ جس بندۂ خدا کی دربارۂ تکفیر (۸) یہ شدید احتیاط یہ جلیل تصریحات (۹) اُس پر تکفیر، تکفیر کا افتراء (۱۰) کتنی بے حیائی، کیسا ظلم، کتنی گھنونی، ناپاک بات، مگر محمد رسول ﷺ فرماتے ہیں اور وہ جو کچھ فرماتے ہیں قطعاً حق فرماتے

(۱) نئے سرے سے یہ دعویٰ کرنے والے کہ اللہ ﷻ جھوٹ بول سکتا ہے یعنی گنگوہی اور انیسٹھوی (۲) دین میں بری بات ایجاد کرنے اور گمراہ ہونے میں تو شک نہیں ہے (۳) کلمہ پڑھنے والوں کو کافر کہنے سے منع فرمایا ہے (۴) یعنی مکمل طور پر یقین نہ ہو جائے کہ یہ شخص کافر ہو چکا ہے (۵) یعنی اس شخص کو مسلمان قرار دینے کیلئے کوئی ذرا سی گنجائش بھی باقی نہ رہے (۶) اس لئے کہ اسلام غالب ہے مغلوب نہیں تو جب تک اسلام کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا معنی اسلامی اسکے کلام میں ہو کفر کا حکم نہ دیں گے (۷) یعنی یہ بندۂ خدا (اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا اپنی طرف اشارہ ہے) تمہیں یاد دلاتا ہے کہ قیامت آئیگی اور اللہ ﷻ کی بارگاہ میں حاضر ہونا پڑے گا اس دن کو یاد کر کے بتاؤ کہ (۸) کسی کو کافر کہنے کے بارے میں (۹) مصنف کتاب مجدداً عظیم امام احمد رضا رضی اللہ عنہ نے کتنی واضح عبارتیں لکھیں کہ ہم انہیں کافر کہنا پسند نہیں کرتے جب تک کہ مجبور نہ ہو جائیں (۱۰) یعنی مجھ پر یہ الزام لگانا کہ فلاں کو کافر کہہ دیا فلاں کو کافر کہلا دیا کتنی بے حیائی کیسا ظلم اور کتنی گندی بات ہے۔

ہیں اِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا بَشِئْتَ جَب تَحْتِ حَيَانِه رَهے تُو جُو چَا هے كَر (۱)

بے حیا باش و آنچه خواہی کن (۲)

مسلمانو! یہ روشن ظاہر واضح قاہر عبارات تمہارے پیش نظر (۳) ہیں جنہیں

چھپے ہوئے دس ۱۰ دس ۱۰ اور بعض کو سترہ ۱۷ اور تصنیف کو انیس ۱۹ سال ہوئے (اور ان

دشنامیوں کی تکفیر تو اب چھ سال یعنی ۱۳۲۰ھ سے ہوئی ہے) جب سے المعتمد المستند

چھپی) ان عبارات کو بغور نظر فرماؤ اور اللہ ورسول ﷺ کے خوف کو سامنے رکھ کر

انصاف کرو یہ عباراتیں فقط ان مفتر یوں کا افتراء ہی رد نہیں کرتیں بلکہ صراحۃً صاف

صاف شہادت دے رہی ہیں کہ ایسی عظیم احتیاط والے نے ہرگز ان دشنامیوں کو کافر نہ

کہا جب تک یقینی، قطعی، واضح، روشن، جلی طور سے ان کا صریح کفر آفتاب سے زیادہ

ظاہر نہ ہو لیا جس میں اصلاً، اصلاً، ہرگز، ہرگز گنجائش، کوئی تاویل نہ نکل سکی کہ آخر یہ

بندۂ خدا وہی تو ہے جو انکے اکابر پر ستر/۷۰، ستر/۷۰ وجہ سے لزوم کفر کا ثبوت دے کر

یہی کہتا ہے کہ ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب

تک کہ وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لئے اصلاً کوئی

ضعیف سا ضعیف محمل باقی نہ رہے۔

یہ بندۂ خدا وہی تو ہے جو خود ان دشنامیوں کی نسبت (جب تک ان کی

(۱) البخاری کتاب الأنبياء باب : ما ذکر عن بنی اسرائیل (۲) بے حیا ہو جا اور

جو چاہے کر (۳) سامنے ہیں

دشنامیوں پر اطلاع یقینی نہ ہوئی تھی) اٹھتر ۷۸ وجہ سے بحکم فقہائے کرام لزوم کفر کا ثبوت دے کر یہی لکھ چکا تھا کہ ہزار ہزار بار حاشا للہ، میں ہرگز انکی تکفیر پسند نہیں کرتا (۱)۔ جب کیا ان سے کوئی ملاپ تھا اب رنجش ہوگئی؟ جب ان سے جائداد کی کوئی شرکت نہ تھی اب پیدا ہوئی؟ حاشا للہ مسلمانوں کا علاقہ محبت و عداوت، صرف محبت و عداوت خدا و رسول ﷺ و ﷺ ہے، جب تک ان دشنام دہوں سے دشنام صادر نہ ہوئی یا اللہ و رسول ﷺ و ﷺ کی جناب میں ان کی دشنام نہ دیکھی سنی تھی، اس وقت تک کلمہ گوئی کا پاس لازم تھا (۲)، غایت احتیاط سے کام لیا (۳) حتیٰ کہ فقہائے کرام کے حکم سے طرح طرح ان پر کفر لازم تھا مگر احتیاطاً ان کا ساتھ نہ دیا اور متکلمین عظام کا مسلک اختیار کیا۔ جب صاف صریح انکار ضروریات دین و دشنام دہی رب العلمین و سید المرسلین ﷺ و ﷺ آنکھ سے دیکھی (۴) تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا (۵) کہ اکابر ائمہ دین کی تصریحیں (۶) سن چکے کہ مَنْ شَكَّ فِي عَذَابِهِ وَ كُفِّرِهِ

(۱) یعنی اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں نے ان گالی بکنے والوں کو اس وقت تک کافر نہ کہا جب تک کہ صاف واضح اور یقینی طور پر ان کا کفر سورج سے زیادہ ظاہر نہ ہو گیا۔ اس وقت تک انکو کافر کہنے میں احتیاط برتی (۲) یعنی انکے کلمہ پڑھنے کا لحاظ کرنا ضروری تھا (۳) انتہائی احتیاط کی (۴) یعنی جب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ یہ لوگ ضروریات دین کا انکار کرتے ہیں مثلاً آقا ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتے اور اللہ ﷻ اور سرکار ﷺ کو گالیاں دیتے ہیں مثلاً اللہ ﷻ کو معاذ اللہ جھوٹا کہا اور آقا ﷺ کو علم میں شیطان سے کم اور جانوروں کے برابر بتایا معاذ اللہ (۵) تو اب کافر کہنا ضروری تھا (۶) بڑے بڑے علماء دین رحمۃ اللہ علیہم کی کھلم کھلا وضاحتیں سن چکے کہ جو انکے کافر ہونے اور عذاب کا مستحق ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔



فَقَدْ كَفَرَ: ترجمہ ”جو ایسے کے معذب و کافر ہونے میں شک کرنے خود کافر ہے۔“ اپنا اور اپنے بھائیوں عوام اہل اسلام کا ایمان بچانا ضروری تھا لہذا جرم حکم کفر دیا (۱) اور شائع کیا وَذَلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ۔ ترجمہ: اور یہی ظالموں کی سزا ہے۔

### تَمَّازًا رَبِّ عَزَّوَجَلَّ فَرَمَاتَاہِ:

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

ترجمہ: کہہ دو کہ آیا حق اور مٹا باطل بے شک باطل کو ضرور مٹنا ہی تھا (بنی اسرائیل/ ۸۱)

اور فرماتا ہے: ”لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ بَعْدَ تَبَيَّنِ الرَّشْدِ مِنَ الْغَيِّ ج“

ترجمہ کنز الایمان: ”کچھ زبردستی نہیں دین میں بے شک خوب جدا ہو گئی ہے نیک راہ

گمراہی سے“ (۲)۔ (البقرہ ۲۵۶)

یہاں چار مرحلے تھے: جو کچھ ان دشنامیوں نے لکھا، چھاپا ضرور وہ

اللہ ورسول جل وعلا ﷺ کی توہین و دشنام تھا۔ اللہ ورسول جل وعلا ﷺ کی توہین

کرنیوالا کافر ہے۔ جو انہیں کافر نہ کہے، جو ان کا پاس لحاظ رکھے جو ان کی اُستادی یا

رشتے یا دوستی کا خیال کرے وہ بھی ان میں سے ہے، ان ہی کی طرح کافر ہے،

قیامت میں ان کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا۔ جو عذرو مگر، جہال و ضلال

(۲) یہاں بیان کرتے ہیں سب باطل و ناروا اور (۳) پاؤں ہوا (۴) ہیں۔ یہ

چاروں بجز اللہ تعالیٰ بروجہ اعلیٰ (۵) واضح روشن ہو گئے جن کے ثبوت قرآن عظیم ہی

(۱) تو یقیناً انہیں کافر کہا (۲) جاہل اور گمراہ لوگ (۳) غلط و ناجائز و بے کار (۴) کمزور

(۵) اچھے اور بہترین طریقے سے۔

کی آیات کریمہ نے دیئے۔ اب ایک پہلو پر جنت و سعادت سَرمَدی، دوسری طرف شقاوت (۱) و جہنم ابدی (۲) ہے، جسے جو پسند آئے اختیار کرنے مگر اتنا سمجھ لو کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا دامن چھوڑ کر زید و عمرو (۳) کا ساتھ دینے والا کبھی فلاح نہ پائے گا (۴)، باقی ہدایت رب العزت کے اختیار میں ہے۔

بات بجز اللہ تعالیٰ ﷻ ہر ذی علم مسلمان کے نزدیک اعلیٰ بدیہیات سے تھی (۵) مگر ہمارے عوام بھائیوں کو مہر میں دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے، مہر میں علمائے کرام حرمین طیبین (۶) سے زائد کہاں کی ہوں گی جہاں سے دین کا آغاز ہوا اور بحکم احادیث صحیحہ کبھی وہاں شیطان کا دور دورہ (۷) نہ ہوگا لہذا اپنے بھائیوں کی زیادت اطمینان (۸) کو مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے علمائے کرام و مفتیان عظام (۹) کے حضور فتویٰ پیش ہوا جس خوبی و خوش اُسلوبی (۱۰) و جوشِ دینی سے ان عمائد اسلام (۱۱) نے

(۱) بدبختی (۲) ہمیشہ کیلئے جہنم کا عذاب (۳) یہ نام مثال کے طور پر استعمال کیئے جاتے ہیں یہاں ان سے گستاخ مراد ہیں (۴) کامیابی نہ پائے گا (۵) یعنی اتنی زیادہ واضح تھی کہ جس کے سمجھنے کے لئے کسی دلیل وغیرہ کی بالکل ضرورت نہیں تھی۔ بدیہی اسے کہتے ہیں جو اتنا واضح ہو کہ سمجھنے کیلئے دلیل کی ضرورت نہ پڑے مثلاً دن کے وقت سورج ہوتا ہے رات کے وقت سورج سامنے نہیں ہوتا، برف ٹھنڈی ہے، آگ گرم ہے، وغیرہا، بدیہی کی جمع بدیہیات (۶) مکہ مکرمہ و مدینہ شریف کے علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم (۷) خاص و عام پر مکمل کنٹرول (۸) مکمل طور پر تسلی کرنے کیلئے (۹) بڑے بڑے مفتی حضرات کے سامنے (۱۰) اچھے طریقے سے (۱۱) بزرگان دین، اسلام کے بڑے بڑے علماء رحمۃ اللہ علیہم۔

تصدیقیں فرمائیں بحمد اللہ تعالیٰ ﷺ کتاب مستطاب (۱) ”حُسَامُ الْحَرَمَيْنِ عَلِي

مَنْحَرِ الْكُفْرِ وَالْمَيْنِ“ میں گرامی بھائیوں کے پیش نظر اور ہر صفحہ کے مقابلے میں

اردو (۲) میں اس کا ترجمہ مبین احکام (۳) و تصدیقات اعلام (۴) جلوہ گر۔

الہی! اسلامی بھائیوں کو قبول حق کی توفیق عطا فرما اور ضد و نفسانیت (۵) یا

تیرے اور تیرے حبیب ﷺ کے مقابلے، زید و عمرو کی حمایت سے بچا صدقہ محمد رسول اللہ

ﷺ کی وجاہت کا (۶)، آمین، آمین، آمین۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ط و

أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَأَكْمَلُ السَّلَامِ عَلَي سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَ

حِزْبِهِ أَجْمَعِينَ آمِينَ (۷)

(۱) فائدہ مند و مبارک کتاب (۲) آسان اردو میں (۳) واضح احکامات۔ صاف کھلی باتیں

(۴) علماء کرام کی تصدیقات (۵) نفس کی پیروی کرنا اور ہٹ دھرمی سے کام لینا (۶) بزرگی

، مرتبے کا۔ (۷) ”اور تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور ہمارے

سردار محمد ﷺ اور انکی آل اور اصحاب اور امت پر افضل درود اور اکمل سلام ہو۔“ آمین

عرب و عجم کے اُن علماء کرام کے اسماء جنہوں نے امام  
 اہلسنت رضی اللہ عنہ کے تکفیری فتویٰ کی تصدیق فرمائی:  
 اسمائے علمائے حرمین طیبین

- ۱۔ شیخ علمائے مکہ مفتی شافیہ مولانا شیخ محمد سعید بابصیل رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۔ شیخ خطباء وائمہ مکہ معظمہ مولانا شیخ احمد ابوالخیر میرداد رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۔ ناصر سنن فتنہ شکن سابق مفتی مولانا علامہ صالح کمال رحمۃ اللہ علیہ
- ۴۔ صاحب رفعت وافضال مولانا شیخ علی بن صدیق کمال رحمۃ اللہ علیہ
- ۵۔ بقیۃ الاکابر عمدۃ الاواخر جلوہ گاہ نور مطلق مولانا شیخ محمد عبدالحق مہاجر الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ
- ۶۔ محافظ کتب خانہ حرم حضرت علامہ مولانا سید اسماعیل خلیل رحمۃ اللہ علیہ
- ۷۔ صاحب علم حکم مولانا سید ابو حسین مرزوقی رحمۃ اللہ علیہ
- ۸۔ سرشکن اہل مکروکید مولانا شیخ عمر بن ابی بکر باجنید رحمۃ اللہ علیہ
- ۹۔ سابق مفتی مالکہ مولانا شیخ عابد بن حسین مالکی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۰۔ فاضل ماہر کامل مولانا شیخ علی بن حسین مالکی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ ذوالجلال والزمین مولانا شیخ جمال بن محمد بن حسین رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ نادر روزگار مولانا شیخ اسعد بن احمد دہان مدرس حرم شریف رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ یکتائے روزگار مولانا شیخ عبدالرحمن دہان رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔ مدرس مدرسہ صولتیہ مولانا محمد یوسف افغانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔ آجل خلفائے حاجی امداد اللہ صاحب مولانا شیخ احمد مکی امدادی مدرس مدرسہ احمدیہ رحمۃ

اللہ علیہ

۱۶۔ عالم عامل فاضل کامل مولانا محمد یوسف خیاط رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔ والا منزلت بلند رفعت حضرت مولانا محمد صباح بن محمد بافضل رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔ صاحب فیض یزدانی مولانا حضرت عبدالکریم ناجی داغستانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔ فاضل کامل حضرت مولانا شیخ سعید بن محمد میمانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔ فاضل کامل حامد احمد محمد جدوای رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔ مفتی حنفیہ حضرت سیدنا مولانا تاج الدین الیاس مفتی مدینہ طیبہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔ عمدة العلماء افضل الافاضل سابق مفتی مدینہ طیبہ عثمان بن عبدالسلام داغستانی رحمۃ

اللہ علیہ

۲۳۔ فاضل کامل شیخ مالکیہ سید شریف مولانا سید احمد جزاوی رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔ صاحب فیض ملکوتی حضرت مولانا خلیل بن ابراہیم خربوتی رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔ صاحب خوبی و نکوئی شیخ الدلائل مولانا سید محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔ عالم جلیل فاضل عقیل مولانا محمد بن احمد عمری رحمۃ اللہ علیہ  
 ۲۷۔ ماہر علامہ صاحب عز و شرف حضرت مولانا سید عباس جلیل محمد رضوان شیخ دلائل رحمۃ  
 اللہ علیہ

۲۸۔ فاضل کامل العقل مولانا عمر بن حمدان محری رحمۃ اللہ علیہ  
 ۲۹۔ فاضل کامل عالم عامل مولانا سید محمد بن مدنی دیداوی رحمۃ اللہ علیہ  
 ۳۰۔ مدرس حرم مدینہ طیبہ مولانا شیخ محمد بن سوسی خیاری رحمۃ اللہ علیہ  
 ۳۱۔ مفتی شافعیہ مولانا سید شریف احمد برزنجی شافعی رحمۃ اللہ علیہ  
 ۳۲۔ فاضل مولانا حضرت مولانا محمد عزیز وزیر مالکی مغربی اندلسی مدنی تونسہ رحمۃ اللہ علیہ  
 ۳۳۔ شیخ فاضل مولانا عبدالقادر توفیق شلمی رحمۃ اللہ علیہ

### اسمائے علمائے پاک و ہند

۱۔ حضرت علامہ مولانا اولاد رسول محمد میاں برکاتی رحمۃ اللہ علیہ  
 ۲۔ حضرت علامہ مولانا اسمعیل حسن احمدی برکاتی رحمۃ اللہ علیہ  
 ۳۔ حضرت علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ  
 ۴۔ حضرت علامہ مولانا رحم الہی رحمۃ اللہ علیہ  
 ۵۔ حضرت علامہ مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ  
 ۶۔ حضرت علامہ مولانا محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ



- ۷۔ حضرت علامہ مولانا محمد حسنین رضا رحمۃ اللہ علیہ
- ۸۔ حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم رضا رحمۃ اللہ علیہ
- ۹۔ حضرت علامہ مولانا سردار علی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۰۔ حضرت علامہ مولانا محمد اقدس علی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۱۔ حضرت علامہ مولانا احسان علی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۲۔ حضرت علامہ مولانا محمد نور الہدیٰ رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۳۔ حضرت علامہ مولانا عبدالرؤف رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۴۔ حضرت علامہ مولانا سید غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۵۔ حضرت علامہ مولانا غلام معین الدین رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۶۔ حضرت علامہ مولانا صدیق اللہ رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۷۔ حضرت علامہ مولانا محمد نور رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۸۔ حضرت علامہ مولانا مختار احمد رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۹۔ حضرت علامہ مولانا غلام جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۰۔ حضرت علامہ مولانا محمد شرف الدین اشرف رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۱۔ حضرت علامہ مولانا حسین الدین رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۲۔ حضرت علامہ مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۳۔ حضرت علامہ مولانا شاہد الحق رحمۃ اللہ علیہ

- ۲۴- حضرت علامہ مولانا محمد ابرار حسن رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۵- حضرت علامہ مولانا سلطان احمد رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۶- حضرت علامہ مولانا وزیر احمد خان رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۷- حضرت علامہ مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۸- حضرت علامہ مولانا محمد محبوب علی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۹- حضرت علامہ مولانا حشمت علی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۰- حضرت علامہ مولانا احمد اشرف قادری رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۱- حضرت علامہ مولانا السید محمد الاشرافی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۲- حضرت علامہ مولانا فضل الدین البہاری رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۳- حضرت علامہ مولانا معین الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۴- حضرت علامہ مولانا السید محی الدین الاشرافی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۵- حضرت علامہ مولانا سید حبیب اشرفی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۶- حضرت علامہ مولانا فقیر محمد سلیمان اگر پوری رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۷- حضرت علامہ مولانا عبد الباقی محمد برہان الحق قادری الرضوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۸- حضرت علامہ مولانا العلامة المفتی محمد عبدالسلام ضیاء صدیقی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۹- حضرت علامہ مولانا المفتی جماعت علی رحمۃ اللہ علیہ
- ۴۰- حضرت علامہ مولانا مفتی محمد حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ

- ۴۱۔ حضرت علامہ مولانا محمد کرم الہی بی۔ اے رحمۃ اللہ علیہ
- ۴۲۔ حضرت علامہ مولانا مفتی خان محمد رحمۃ اللہ علیہ
- ۴۳۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد کامران رحمۃ اللہ علیہ
- ۴۴۔ حضرت علامہ مولانا ابوالعلی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ
- ۴۵۔ حضرت علامہ مولانا امتیاز احمد انصاری رحمۃ اللہ علیہ
- ۴۶۔ حضرت علامہ مولانا محمد عبد الجبیر رحمۃ اللہ علیہ
- ۴۷۔ حضرت علامہ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ
- ۴۸۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد حامد علی رحمۃ اللہ علیہ
- ۴۹۔ حضرت علامہ مولانا غلام محی الدین احمد بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۵۰۔ حضرت علامہ مولانا احمد حسین راپوری رحمۃ اللہ علیہ
- ۵۱۔ حضرت علامہ مولانا قاضی محمد احسان الحق نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
- ۵۲۔ حضرت علامہ مولانا احمد مختار صدیقی رحمۃ اللہ علیہ
- ۵۳۔ حضرت علامہ مولانا محمد عظیم اللہ علمی رحمۃ اللہ علیہ
- ۵۴۔ حضرت علامہ مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد رضوی قادری رحمۃ اللہ علیہ
- ۵۵۔ حضرت علامہ مولانا طصور حسام رحمۃ اللہ علیہ
- ۵۶۔ حضرت علامہ مولانا محمد عبد القدیر قادری رحمۃ اللہ علیہ
- ۵۷۔ حضرت علامہ مولانا غلام زین العابدین سہسوانی رحمۃ اللہ علیہ

- ۵۸۔ حضرت علامہ مولانا محمد فخر الدین بہاری پورنوری رحمۃ اللہ علیہ
- ۵۹۔ حضرت علامہ مولانا اسد الحق مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ
- ۶۰۔ حضرت علامہ مولانا محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ
- ۶۱۔ حضرت علامہ مولانا غلام معین الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ
- ۶۲۔ حضرت علامہ مولانا غلام علی رحمۃ اللہ علیہ
- ۶۳۔ حضرت علامہ مولانا الحافظ عبدالعزیز مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ
- ۶۴۔ حضرت علامہ مولانا غلام سید الاولیاء محی الدین البھیلانی رحمۃ اللہ علیہ
- ۶۵۔ حضرت علامہ مولانا محمد نعیم الدین رحمۃ اللہ علیہ
- ۶۶۔ حضرت علامہ مولانا عمر انعمی رحمۃ اللہ علیہ
- ۶۷۔ حضرت علامہ مولانا محمد عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ
- ۶۸۔ حضرت علامہ مولانا ابو محمد دیدار علی رحمۃ اللہ علیہ
- ۶۹۔ حضرت علامہ مولانا ابوالبرکات سید احمد سنی حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ
- ۷۰۔ حضرت علامہ مولانا سید فضل حسین نقشبندی مجددی قادری رحمۃ اللہ علیہ
- ۷۱۔ حضرت علامہ مولانا سید عبدالرزاق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ
- ۷۲۔ حضرت علامہ مولانا نور محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ
- ۷۳۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شاہ پونچھوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۷۴۔ حضرت علامہ مولانا عبدالغنی ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

- ۷۵۔ حضرت علامہ مولانا محمد مقصود علی رحمۃ اللہ علیہ
- ۷۶۔ حضرت علامہ مولانا حاجی احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ
- ۷۷۔ حضرت علامہ مولانا عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ
- ۷۸۔ حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم حنفی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۷۹۔ حضرت علامہ مولانا محمد عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ
- ۸۰۔ حضرت علامہ مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ
- ۸۱۔ حضرت علامہ مولانا محمد نور القمر رحمۃ اللہ علیہ
- ۸۲۔ حضرت علامہ مولانا محمد حنیف حنفی رحمۃ اللہ علیہ
- ۸۳۔ حضرت علامہ مولانا سلطان احمد رحمۃ اللہ علیہ
- ۸۴۔ حضرت علامہ مولانا محمد نعیم الدین رحمۃ اللہ علیہ
- ۸۵۔ حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم آروی رحمۃ اللہ علیہ
- ۸۶۔ حضرت علامہ مولانا محمد عبدالجید رضوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۸۷۔ حضرت علامہ مولانا عبدالرحمن در بھنگوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۸۸۔ حضرت علامہ مولانا محمد حنیف رحمۃ اللہ علیہ
- ۸۹۔ حضرت علامہ مولانا محمد نصیر الدین آروی رحمۃ اللہ علیہ
- ۹۰۔ حضرت علامہ مولانا محمد غریب اللہ رحمۃ اللہ علیہ
- ۹۱۔ حضرت علامہ مولانا محمد ظفر الدین قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

- ۹۲۔ حضرت علامہ مولانا سید ارتضیٰ حسین قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ
- ۹۳۔ حضرت علامہ مولانا محمد اسماعیل محمود آبادی رحمۃ اللہ علیہ
- ۹۴۔ حضرت علامہ مولانا محمد عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ
- ۹۵۔ حضرت علامہ مولانا رشید احمد عرف صاحب جہاں مکیاوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۹۶۔ حضرت علامہ مولانا محمد عطاء الرحمن رحمۃ اللہ علیہ
- ۹۷۔ حضرت علامہ مولانا محمد ولی الرحمن قادری رشیدی رحمۃ اللہ علیہ
- ۹۸۔ حضرت علامہ مولانا محمد شفاء الرحمن رحمۃ اللہ علیہ
- ۹۹۔ حضرت علامہ مولانا شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۰۰۔ حضرت علامہ مولانا محمد رحیم بخش رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۰۱۔ حضرت علامہ مولانا محمد حبیب الرحمن رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۰۲۔ حضرت علامہ مولانا فقیر عبدالکریم بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۰۳۔ حضرت علامہ مولانا عبدالحفیظ درہنگوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۰۴۔ حضرت علامہ مولانا ابوالحسن مظفر پوری رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۰۵۔ حضرت علامہ مولانا غلام رسول محمدی سنی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۰۶۔ حضرت علامہ مولانا عبدالنبی المختار محمد یار فریدی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۰۷۔ حضرت علامہ مولانا ابوالیاس امام الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۰۸۔ حضرت علامہ مولانا سید میر حسین امام مسجد لوئی لہہ ہاروی رحمۃ اللہ علیہ



- ۱۰۹۔ حضرت علامہ مولانا محمد ابو یوسف محمد شریف الحق رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۱۰۔ حضرت علامہ مولانا السید فتح علی شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۱۱۔ حضرت علامہ مولانا عبد الکریم جتوڑی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۱۲۔ حضرت علامہ مولانا قاضی فضل احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۱۳۔ حضرت علامہ مولانا محمد مظہر اللہ فتح پور دہلی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۱۴۔ حضرت علامہ مولانا محمد عبدالغزیز خطیب جامع مسجد لاہور مزنگ رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۱۵۔ حضرت علامہ مولانا گل محمد امام مسجد مرزا احمد دین رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۱۶۔ حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۱۷۔ حضرت علامہ مولانا محمد خلیل الرحمن بہاری قادری رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۱۸۔ حضرت علامہ مولانا ابوالفضل محمد کرم دین رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۱۹۔ حضرت علامہ مولانا واعظ الاسلام احمد دین رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۲۰۔ حضرت علامہ مولانا مولوی فاضل محمد فضل حسین رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۲۱۔ حضرت علامہ مولانا محمد اجمل قادری رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۲۲۔ حضرت علامہ مولانا قادری محمد المدعو بعماد الدین رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۲۳۔ حضرت علامہ مولانا غلام محی الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۲۴۔ حضرت علامہ مولانا سلامت اللہ قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۲۵۔ حضرت علامہ مولانا مفتی نکو در سید محمد حنیف چشتی رحمۃ اللہ علیہ

- ۱۲۶۔ حضرت علامہ مولانا ابوالحامد احمد علی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۲۷۔ حضرت علامہ مولانا السد حیدر شاہ القادری رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۲۸۔ حضرت علامہ مولانا محمد خلیل عفی عنہ رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۲۹۔ حضرت علامہ مولانا سید محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۳۰۔ حضرت علامہ مولانا سید سعید احمد رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۳۱۔ حضرت علامہ مولانا عبدالحمید عفی عنہ رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۳۲۔ حضرت علامہ مولانا امجد علی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۳۳۔ حضرت علامہ مولانا محمد نبی بخش رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۳۴۔ حضرت علامہ مولانا سید مختار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۳۵۔ حضرت علامہ مولانا محمد فضل الرحمن رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۳۶۔ حضرت علامہ مولانا محمد نظام الدین ملتانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۳۷۔ حضرت علامہ مولانا محمد ریحان حسین العمری المجددی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۳۸۔ حضرت علامہ مولانا محمد مشتاق رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۳۹۔ حضرت علامہ مولانا فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۴۰۔ حضرت علامہ مولانا محمد سلیمان رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۴۱۔ حضرت علامہ مولانا محمد وسیم خان رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۴۲۔ حضرت علامہ مولانا محمد عبداللطیف القادری رحمۃ اللہ علیہ

- ۱۴۳۔ حضرت علامہ مولانا عبدالحی علی رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۴۴۔ حضرت علامہ مولانا محمد اسماعیل رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۴۵۔ حضرت علامہ مولانا محمد یحییٰ علی رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۴۶۔ حضرت علامہ مولانا احمد حسین رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۴۷۔ حضرت علامہ مولانا محمد عبدالمجید قادری رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۴۸۔ حضرت علامہ مولانا محی الدین قادری رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۴۹۔ حضرت علامہ مولانا سید شاہ لطیف رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۵۰۔ حضرت علامہ مولانا السید وحید قادری رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۵۱۔ حضرت علامہ مولانا عبد القادر قادری حیدرآبادی رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۵۲۔ حضرت علامہ مولانا سید عیاش الدین رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۵۳۔ حضرت علامہ مولانا غلام محی الدین قادری رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۵۴۔ حضرت علامہ مولانا سید احمد علی رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۵۵۔ حضرت علامہ مولانا غلام محمد رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۵۶۔ حضرت علامہ مولانا محمد نظام الدین قادری رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۵۷۔ حضرت علامہ مولانا محمد عباس میاں رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۵۸۔ حضرت علامہ مولانا مرزا احمد قادری رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۵۹۔ حضرت علامہ مولانا نذیر احمد بخندی رحمتہ اللہ علیہ

- ۱۶۰۔ حضرت علامہ مولانا محمد سعد اللہ کی رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۶۱۔ حضرت علامہ مولانا محمد ابرار الحق رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۶۲۔ حضرت علامہ مولانا حافظ عبدالمجید دہلوی رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۶۳۔ حضرت علامہ مولانا محمد جمیل احمد القادری البدایونی رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۶۴۔ حضرت علامہ مولانا محمد معراج الحق صدیقی رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۶۵۔ حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم الحنفی القادری البدایونی رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۵۶۔ حضرت علامہ مولانا غلام محمد لکھنوی رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۶۷۔ حضرت علامہ مولانا عبدالحلیم الصدیقی رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۶۸۔ حضرت علامہ مولانا امام محمد فضل کریم دہلوی رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۶۹۔ حضرت علامہ مولانا عبدالحلیم النوری رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۷۰۔ حضرت علامہ مولانا محمد شمس الاسلام رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۷۱۔ حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحلیم رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۷۲۔ حضرت علامہ مولانا حافظ عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۷۳۔ حضرت علامہ مولانا محمد عبد اللہ رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۷۴۔ حضرت علامہ مولانا محمد عبد الخالق رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۷۵۔ حضرت علامہ مولانا محمد احمد خان دہلوی رحمتہ اللہ علیہ
- ۱۷۶۔ حضرت علامہ مولانا عبد الرحیم رحمتہ اللہ علیہ

- ۱۷۷۔ حضرت علامہ مولانا سید احمد علی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۷۸۔ حضرت علامہ مولانا عبدالغفار حنفی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۷۹۔ حضرت علامہ مولانا محمد امین قادری رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۸۰۔ حضرت علامہ مولانا محمد جسیم رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۸۱۔ حضرت علامہ مولانا محمد یوسف صدیق اللہ شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۸۲۔ حضرت علامہ مولانا محمد یسین رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۸۳۔ حضرت علامہ مولانا محمد نور الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۸۴۔ حضرت علامہ مولانا محمود جان قادری رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۸۵۔ حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ قادری رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۸۶۔ حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۸۷۔ حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۸۸۔ حضرت علامہ مولانا حاجی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۸۹۔ حضرت علامہ مولانا صالح رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۹۰۔ حضرت علامہ مولانا سعید الدین رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۹۱۔ حضرت علامہ مولانا عبدالرشید خان بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۹۲۔ حضرت علامہ مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۹۳۔ حضرت علامہ مولانا محمد میاں رحمۃ اللہ علیہ

- ۱۹۴۔ حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین الہکی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۹۵۔ حضرت علامہ مولانا عبدالحی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۹۶۔ حضرت علامہ مولانا محمد شمس الدین قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۹۷۔ حضرت علامہ مولانا محمد حفیظ اللہ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۹۸۔ حضرت علامہ مولانا امیر حسن رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۹۹۔ حضرت علامہ مولانا سید سجاد حسین رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۰۰۔ حضرت علامہ مولانا غلام احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۰۱۔ حضرت علامہ مولانا فضل احمد رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۰۲۔ حضرت علامہ مولانا محمد حسن قادری رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۰۳۔ حضرت علامہ مولانا شبیر حسین قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۰۴۔ حضرت علامہ مولانا ابوالفضل محمد عبدالاحد رضوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۰۵۔ حضرت علامہ مولانا مفتی نثار احمد رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۰۶۔ حضرت علامہ مولانا ابوالنصر کمال الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۰۷۔ حضرت علامہ مولانا عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۰۸۔ حضرت علامہ مولانا محمد عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۰۹۔ حضرت علامہ مولانا محمد کاظم رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۱۰۔ حضرت علامہ مولانا نور محمد اعظمی قادری رحمۃ اللہ علیہ



۲۱۱۔ حضرت علامہ مولانا محمد عبدالعظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۲۔ حضرت علامہ مولانا محمد عبدالعزیز خان قادری رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۳۔ حضرت علامہ مولانا محمد یونس قادری رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۴۔ حضرت علامہ مولانا احمد پارخان قادری رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۵۔ حضرت علامہ مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۶۔ حضرت علامہ مولانا محمد نور الحسنین رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۷۔ حضرت علامہ مولانا محمد معوان حسین رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۸۔ حضرت علامہ مولانا محمد شجاعت علی رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۹۔ حضرت علامہ مولانا محمد سراج الحسنین رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۰۔ حضرت علامہ مولانا محمد عبدالغفار رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۱۔ حضرت علامہ مولانا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۲۔ حضرت علامہ مولانا سید یار محمد رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۳۔ حضرت علامہ مولانا محمد عمر القادری رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۴۔ حضرت علامہ مولانا عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۵۔ حضرت علامہ مولانا محمد حبیب الرحمن رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۶۔ حضرت علامہ مولانا محمد عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۷۔ حضرت علامہ مولانا محمد آصف رحمۃ اللہ علیہ

- ۲۲۸۔ حضرت علامہ مولانا عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۲۹۔ حضرت علامہ مولانا محمد عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۳۰۔ حضرت علامہ مولانا شاکر حسین رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۳۱۔ حضرت علامہ مولانا محمد مصاحب علی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۳۲۔ حضرت علامہ مولانا سید محمود زیدی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۳۳۔ حضرت علامہ مولانا السید محمد میرال رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۳۴۔ حضرت علامہ مولانا فقیر نثار احمد رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۳۵۔ حضرت علامہ مولانا فقیر شمس الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۳۶۔ حضرت علامہ مولانا محمد حامد علی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۳۷۔ حضرت علامہ مولانا حبیب الرحمن رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۳۸۔ حضرت علامہ مولانا سید رشید الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۳۹۔ حضرت علامہ مولانا محمد عبدالطیف اجمیری رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۴۰۔ حضرت علامہ مولانا عبدالحمید قادری رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۴۱۔ حضرت علامہ مولانا محمد زاہد قادری رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۴۲۔ حضرت علامہ مولانا محمد احمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۴۳۔ حضرت علامہ مولانا صوفی ظہور محمد رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۴۴۔ حضرت علامہ مولانا محمد عارف حسین قریشی رحمۃ اللہ علیہ

- ۲۴۵۔ حضرت علامہ مولانا سید محمد علی حسین رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۴۶۔ حضرت علامہ مولانا ابوالفیض سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۴۷۔ حضرت علامہ مولانا قاسم میان رضوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۴۸۔ حضرت علامہ مولانا محمد قاسم ہاشمی قادری رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۴۹۔ حضرت علامہ مولانا محمد عبدالشکور قادری رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۵۰۔ حضرت علامہ مولانا حافظ حاجی پیر سید ظہور شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۵۱۔ حضرت علامہ مولانا محمد صدیق بڑودی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۵۲۔ حضرت علامہ مولانا سید خالد شامی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۵۳۔ حضرت علامہ مولانا محمد عبداللہ بڑودی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۵۴۔ حضرت علامہ مولانا عبدالرضا حشمت علی خان قادری الرضوی الکنہوی (مصنف  
کتاب الصوارم الہندیہ) رحمۃ اللہ علیہ

دیوبندیوں کی اصل کتب کے وہ صفحات جن میں ان کی گستاخانہ عبارتیں واضح ہیں۔  
ذیل میں ان کے عکوس ملاحظہ فرمائیں

# إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ

الحمد لله والمنتهى في رسالة مؤلفه جناب مولانا محمد قاسم صاحب دارالافتاء  
مزیل القباس و مرفوع اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما

# تتميم الناس

بأهت

راحق محمد علی مالک کتب خانہ امدادیہ دیوبند

بلی جو ب برقی پریس ہلی سے طبع کرا کر

کتب خانہ امدادیہ دیوبند سے شاکا

پیرسالہ عزیز ہر قسم کی اسلامی دینی وغیر دینی کتب خانہ امدادیہ دیوبند  
کتب نہایت ہی ارزاں قیمت پر پیش طلب ہیں

ہونا ثابت ہوتا ہے اور آپ کا اس وصف میں کسی کی طرف محتاج ہونا اس میں امتیاز گذشتہ ہوں یا کوئی اور اسی طرح اگر فرض کیجئے آپ کے زمانہ میں بھی اس زمین میں یا کسی اور زمین میں یا آسمان میں کوئی نبی ہو تو وہ بھی اس وصف نبوت میں آپ ہی کا محتاج ہوگا اور اس کا سلسلہ نبوت بہر طور آپ پر ختم ہوگا اور کیوں نہ ہو عمل کا سلسلہ علم پر ختم ہوتا ہے جب علم ممکن بشری ختم ہو لیا تو پھر سلسلہ علم و عمل کیا چلے عرض اختتام اگر باری معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا ختم ہونا امتیاز گذشتہ ہی کی نسبت خاص ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی ایسے اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا ختم ہونا بدسور بانی رہتا ہے مگر جسے اطلاق قائم بنین اسباب کو مقتضی ہے کہ اس لفظ میں کجاویل کیجئے اور علی العموم تمام انبیاء کا ختم کیجئے اسی طرح اطلاق لفظ مثلہن جو آیت اللہ الذی خلق سبع سموات و زمین الارض مثلہن یتنزل الامریہن ..... میں واقع ہے اس بات کو مقتضی ہے کہ سوا ربان ذاتی ارض و سما جو لفظ سموات اور لفظ ارض سے مفہوم ہے اور ان دونوں لفظوں کا ذکر کرنا اس باب میں بمنزلہ استتار ہے اور نیز علاوہ اس تبائن کے جو بوجہ اختلاف لوازم ذاتی یا اختلاف مناسبات ذاتی خواہ جملہ لوازم وجود ہوں یا مفارق بین السماء والارض تصور ہو اور بالآخر اس مسئلہ پر محقق ہو جو بین السماء والارض مماثلت ہونی چاہئے سو اس میں سے مماثلت فی العدد اور مماثلت فی البعد اور فوق و تحت ہونے میں مماثلت تو اسی حدیث مرفوع سے معلوم ہوتی ہے جس سے تحقق سبع ارضین معلوم ہوا ہے اور صاحب شکوۃ نے بحوالہ امام ترمذی اور امام احمد باب بدر الخلق میں اس کو روایت کیا ہے اور ترمذی میں کتاب التفسیر میں سورۃ حدید کی تفسیر میں روایت کیا ہے وہ حدیث یہ ہے۔ وعن ابیہریرۃ قال بیانا بنی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالس واصحابہ اذ اتی علیہم صحاب فقال بنی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بل تدرون ما هذا قالوا اللہ ورسولہ علم قال ہذہ العنان ہذہ روایات الارض یسوقہا اللہ الی قوم لایشکرونہ ولایدعونہ ثم قال مثل تدرون ما فوقکم قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال فانہا الرفع سقف محفوظا و موج محفوظ ثم قال بل تدرون ما بینکم و بینہا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال بینکم و بینہا خمسۃ عام ثم قال بل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال سما ان بعد ما بینہا خمسۃ سنۃ تم قال ذلک حتی عد سبع سموات ما بین کل سماءین ما بین سما ان بعد ما بینہا خمسۃ سنۃ ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ان فوق ذلک العرش و بینہ و بین السماء بعد ما بین السماءین ثم قال بل

ابہ اتنا ہی اقرار کریں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر انکار میں تو تکذیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھنکھائی تھا اقرار میں تو کچھ اندیشہ ہی نہیں بلکہ سات زمینوں کی جگہ اگر لاکھ دو لاکھ اور بیسے اس طرح اور زمینیں تسلیم کر لیں تو میں ذمہ کش ہوں کہ انکار سے زیادہ اس اقرار میں کچھ وقعت نہ ہوگی نہ کسی آیت کا تعارض نہ کسی حدیث سے معارضہ رہا۔ اثر معلوم اس میں سات سے زیادہ کی نفی نہیں سو جب انکار اثر نہ ہو تو یہ باوجود صحیح ائمہ حدیث یہ جرات ہے تو اقرار ارضی زائدہ از سبع میں تو کچھ ڈر ہی نہیں علاوہ یہیں بر تقدیر خاتمیت زمانی انکار اثر نہ ہو کہ میں قدر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ افزائش نہیں ظاہر ہو کہ اگر ایک ہر آباد ہو اور اس کا ایک شخص عالم ہو یا سب میں فضل تو بعد اس کے کہ اس شہر کی برابر دوسرا دوسرا ہی شہر آباد کیا جائے اور اس میں ہی ایسا ہی ایک عالم ہو سب میں فضل تو اس شہر کی آبادی اور اس کے عالم کی حکومت یا اس کے فرد فضل کی افضلیت سے حکم یا فضل شہر اول کی حکومت یا افضلیت میں کچھ کسی نہ آجائے گی اور اگر در صورت تسلیم اور چھ زمینوں کے وہاں کے آدم و نوح وغیر ہم علیہم السلام یہاں کے آدم و نوح علیہم السلام وغیر ہم سے زمانہ سابق میں ہوں تو باوجود مماثلت کی بھی آپ کی خاتمیت زمانے سے انکار نہ ہو سکے گا جو وہاں کے مرتکب کے مساوات میں کچھ حجت کیجئے ہاں اگر خاتمیت بمعنی اقصاف ذاتی تو صفت نبوت لیجئے جیسا اس سجدہ ان کے عرض کیا ہے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افسردہ خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائیگی بلکہ اگر بالفرض بعد

زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کسی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ لگے گا جو جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی کو پھر کیا جائے بلکہ ثبوت اثر نہ ہو کہ وہ ثابت خاتمیت ہے معارض و مخالف خاتم نہیں نہیں جو یوں کہا جائے کہ یہ اثر شاہد یعنی مخالف روایت ثقات ہے اور اس سے یہ بھی واضح ہو گیا ہو گا کہ حسب درجہ منکر اثر اس اثر میں کوئی علت عامضہ بھی نہیں جو اسی راہ سے انکار صحت کیجئے کیونکہ اول تو امام مہدی کا اس اثر کی نسبت صحیح کھنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں کوئی علت عامضہ خفیہ قاعدہ فی الصحت نہیں دوسرے شذوذ تھا تو یہی تھا کہ مخالف جملہ خاتم النبیین سے اور علت تھی تبسلی تھی اگر اور کوئی آیت یا حدیث ایسی ہی ہوتی جس سے سادھے کم زیادہ زمینوں کا ہونا یا انبیاء و کالم و پیش ہونا یا ہونا ثابت ہوتا تو کھ سکتے تھے کہ وہ شذوذ یہ ہے مگر کتاب





بہان خاصیت دلیل جو اد نہیں۔ فاقہم ولا تنزل والشر علم فقط  
 جواب سوال سوم۔ مطلق غیب سے نزا د اطلاقا شرعیہ میں وہی غیب ہے جس پر کوئی دلیل  
 قائم نہ ہو اور اس کے ادراک کے لئے کوئی واسطہ اور سبب نہ ہو اسی بنا پر لا یعلمون فی التعمت  
 والامین الغیب الا اللہ اور ولو کنت اهل الغیب وغیرہ فرمایا گیا ہے اور جو علم  
 بواسطہ ہو اس پر غیب کا اطلاق محتاج قریب ہے تو بلا قریبہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موسوم شرک ہے  
 کی وجہ سے ممنوع و ناجائز ہوگا قرآن مجید میں لفظ راغنا کی مانعت اور حدیث مسلم میں عبدی  
 و امتی و ربی کہنے سے یہی۔ اس وجہ سے وارد ہے اس لئے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر عالم  
 الغیب کا اطلاق جائز نہ ہوگا اور اگر ایسی تاویل سے ان الفاظ کا اطلاق جائز ہو تو خالق اور رازق  
 وغیرہما تاویل اسناد الی السبب کے بھی اطلاق کرنا ناجائز ہوگا کیونکہ آپ ایجاد اور بقائے عالم کے  
 سبب ہیں بلکہ خدا بمعنی مالک اور جوہر بمعنی مطاع کہنا بھی درست ہوگا اور جس طرح آپ پر عالم  
 الغیب کا اطلاق اس تاویل خاص سے جائز ہوگا اسی طرح دوسری تاویل سے اس صفت کی نفی  
 حق جل و علا شانہ سے بھی جائز ہوگی یعنی عالم غیب بمعنی الثانی بواسطہ اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت نہیں  
 پس اگر اپنے ذہن میں معنی ثانی کو حاضر کر کے کوئی کہتا پھرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم غیب  
 ہیں اور حق تعالیٰ شانہ عالم غیب نہیں، فو ذب اللہ عنہ، تو کیا اس کلام کو منہ سے نکالنے کی کوئی عقل  
 متدین اجازت دینا گوارا کر سکتا ہے اس بنا پر تو بانوا فقیروں کی تاملتہ بہودہ صدائیں بھی خلاف  
 شرع نہ ہوں گی تو شرع کیا ہوا بچوں کا کھیل ہوا کہ جب چاہا بنا لیا جب چاہا مٹا دیا پھر یہ کہ آب  
 کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جاتا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس  
 غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیسا  
 تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر نبی و مجتہد بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی  
 حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو  
 چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔ پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب  
 کہوں گا تو پھر غیب کو منجملہ کمالات نبویہ کیوں شمار کیا جاتا ہے جس امر میں دوسرے بلکہ انسان کی بھی  
 خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبویہ سے کب ہو سکتا ہے اور التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں  
 فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیبیہ مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ  
 رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے دلائل نقلیہ بشمار میں خود قرآن مجید میں آپ

استو کو اختیار کی تھارے پاس بخت تھلے اب کا طرفے  
 کتاب النورین فی جواب ما حی روم ویدنا

الشیخ رشید علی کتات جواب ما حی روم ویدنا  
 دافعہ ہام وطلحات محلی نیک لامعہ موسی بدلائل نافعہ اعنی

# البراہین لطعۃ

## ظلام الانوار الساطعۃ

بالدلائل الواضحة

### کلامہ من مولود الفتحۃ

بامر حضرت نقیۃ السلف الخلف اس الفقراء والمحدثین ان العلماء اکالین جناب مولانا

رشید احمد صاحب گفتگوی قدوس سرہ  
 باہتمام۔ مختار علی ابن محمد علی

کتابخانه مولانا رشید احمد صاحب  
 دیوبند دیوبند





اور آدمی مرتے ہیں ہر جگہ ملک الموت موجود ہے اور مشکوٰۃ میں ہے کہ ملک الموت وقت موت کے سر ہانے ہوتا ہے مومن کے بھی اور کافر کے بھی یہ حدیث طویل ہے اور قاضی شہار اللہ نے تذکرۃ الموتی میں نقل کیا ہے ایک حدیث کو طبرانی اور ابن مندہ کی اس میں یہ بھی ہے کہ ملک الموت رسول اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ ایسا کوئی گھر نہیں نیک یا بد آدمیوں کا جس کی طرف مجھ کو توجہ نہ ہو رات اور دن دیکھتا رہتا ہوں اور ہر چھوٹے بڑے کو ایسا پہچانتا ہوں کہ وہ خود بھی ایسا ہے کہ اس قدر پہچانتے، ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ملک الموت ہر جگہ حاضر ہے جیسا کہ ملک الموت علیہ السلام تو ایک فرشتہ مقرب ہے، دیکھو شیطان ہر جگہ موجود ہے، درمختار کے مسائل نام میں لکھا ہے کہ شیطان اولاد آدم کے ساتھ دن کو رہتا ہے اور اس کا بیٹا آدمیوں کے ساتھ رات کو رہتا ہے علامہ شامی نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ شیطان تمام دنیا آدم کے ساتھ رہتا ہے مگر جس کو اللہ نے چاہا بعد اس کے لکھا ہے **وَافْتَدَرَهُ عَلَىٰ ذَلِكُمْ خِيَامًا أَقْدَمًا لِمَوْتِ عَلَيْهِمْ نَظِيرًا ذَلِكُمْ** یعنی اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس بات کی قدرت دیدی ہے جس طرح ملک الموت کو سب جگہ موجود ہونے پر قادر کر دیا اتنی ہی کلامہ اب عالم اجسام محسوس میں اس کی مثال سینے، کولی آدمی مشرق سے مغرب تک آبادی دنیا کی الجیر کرے جہاں جھاوے گا چاند کو موجود پارے گا اور سورج کو بھی پارے گا پھر اگر وہ کہے کہ ایک چاند سب جگہ موجود ہے اور ایک سورج سب جگہ موجود ہے تو قاعدہ سے چلیے وہ کافر ہو جاوے کہ اس نے چاند کو ہر جگہ موجود کہا حالانکہ تحقیق یہ ہے کہ نہ وہ مشرک ہے نہ کافر خاصہ مسلمان ہے پس اسی

حضرت خضر کو ملا اس سے زیادہ پر قادر نہ تھے اور جنت موتی کو باوجود افضلیت کے نہ ملا تو وہ جنت خضر منقصور کی برابر اس علم مکاشفہ کو پیدا نہ کر سکے پس آفتاب و ماہتاب کو جو جس جنت و سعادت نوری بنا یا اور ملک الموت اور شیطان کو جو یہ وسعت علم و دور رس کا حال مشابہہ اور نصوص قطعیہ سے منوم ہو رہا ہے اس پر کسی فضائل قیاس کر کے اتنا یہاں بھی شس یا زائد اس منقول سے ثابت کرنا کسی خاقل کی علم کا کام نہیں اول تو عقائد کے مسائل قیاس نہیں کرنا سب ثابت ہو جاوے بلکہ قطعاً میں قطعاً نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر و احادیث میں معین نہیں ہنذا اس کا اثبات اس وقت قابل التفات ہو کہ مؤلف قطعاً اس کو ثابت کرے اور خلاف تمام امت کے ایک قیاس فاسد سے عقیدہ خلق کا اگر فاسد کیا جائے تو کب قابل التفات ہو گا دوم یہ ہے قرآن و حدیث سے اس کے خلاف ثابت ہو پس اس کا خلاف کس طرح قبول ہو سکتا ہے بلکہ سب قول مؤلف کا مردود ہو گا خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں **وَالْحَقُّ اَدْرِي مَا يَفْعَلُ بِي وَلاَ اَعْلَمُ اِلَّا مَا يَفْعَلُ بِي وَلاَ اَعْلَمُ اِلَّا مَا يَفْعَلُ بِي** اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ خود یوار کے چھپے کا بھی علم نہیں اور مجلس نکاح کا مسئلہ بھی بحر اقیانوس وغیرہ کتب سے لکھا گیا تیسرے اگر افضلیت ہی موجب اس کی ہے تو تمام مسلمان اگر چاہتے ہوں اور خود مؤلف بھی شیطان سے افضل ہیں تو مؤلف سب عوام میں بسبب افضلیت کے شیطان سے زیادہ نہیں تو اس کی برتری

علم غیب بزرگ خود ثابت کر دیوے اور مؤلف خود اپنے زعم سے بہت بڑا کامل الایمان ہے تو شیطان سے ضرور افضل ہو کر اعلم من الشیطان ہو گا معاذ اللہ، مؤلف کے ایسے جمل پر تعجب بھی ہوتا ہے اور رنج بھی ہوتا ہے کہ ایسی نالائق بات منہ سے نکالنا کس قدر دور از علم و عقل ہے، الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسد سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نفس و ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نفس قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک مشرک ثابت کرتا ہے اور خاصہ کی تعریف تہذیب

نارنگے شیطان سے بڑا عالم

نہ جس پر کسی کی فضیلت حاصل ہو کہ مرتب دلائل سے

دعا کا بلا ہونا مخلص لوگوں کے ظلم کے مخالف ہے اور خود بخود مسائل کا دل میں آجانا۔ اور  
 اروج اور فرشتوں کا کشف ان ناخوشگوار غلطیوں میں سے ہے جو حضور حق میں مستغرق بااخلاص لوگوں  
 کو نہایت بہرہ نیا کی وجہ سے عطا ہوا کرتے ہیں یہ ان کے حق میں ایک ایسا کمال ہے کہ  
 نشان سے رونق پر ختم ہو گیا ہے اور ان کی ناز بھی عبادت ہے کس کا اثرہ انکھوں کے سامنے  
 آگیا ہے۔

ہاں حاجتوں کی وہ دعائیں جو بالکل نازی سے پروردگار بے نیاز کی بارگاہ میں حاجت  
 رسانی کے مقصد ہونے کے اعتقاد کے باعث عین ناز میں صادر ہوتی ہیں اسی قبیل سے ہیں  
 یعنی ناز کے لئے کمال ہے کہ وہ قلیل حاجتیں معاش ہی کے متعلق ہوں اور اپنی حاجتوں کے  
 بارہ میں نفس کے ساتھ مشورے کرنا قبیح و سوسوں اور ناز کے نقصان میں سے ہے اور جو  
 کچھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ناز میں سامان لشکر کی تدبیر کیا کرتے تھے سو اس  
 قصد سے مفروض ہو کر اپنی ناز کو تباہ نہ کرنا چاہیے۔

کارپا کاں راقیاس از خود میگیر گرجہ ماند در زشتن شیر و شیر  
 (یعنی پاک لوگوں کے کاموں کو اپنے اوپر قیاس نہ کرنا گرجہ شیر و شیر دھوا لکھنے میں ایک ہیں)  
 حضرت خضر علیہ السلام کے لئے تو کشتی کے توڑنے اور بے گناہ بچے کو مار ڈالنے میں بلا ثواب  
 تھا اور دوسروں کے لئے نہایت درجہ کا گناہ ہے جناب فاروق رضی اللہ عنہ کا وہ درجہ تھا کہ لشکر  
 کی تیاری آپ کی ناز میں نخل اندازہ ہوتی تھی بلکہ وہ بھی ناز کے کمال کرنے کا ذریعہ ہو جاتی تھی  
 اس لئے کہ وہ تدبیر اللہ جل شانہ کے الہامات میں سے آپ کے دل میں ڈالی جاتی تھی اور جو  
 شخص خود کسی امر کی تدبیر کی طرف متوجہ ہو خواہ وہ امر دینی ہو یا دنیاوی بالکل اس کے برخلاف ہے  
 اور جس شخص پر یہ مقام کھل جاتا ہے وہ جانتا ہے ہاں بمقتضائے

ظَلَمْتُ بَعْضُهُمَا فَوْقَ بَعْضٍ  
 اندیرے میں جو دوسرے میں بعض سے بعض اور ہیں۔

زنا کے دوسرے سے ایجابی بی بی کی مجاہدت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف  
 خواہ جناب رسالت آپ ہی ہوں۔ اپنی ہمت کر لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق  
 ہونے سے بڑا ہے۔ کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چپٹ جاتا  
 ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چھپدی ہوتی ہے اور تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل  
 ہوتا ہے اور غیر کی تعظیم اور بزرگی جو ناز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف گھنچ کر لے جاتی ہے۔



حیثہ ذہنیہ



وَقُلْ لَنْ يَكْفُرَ الْكٰفِرُ  
 رَبِّ يَزِيدُنِيْ رَحْمَةً  
 وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا  
 نَعْمُوْنَ اِنَّا بِاللّٰهِ  
 نَعْتَصِمُ خَشْيَةَ اللّٰهِ  
 كَرِهْنَا لَكُمْ اَتَتْكُمْ  
 فَطَمَحْنَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ  
 يَخْتَارُ

امثالاً للآية كدال مستدر مطلوبية زيادته علم واملاد وللحديث كدال ست برنده بيت كمتا:  
 فصل در ارشاد صحيفه شهر به ملقبه به

# الامداد

مشتمل بر شعب عليه متنوعه خمس سلسله ودائره

يعني انما الفتاوى في الفقه والعقائد وحوادث الفتاوى في ما يتعلق بالسؤال الجديده  
 تزيبه اسالك في الاحوال الخاصه من السلوك والرفيق في سبله الطريق في الاحوال العامه منه  
 لغرطات خبرت في القواعد المختلفه العقلية والعقلية ككل ان ازاداد است سلسله حضرت مولانا اشرفي  
 سبب بظلاله بازيل ان ازادادنا حضرت شيخ العرب ابراهيم مولانا الحاج شاه محمد ادا الله مست  
 لقب صحيفه مشيرت به تبرك بنام ناميش نيزه خاسبا الامشانتك از تحقيقاته وديكره افضل

عشده ابايت ماه صفر المنظر ١٣٣٤ هجرى جلد

از مطبع املاد المطلق تحت مشاهير جون جلوه نمودن گرفت

اور سو گیا کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ مجھے غلطی ہوئی کلہ شریف کے پڑھنے میں اسکو صحیح پڑھنا چاہئے اس خیال سے دوبارہ کلہ شریف پڑھتا ہوں دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جائے لیکن زبان سے بیاختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشرف علی کل جاتا ہے حالانکہ مجھکو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے ہی کلہ نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوتی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور یہی چند شخص معلوم کے پاس تھے لیکن اسلئے میں میری یہ حالت ہو گئی کہ میں کلہ اکثر ابوجہ اس کے کہ رقت طاری ہو گئی زمین پر گر گیا اور نہایت روکے ساتھ ایک سبج ماری اور مجھکو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا لیکن بدن میں کستور بے حسی تھی اور وہ اثر نا طاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جائے باس خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں اللہم صل علی سیدنا ونبینا و مولانا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں آسن ہزار ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے بند بیداری میں رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہ انکے عرض کروں۔

جواب اس واقعہ میں نسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ منج سلامت ہے۔  
۲۳ سوال ۱۳۲۹ھ۔

سوال جناب محمد مناد مولانا عم فرح ضم علیکم السلام درجہ اشرف و برکاتہ۔ مکرمت نامہ دارو ہو کر باعث اعزاز ہوا یہ ناچیز حضرت جدامجد قبلہ عالم بظلالہ العالی کا بڑا نواسہ مولوی ..... صاحب فرجوم کار کا ہے آپس میں طبع نہیں کہ جناب نے ضروریات زمانہ کے لحاظ سے دینی خدمت بہت کی ہے اور بہت سے رسائل مفیدہ دینیات میں فرما کر لوگوں کو مستفیض فرمایا مگر آپ سے

مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ



بابت تمام سید عبد العظیم اینڈ سنز ناشران و تاجران کتب  
مالکان

مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ

لاہور طبع گردید۔

(آفتاب عالم پبلشرز)

مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ پورٹ ٹریڈنگ کمپنی لاہور

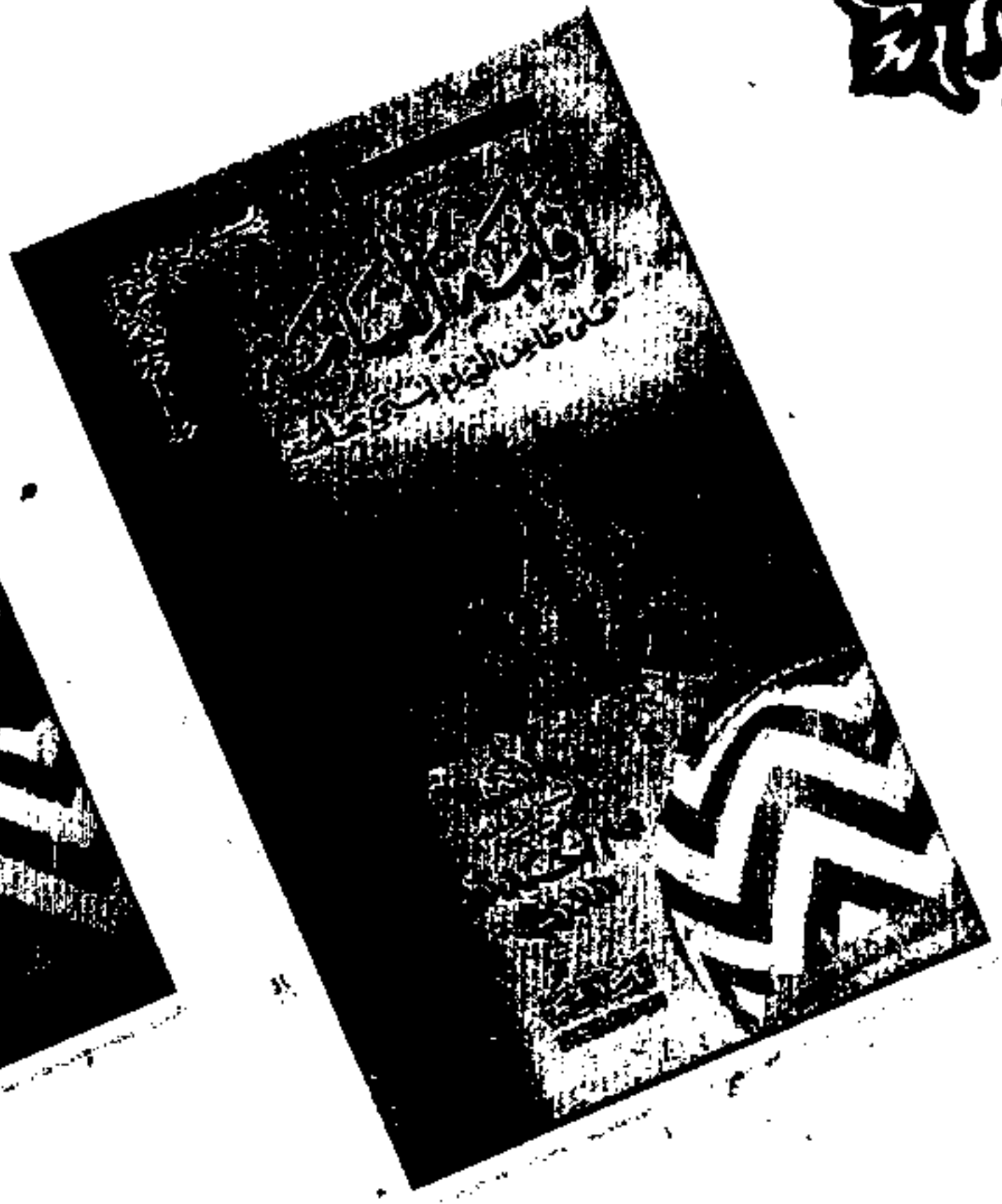
اور ایک تفسیر میں اس ڈھب کی ہیں کہ جن میں بغاوت نکلتی ہے۔ کچھ ماہر باہر مذہبی قانون گو  
 کو یا چوہڑے چار کو بادشاہ بنا۔ یا اس کے واسطے تاج و تخت تیار کرے تاکہ اسکے تین مل بجانی ہوے  
 یا اسکے تین بادشاہ کا چکر کرے یا اسکے لئے ایک نیشن کا ٹھہرادے اور بادشاہ کی طرح نذر دیوے یہ تفسیریں  
 سب تفسیروں سے بڑی ہیں اسکی منظر اسکو پہنچتی ہے اور جو بادشاہ اس سے غفلت کرے اور ایسوں کو سزا  
 نذر دیوے اسکی بادشاہت میں قہر ہے چنانچہ عقلمند لوگ ایسے بادشاہ کو بے طہرت کہتے ہیں سوا اس ایک ملک  
 شاہنشاہ غیور سے ڈرنا چاہئے کہ پرلے سرے کا زور رکھتا ہے اور ایسی ہی طہرت سووہ شرکوں سے کہیں کفریات  
 کرے گا اور کسی طرح انکی منازہ دیکھا اللہ سب مسلمانوں پر رحمت کرے اور انکو شرک کی آفت سے بچا دے۔ آمین قل  
 اللہ تغافلے اذا قال لکن لا ینبذہ و هو یعیظہ ینبئہ لا یشرک باللہ لای ایشرک لعلہ یعلمہ  
 ترجمہ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورہ لقمان میں جب کہ لقمان نے اپنے بیٹے کو اور نصیحت کرتا تھا اس  
 کو کہ اسے بیٹے میرے مت ٹرے بنا اللہ کا بیشک شریک بنا کر ہی بے انصافی ہے و یا یعنی اللہ تعالیٰ  
 نے لقمان کو عقلمندی دی تھی سوا انہوں نے اس سے سچا کہ بے انصافی ہی ہے کہ کسی کا حق اور کسی کو بکڑ پورنا  
 اور جس نے اللہ کا حق اس کی مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا حق بیکر ذلیل سے ذلیل کر دیا جیسے بادشاہ کا  
 تاج ایک چار کے سر پر رکھ دینے اس سے بڑی بے انصافی کیا ہوگی اور لہجوں ہاں لینا چاہئے کہ ہر مخلوق  
 بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی ذلیل ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا کہ جیسے شرع  
 کی راہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب بڑا گناہ ہے ایسی ہی عقل کی راہ سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ شرک  
 سب جہنوں سے بڑا عیب ہے اور یہی حق ہے اس واسطے کہ آدمی میں بڑے سے بڑا عیب ہی ہے کہ اپنے  
 بڑوں کی بے ادبی کرے سوائے اللہ سے بڑا کوئی نہیں اور شرک اسکی بے ادبی ہے و قال اللہ تغافلے و ما  
 اذسلنا من قبلك من رسل الا نوحی الیہ انه لا الہ الا انا فاعبدون ترجمہ فرمایا اللہ تعالیٰ  
 نے یعنی سورہ انبیاء میں اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر کہ اسکو ہی حکم بھیجا کہ بیشک ہاں تو اللہ  
 کہ کوئی ماننے کے لائق نہیں سوائے میرے سونہی کہ میری و یا یعنی جتنے پہلے سے سورہ اللہ کی طرف سے  
 ہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو ماننے اور اسکے سوائے کسی کو نہ ماننے اس آیت سے معلوم ہوا کہ شرک سے منع اور توحید کا حکم سب جہنوں  
 میں ہے سو یہی راہ نجات کی ہے اسکے سوائے اور سب راہیں غلط ہیں و اخروج مسلم عن ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ  
 تغافلے عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلہ تغافلے و ما اذسلنا من قبلك من رسل الا نوحی الیہ انه لا الہ الا انا فاعبدون  
 حیدر اشرف فیہ معنی غیر غیث اولادہ و شہادہ و انا منہ برحق ترجمہ مشکوٰۃ کے اسباب میں لکھا ہے کہ یہ حکم لایا  
 کہ نقل کیا ابو ہریرہ نے کہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ میں بڑا بے ہودا ہوں سا بھیوں میں  
 سا بھی سے سونہی کرے کچھ کام کرنا بھی کرے اس میں میرے ساتھ اور کسی کو سو میں چھوڑ دیا ہوں انکو اور اسکے سا بھی  
 کو اور میں اس سے بیزار ہوں و یا یعنی جس طرح اللہ لوگ اپنی شریک چیز آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں سو میں بھی نہیں کرتا



حرام ہو بلکہ اتنی ہی بات کا ذکر ہے کہ کسی مخلوق کے نام پر جہاں کوئی ہاؤز شہر کیا کرے گا وہ میرا احمد کہہ کر ہے یا یہ  
 بلکہ شیخ سدوکا ہے سو وہ حرام ہو جاتا ہے پھر کوئی ہاؤز مرغی یا اونٹ کسی مخلوق کے نام کا کر دے جسے ولی کا یا نبی کا ہے  
 کا یا دلہے کا بیوت کا یا پری کا سب حرام ہے اور ناپاک کرنے والے پر شرک ثابت ہو جاتا ہے وَقَالَ اللَّهُ لَمَلِكٍ  
 يَا صَاحِبِي ابْتغِ عِزَّ الدُّنْيَا مَتَّعْتُكَ خَيْرًا مِنَ اللَّهِ الرَّاحِدُ الْقَهَّارُ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ  
 أَنَّمَا كُفِّرَتْ عَنْهَا آيَاتُ اللَّهِ فَكَلِمَاتُ اللَّهِ أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنَ السَّمَاءِ سُلْطٰنًا لِّمَن لَّهٗ عِلْمٌ  
 لَّعِبُدِّدَ الْآيَاتُ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلٰكِن كَثُرَ الْفٰسِقِينَ لَا يَخْلَمُونَ ط ترجمہ ارکبا اللہ صاحب یعنی  
 سورہ یوسف میں کہ حضرت یوسف نے قید خانہ میں اور قیدیوں سے کہا اسے فقیروں قید خانے کے کیا کئی مالک  
 عدے سے بد سے بہتر ہیں یا اللہ ایک زبردست نہیں مانتے ہو تم ورے اسکے گر کئی ناموں کو کہ ٹھہرے میں تم  
 نے اور تمہارے باپ دادوں نے نہیں آتاری اللہ نے انکی کچھ شد نہیں حکم کسی کا سوائے اللہ کے اس نے  
 تو یہی حکم کیا ہے کہ کسی کو اسکے سوا بے مت مایوی ہی ہے دین غضب و مگر اکثر لوگ نہیں مانتے ف یعنی اول  
 تو غلام کے حق میں کئی مالک ہونے بہت نقصان کرتا ہے بلکہ ایک مالک زبردست چاہے کہ سب خداد اسکی پوری  
 کرے اور سب کا رو بار اس کے بناوے اور دوسرے یہ کہ ان مالکوں کی کچھ حقیقت بھی نہیں وہ کچھ خیر اصل  
 میں نہیں ہیں بلکہ آپ ہی لوگ خیال بانہ ہو لیتے ہیں کہ میںہ برتانا کسی اور کے اختیار میں ہے اور دانہ اگانا ہی  
 اور کے اور اولاد کوئی اور دیتا ہے اور تندرستی کوئی اور پھر آپ ہی ان کے نام ٹھہرا لیتے ہیں فلا نے کام کے  
 مختار کا نام یہ اور فلا نے کا یہ پھر آپ ہی ان کو مانتے ہیں اور ان کا اول کی وقت پکارنے میں پھر اس طرح ایک میں  
 یہ رسم جاری ہوتی ہے حالانکہ وہ سب محض اپنے غلط خیالات میں ہیں کچھ انکی حقیقت نہیں وہاں خدا کے سوا  
 کوئی اور نہ کسی کا یہ نام اگر کسی کا یہ نام ہے تو اسکو کسی کا رو بار میں کچھ دخل نہیں سو سب خیال ہی خیال ہوا اس نام  
 کا کوئی شخص وہاں مالک اور مختار نہیں ہوا ان کا نہیں کا مختار ہے اس کا نام اللہ ہے محمد با علی نہیں اور جگانا نام  
 یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں سو اس شخص کا اسکا نام محمد با علی ہوا اور اسکے اختیار میں عالم کے سب کا رو بار ہوں  
 ایسا حقیقت میں کوئی شخص نہیں بلکہ محض اپنا خیال ہے سو اس قسم کے خیال بانہ ہونے کا اللہ نے تو حکم نہیں دیا  
 اور کسی کا حکم اسکے مقابل معتبر نہیں بلکہ اللہ نے تو ایسا خیال بانہ ہونے سے منع کیا ہے اور وہ کون ہے کہ اس  
 کے کہنے سے ان ہاتھوں کا اعتبار ہو ہے ہی اصل دین ہے کہ اللہ ہی کے حکم پر چلے اور کسی کا حکم اسکے مقابل میں  
 پرگز نہ مانے لیکن اکثر لوگ یہ راہ نہیں چلتے بلکہ اپنے پیوں کی رسموں کو اللہ کے حکم سے مقدم سمجھتے ہیں اس آیت  
 سے معلوم ہوا کہ کسی کی راہ وہ حکم کرانا اور اسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ بھی انہیں ہاتھوں میں سے ہے کہ خاص  
 اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائی ہیں پھر کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اس پر بھی شرک ثابت ہوتا ہے  
 تو اللہ کے پہنچنے کی راہ بندوں تک رسول ہی کی خبر دینا ہے سو جو کوئی کسی نام کے یا جہتد کے یا غوث کے یا نبی کے یا نبی  
 و شیخ کے یا باپ دادوں کے یا کسی بادشاہ وزیر کے یا پادری و پندت کی بات کو اور ان کی راہ و رسم کو







پی او بکس 18752، کراچی، پاکستان، ای میل: [ilmia26@hotmail.com](mailto:ilmia26@hotmail.com)